

یعنی

کلید کامرانی

مشہور عملی ماہر نفسیات مسٹر الینا آئس کی شہرہ آفاق کتاب

وننگ پرسنالٹی دی میجک کی ٹو سکسیس

اردو زبان میں

از

برجی فیروز شاہ تاراپوری

ناشر

راج پبلشنگ ہاؤس حیدرآباد دکن

اشاعت اوّل ایک ہزار

مئی بابت ۱۹۴۵ء

قیمت مجلد دو روپیہ بارہ آنہ کلدار

ناشر

راج پبلشنگ ہاؤس حیدرآباد دکن

سول ایجنٹ

وینا بک سپلائی کمپنی

پوسٹ بکس نمبر (۳۶) سکندرآباد (دکن)

عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد
کہ عطر صندل افزوں تر زصندل می بود بورا!

فرزند ارجمند عزیزم لفٹنٹ اردشیر

جی

آج کل مڈل ایسٹ میں ایک مکینائزڈ رسالہ کے ہمراہ ہیں اور ممالک غیر میں اپنی فرائض کو عمدگی سے انجام دے رہے ہیں نیز ملک و ملت کی خدمت جانبازی سے کر رہے ہیں لھذا اس کتاب کو شوق و محبت کے ساتھ ان کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔ خدا ان کی عمر، ہمت اور عہدہ میں برکت اور رزق عطا فرمائے۔ آمین

پدر دعا گو

برزو جی.

تعارف

از
رشحات قلم جناب مولوی سید تمکین کاظمی صاحب
ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ ایف۔ آر۔ ایس۔ اے (لندن)

ہندوستان میں یوں تو سینکڑوں ذاتیں اور ہزاروں قومیں ہیں جو سب کی سب اپاہج۔ نکمی۔ ناکارہ اور مفلس ہیں۔ البتہ ان میں ایک قوم ایسی بھی ہے جو دوراندیش۔ محنتی۔ متمول اور کاروباری ہے یہ قوم گو اقلیت میں ہے مگر زندگی کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں یہ قوم پارسی ہے جو کم تعداد میں ضرور ہے مگر سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔

دکن میں بھی تقریباً دوسو سال سے یہ قوم آباد ہے۔ اور ملکی نظم و نسق میں اس قوم نے بڑا ہاتھ بٹایا ہے۔ چنانچہ نواب فریدون ملک بہادر صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی سے کون واقف نہیں۔ اس قوم میں کاروباری صلاحیت محنت۔ بلند حوصلگی۔ دیانت راست بازی۔ اخلاق اور تہذیب کے ساتھ ہی ساتھ علمی مذاق بھی ہے چنانچہ بڑے بڑے مصنف اور مولف اس قوم میں گزرے اور اب بھی موجود ہیں مگر ہندوستان کے پارسیوں نے اپنی گھر کی زبان گجراتی اور عام زبان انگریزی بنالی ہے

چنانچہ آپ کو فی صدی ایک پارسی بھی ایسا نہ ملے گا جو انگریزی نہ جانتا ہو۔ ان کی علمی سرگرمیاں اور ادبی کاوشیں بھی زبان انگریزی کی حد تک محدود ہیں۔ مگر دکن کے پارسیوں کو اردو سے خاص لگاؤ ہے چنانچہ دکن ہی میں ایسے پارسی آپ کو مل سکتے ہیں۔ اور اس طبقے کے بعض حضرات علم دوست اور ادبی مذاق رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ نواب کیقباد جنگ بہادر مسٹر سہراب جی کا انگا [illegible] برزو جی فیروز شاہ تاراپوری کا علمی مذاق اور ادبی ذوق [illegible] ہے خصوصاً اول الذکر اور آخر الذکر حضرات نے ان [illegible] میں بڑی شہرت حاصل کی ہے۔

برزو جی فیروز شاہ صاحب تاراپوری کی مادری زبان بھی پارسیو کی طرح گجراتی ہے اور زبان دوم انگریزی مگر موصوف کو اردو سے ایک قسم کا لگاؤ ہے جس کی وجہ سے اردو کا مطالعہ بہت اچھا رہا۔ اس اتفاق کی داد دیجیے کہ برزو جی صاحب اردو ادب کا مذاق لیکر ملازمت پاتے ہیں تو سررشتہ کروڑگیری (کسٹم ڈیپارٹمنٹ) میں۔ اور پچیس سال گزار کر اس جکڑ بندی اور فیصلہ نویسی سے نجات پاتے ہیں مگر ایسے خشک اور غیر ادبی سررشتہ میں بھی ان کا مطالعہ نہیں چھوٹتا انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ مرہٹی مطبوعات میں سے شاید ہی کوئی ایسی بدنصیب ادبی کتاب ہوگی جو آپ کے مطالعہ میں نہ رہی ہو۔ اس مطالعہ کے ساتھ ہی ساتھ لکھنے کی دھن بھی رہی۔ اور آپ نے کئی ایک تراجم اور تالیفات کیئے۔ مگر ملازمتی جھگڑوں اور اضلاع نوردی کی وجہ سے ان کتابوں

کو چھپوانے کا موقع نہ مل سکا۔ گزشتہ سال برزوجی صاحب نے مہتمم کروڑگیری کی حیثیت پچپن سالہ عمر ختم کر کے وظیفہ لیا اور پھر ایک دفعہ ادبی دنیا میں گم ہو گئے۔ چنانچہ ڈیل کارنیگی کی کتاب "ہاو ٹو ونڈ فرینڈس" کا نہایت عمدہ اردو ترجمہ کیا اور کارنیگی سے اس کتاب کی اشاعت کے متعلق مراسلت شروع کی۔ مگر اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے ہی آپ نے اس سلسلہ کی ایک اور کتاب دلکش شخصیت یعنی "کلید کامرانی" کا اردو ترجمہ کر دیا۔ اس کتاب کے مولف "مسٹر الیف اڈمن۔ بی۔ اے" ہیں جنہوں نے کاروباری یعنی غیر ادبی زبان میں اس کی تالیف کی ہے۔

برزوجی صاحب نے مجھ سے اس ترجمہ کا ذکر فرمایا۔ تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ مگر میں نے الیف ادمن صاحب کی کتاب دیکھی تو مایوسی ہونے لگی کہ اس کا اردو ترجمہ شاید ہی دلچسپ ہو سکے۔ مگر جب میں نے برزوجی صاحب کا ترجمہ دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔

۶۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

ایسی فنی اور غیر دلچسپ کتاب کو اس عمدگی سلاست روانی اور بے ساختگی کے ساتھ اردو میں منتقل کرنا برزوجی صاحب کا ہی کام ہے۔ کاش وہ اس قسم کی اور کتابوں کا ترجمہ بھی اسی طرح کر دیں اور اس نئے ادب سے اردو کا دامن بھر دیں ہمارے ادیب اور انشاپرداز نئی کتابوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تفریحی ادب زیادہ تر ان کے پیش نظر رہتا ہے۔ ناول افسانے اور ڈرامے آج کل زیادہ تر ترجمہ کئے جا رہے ہیں۔ اس سے اگر کسی نے آگے قدم بڑھایا تو کسی شاعر

پر ایک آدھ تصنیف پیش کردی مگر فنی اور کارآمد کتابوں کے ترجمے کی ہمت کسی میں نہیں۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ان فنون کو غیر دلچسپ سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور دوسری یہ کہ مترجم اصطلاحات۔ محاورات۔ اور فنی پیچیدگیوں سے گھبرا کر قلم رکھ دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ کام نوعمر اور نئے انشا پردازوں کے بس کا ہے بھی نہیں۔ اس کے لئے برزوجی صاحب جیسے پختہ مشق اور بالغ نظر انشا پردازوں کی ضرورت ہے۔ جو اطمینان۔ سنجیدگی۔ اور غور و تعمق سے ٹھنڈے دل کے ساتھ ان گتھیوں کو سلجھا سکیں

آجکل ہمارے نوجوانوں کو اپنی زندگی کامیاب بنانے کے لئے ایسی ہی کتابوں کی شدید ضرورت ہے طلباء۔ خوش باش۔ عوام۔ اور کاروباری لوگوں کے لئے یہ کتاب خضر راہ کا کام دیگی۔ اور نوجوان طبقہ جو خصوصیت سادہ لوحی میں اعتبار کرکے ہر شخص کو اپنے خلاف بنا لیتا ہے مسٹر ایٹ اوکل کے بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر اپنے آپ کو خوش خلق اور ملنسار بنا لیگا۔

میری دلی تمنا ہے کہ پروردگارِ عالم برزوجی صاحب کے اس ترجمے کو قبولِ عام مرحمت فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو کر اپنی زندگی سدھار سکیں۔

فہرست مضامین

انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں۔ اس موضوع پر میں نے تقریباً تمام مشہور مصنفین اور مولفین کی کتابیں دیکھیں مگر مسٹر کارنیگی نے جس عمدگی سلاست اور دل آویزی سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے وہ بات کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ انھیں خصوصیات کی بنا پر میں نے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ جسے میرے احباب نے بہت پسند کیا۔ اور سبھوں نے تقاضہ شروع کیا کہ اس کو چھپوا دیا جائے۔ چونکہ مسٹر کارنیگی سے میں نے اجازت کے متعلق مراسلت شروع کی ہے اسلئے فی الوقت اس کی اشاعت ملتوی ہے۔

اسی دوران میں مسٹر ریف آدمس کی ایک مختصر کتاب "دلکش شخصیت" یعنی "کلید کامرانی" بھی طبع ہوئی جو مسٹر کارنیگی کی کتاب کے بعد بڑا اچھا اضافہ ہے۔ میں نے اس کتاب کا بھی بعد اجازت ناشر ترجمہ کر دیا جو آپ کے سامنے ہے۔ مسٹر آدمس نے اپنی کتاب کا سلوب بیان بالکل غیر ادبی رکھا ہے۔ اور انھوں نے "گھریلو بولی" میں اس کو مرتب کیا ہے۔ میں نے حتی الامکان زبان سلیس قریب الفہم اور بامحاورہ رکھی ہے۔ تاکہ پڑھنے والے اکتا نہ جائیں۔ مترجم کی جستجو اور کاوش وہی اصحاب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جو ترجمہ کی دشوار گزار گھاٹیوں سے کبھی گزر چکے ہوں۔ غیر زبان کے خیالات کو اپنی زبان میں ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس پر فنی محاورات اور اصطلاحات کا اضافہ اور بھی غضب ڈھاتا ہے۔ ترجمہ نہ تو لفظی اچھا ہوتا ہے اور نہ آزاد۔ میں ان دونوں کا

قائل نہیں ہوں۔ کیونکہ لفظی ترجمے میں نامانوس پن کے علاوہ مفہوم غائب ہوئے لگتا ہے۔ اور دوسری زبان کے جاننے والے مصنف یا مولف کے مفہوم کو پا نہیں سکتے۔ رہا آزاد ترجمہ تو اس میں اتنی قریب بیگانگی پیدا ہو جاتی ہے مصنف کچھ کہتا ہے اور مترجم اس کچھ کا کچھ کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں باتیں کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتیں ہیں۔ ان دونوں خرابیوں کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ میں وہ بات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو لفظی حیثیت سے بھی مکمل ہو اور مفہوم بھی پورا ادا ہو۔ اور سلاست و روانی بھی اس قدر رہے کہ لوگ اس کو آزاد ترجمے کے برابر دلچسپ پائیں۔

اس کوشش میں مجھے کس قدر کامیابی ہوئی اس کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔ انسان اپنے امکان بھر محنت کرتا ہے۔ مگر

ع "قبولِ خاطر و لطفِ سخن خدا داد ست"

میرا منشاء مترجمین یا مولفین کی فہرست میں اپنے نام کا اضافہ کرنے اور لہو لگا کے شہیدوں میں ملنے کا ہرگز نہیں ہیں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس فن لطیف سے جو اس کتاب کی جان ہے برادرانِ وطن واقف ہوں اور یہ کتاب ہمارے نوجوانوں کی زندگی سدھار سکے

میری دلی دعا ہے کہ خداوندِ عالم اس کتاب کی اچھی باتیں جوانانِ وطن کے دلوں پر مرتسم اور دماغوں پر منقوش کر دے۔ تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت وصول ہو گئی۔

خاتمہ سے پہلے میں اپنے شفیقِ کرم گستر، محققِ والا نظر جناب مولوی سید تمکین کاظمی صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ (لنڈن) جو ایک کہنہ مشق ممتاز ادیب ہیں ان کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور یہ بڑی ناشکری ہوگی۔ اگر میں اس کا ذکر نہ کروں کہ اس ترجمہ کے مسودہ کی صحت اور زبان کو دلچسپ بنانے میں خاص طور پر مجھے مدد دی۔ اور غیر ارادی طور پر اس کتاب کے بیش بہا اصول پر عمل کیا یعنے اپنے ذاتی مفاد کو مدِ نظر نہ رکھتے ہوئے دوسروں کے معاملات میں گہری دلچسپی لی۔ اس لئے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ فقط

نیازکیش
برزوجی فیروز شاہ (تاراپوری)
سکندر آباد۔

پہلا باب

شخصیت



پہلا باب

شخصیت

لوگوں پر اثر قائم کرنے کے لئے ہم کو معنی خیز ملنساری سے کام لینا چاہئے کیونکہ کسی نہ کسی طرح ان کو مسخر کر لینا ضروری ہے۔" ہربرٹ کیسن

آپ کو خود اپنی چھان بین کر لینی چاہئے۔ آپکو خود اپنے اچھے برے اوصاف جانچ لینے چاہئیں۔ اپنی عادات پر نظر رکھنی اور اپنے وفور شوق کا موازنہ کر لینا چاہئے۔ آپ فرصت کا وقت کسطرح صرف کر رہے ہیں اور آپ میں کاروباری قابلیت دراصل کس قدر ہے۔ اس کا تعین کر لیجئے۔ "گرین ول کلیر" از ہاؤ ٹو سکیڈ ان لفتہ

"وہ مخصوص قوت جاریہ جسکے ذریعہ چند انسان دوسروں پر اپنا اثر ڈال سکتے ہیں اسی کو ہم اجمالی طور پر شخصیت سے تعبیر کر سکتے ہیں"۔ روئے شیرڈ۔ از تھنگز دی شد ٹو اباؤٹ ماینڈ

دماغی توازن

غالباً آپ کو اس سے دلچسپی ہے۔ آپ نے اس کتاب کو منتخب کیا اور اب آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ آپ کو یقیناً اس سے دلچسپی ہے۔ آپ کہینگے کہ آپ اسے بہ نظر تجسس دیکھ رہے ہیں ایسی بیسویں کتابیں آئے دن اس موضوع پر شائع ہو رہی ہیں بڑے بڑے ماہرین نفسیات و روحانیات اس مضمون پر لکھ رہے ہیں۔ آپ کا خیال درست ہے کہ اس میں کوئی نئی بات نہیں اور کم از کم یہ تو یقیناً صحیح ہے کہ اس میں کوئی قیمتی چیز نہیں۔

آپ نے اس کتاب کو منتخب کر لیا ہے۔ کیونکہ اس کا عنوان جاذب توجہ ہے اور آپ کی نظروں میں اس کی کچھ وقعت ہے۔

اس وقت آپ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ دماغی تربیت کا طریقہ اس میں ہے۔ اور یقیناً یہ کوئی معمولی کتاب یا احمقانہ کوشش کا نتیجہ نہیں۔ جیساکہ عوام کا خیال ہے۔

گھریلو معاملات اور روزمرّہ کاروبار میں اس کے اچھے فوائد کا آپ خود تجربہ کر رہے ہیں ایسے ذی مرتبت لوگوں سے جن کی کامیاب زندگی پر آپ کو رشک ہوتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی یہ دریافت کیا

کہ اُن کو یہ کامیابی کیسے حاصل ہوئی ؟" آپ جس عجلت سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں میں نہیں پہنچ سکتا اور نہ میں اتنا اچھا کام انجام دے سکتا ہوں جس سے میرا آقا مطمئن ہو سکے۔ جس طرح آپ کھیل کود میں دل لگا سکتے ہیں میں نہیں لگا سکتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے۔ دشواری آپ کے لئے دشواری نہیں۔ آپ دشمنوں میں ایسے رہتے ہیں جیسے بتیس دانتوں میں زبان۔ آپ ناجائز طریقہ کو کام میں نہیں لاتے۔ آپ کبھی پست ہمت نہیں ہوتے ہمیشہ کامیاب اور ظفرمند نظر آتے ہیں۔ اِن چیزوں کو آنکھ والا ہی دیکھ سکتا ہے۔ یہ کیا راز ہے ؟ میں بڑی سے بڑی قیمت دے کر اِس راز کو معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

یہ ایک دقیانوسی خیال ہے۔ ادراک کی نشوونما اس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے اِنسان کو اپنے دماغ کا پتہ چلا اور وہ اس سے کام لینے کا تہیّہ کر لیتا ہے۔

آپ تمام عمر تربیتِ دماغ یا نشوونمائے اِدراک میں منہمک رہتے ہیں، مکان پر۔ مدرسہ میں۔ کالج میں۔ دفتر میں۔ دوست احباب میں سینما میں۔ یا کھیل میں یا رقص وسرود کی محفل میں۔ آپ جو بھی کچھ کرتے ہیں دماغ کو حاضر رکھ کر کرتے ہیں۔ اور ذہن اپنے کام میں مصروف رہتا ہے۔ اور آپ مختلف خیالات اور منصوبے تراشتے رہتے ہیں۔

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ۔ ع "ہر کسے را بہر کارے ساختند" یعنی ہر فن کا ایک ماہر ہوتا ہے۔ اُس کا نکتۂ نظر وسیع اور بہت بلند

ہوتا ہے جس کی دماغی قابلیت اعلیٰ اور بہت ہی خاص ہوتی ہے ایک معمولی اور طبعی دماغ سے اس کی تسکین نہیں ہوتی۔ اس کا مقصد اعلیٰ وارفع دماغ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس کی زندگی کا ماحصل دماغ پر پورا قابو حاصل کرنا اور قوتِ دماغی سے سخت اور مشکل مہم سر کرنا قوتِ فیصلہ سے حیرت خیز کام لینا ہوتا ہے۔

اس کے اصولِ تربیت کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ اپنے دماغ کی اس طرح تربیت کرتا ہے کہ ایک عرصہ تک ایک ہی نکتہ پر اجتماعِ خیال سے کہا جاتا ہے کہ ہمالیہ پربت کے چند دماغی ماہرینِ تعلیم جب تک اُن کا جی چاہے اپنے دماغ کو خیالات سے بالکل خالی رکھ سکتے ہیں۔ مگر آپ کہیں گے ایسے دماغی ماہرِ تعلیم بننے کی آپ کو خواہش نہیں ہے۔

"مجھے اتنی فرصت کہاں ہے میں تو ایک معمولی شخص ہوں۔ روٹی کا مارا جس کو اپنی روزی کے لئے دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے۔ اسی میں میرا تمام وقت گزر جاتا ہے۔ صرف صبح و شام آدھے گھنٹے کی فرصت ملتی ہے، یہی وقت ہے جس کو میں اپنا کہہ سکتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے پاس وقت ہے اور نہ استقلال۔ نہ وہ قوت جس سے میں دماغی بازیگری کرسکوں۔ میں دماغی پہلوان بننا نہیں چاہتا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ مگر میری دلی آرزو یہ ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ میں اپنے کاروبار کو کس طرح عمدگی سے انجام دے سکتا ہوں۔ میں روپیہ کمانا چاہتا ہوں۔ بامِ رفعت پر پہنچنا چاہتا ہوں۔ آسودہ زندگی بسر

کرنا چاہتا ہوں اور دوسروں سے آگے نکلنے کی خواہش میرے دل میں ہے۔ میں ناکامی کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں اپنی زندگی کو کامیاب بنانا چاہتا ہوں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوں کہ جس شخص نے اپنے دماغ کو عمدگی سے استعمال کیا وہ جو چاہا ہو کر رہا"

دماغ سے کام لینے کا صحیح راستہ بھی ہے اور غلط بھی۔ چاہے آپ اس کو عقل کہیں یا شعور۔ قوتِ ادراک کی تعلیم میں خوبیاں ضرور ہیں جس کا مجھے یقین کامل ہے۔ مگر میں ضرورت سے زیادہ عقلمند بننا نہیں چاہتا۔ دماغی واویلے مجھے پسند نہیں۔ اب آپ نے سمجھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ مجھے شہ زور۔ مردِ میدان۔ سورما۔ بننا نہیں ہے۔ میں صرف اتنی استعداد اور قابلیت چاہتا ہوں کہ اپنے کاموں کو عمدگی سے انجام دے سکوں۔ فقط یہ چاہتا ہوں کہ آئندہ ترقی کر سکوں میرا کام اچھا رہے۔ میں چمک جاؤں۔ اور ایک دن اپنے سررشتہ کا افسرِ اعلیٰ بن سکوں۔ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔ اگر آپ کوئی مشورہ دینا چاہتے ہوں تو ایسا مشورہ دیجئے جو مختصر ہو سہل التعمیل ہو جس پر عمل پیرا ہونے میں دِقت نہ ہو۔ اور اس کے لئے کم سے کم وقت صرف ہو۔ تو شائد میں اپنے دماغ کی تربیت کر سکوں۔

جن خیالات کا اظہار اس کتاب میں کیا گیا ہے وہ آپ کے حسبِ خواہش ہیں۔ مجھے یہ کہنا مقصود نہیں ہے کہ یہ تمام خیالات میرے ذاتی ہیں۔ البتہ ضرورت کے وقت اس کی آزمائش کر چکا ہوں

یہ خیالات پختہ صحیح۔ اور قابل فہم ہیں۔ میں نے ان کو بڑے بڑے دماغی تربیت دینے والوں کی کتابوں میں دیکھا ہے۔ تربیت دہندہ بڑے عمدہ ماہر فن ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ اُن کی تعلیم معمولی مصروف لوگوں کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے میں نے اُنکے پیچیدہ اُصول متروک کر دیے ہیں۔ ان صفحوں پر آپ ایسے اسباق پائینگے جن کو یاد کرنے اور ان پر عمل کرنے میں آپ کو لطف آئے گا۔

ہر روز بلا ناغہ ان دماغی تربیت کے اصولوں پر ایک نظر ڈالا کیجیے پہلے مختصر طور پر شروع کیجئے۔ ابتداً پانچ منٹ اسکے بعد دس منٹ اور پھر آہستہ آہستہ بڑھاتے جاؤ۔

دنیا میں کروڑوں آدمی دماغی ورزش کیا کرتے ہیں۔

اس لئے آپ کو اطمینان ہو جائے گا کہ آپ غلط راستے نہیں چل رہے ہیں۔

مزا تو جب ہے کہ آپ محسوس کرنے لگیں کہ دن بدن آپ کی دماغی قوت درجہ بدرجہ بڑھ رہی ہے۔ اور حقیقی دماغی قابلیت کے آپ مالک بن رہے ہیں۔ اب آپ اپنی دماغی گرفت کو مضبوط بنا سکتے ہیں پہلے کوئی بات آپ کے سمجھ میں جلد نہیں آ سکتی تھی۔ اب آپ بخوبی محسوس کرینگے کہ آپ کی سمجھ بوجھ فہم و فراست۔ آب وار تلوار بن گئی ہے۔ پہلے عدم توجہی، منتشر خیالی۔ غیر محدود پریشانی گھبراہٹ کمزوری۔ وہم و اندیشہ۔ ناقابلیت کا ڈر آپ کو گھیرے ہوئے تھا

مگر اس دماغی تربیت کو آپ سنجیدگی سے کام میں لائینگے تو محسوس ہوگا کہ آپ کا دماغ بالکل صحیح کام کر رہا ہے۔

آپ اپنے دماغ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے دماغ کا صحیح استعمال کر سکتے ہیں۔ جس طرح ایک ہنرمند کاریگر اپنے اوزاروں سے صحیح کام لیتا ہے۔

دفتر۔ کارخانہ۔ یا جہاں کہیں آپ ہوں۔ آپ کا شمار قابل اور فاضل اشخاص میں ہو سکیگا حقیقت میں آپ اب ایک سمجھدار انسان بن گئے ہیں۔ آپ دوسرے کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ توصیف و تعریف حاصل کر سکتے ہیں۔ مصیبتوں کو دور کر سکتے ہیں۔ اور جن جن سے آپ کو سابقہ پڑے اُن سے عزت و حرمت کا خراج حاصل کر سکتے ہیں۔ کامیابی و ظفرمندی آپ کے قدم چومنے کے لئے تیار رہیگی۔

فلک پیمائی

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے اِدھر ہوتا کاش کہ مکاں اپنا (غالب)

اگر آپ عرش پر پہنچنا چاہتے ہوں یا بامِ عروج پر پہنچنا مقصود ہو اور آپ نے کسی ایک مقصد کو پیش نظر رکھ کر اپنی زندگی شروع کرنے کا ارادہ کر لیا ہو اور یہ چاہتے ہوں کہ جو پوشیدہ جوہر آپ میں ہیں وہ اجاگر ہو جائیں۔ کردار۔ گفتار۔ پندار میں راستی اور استقلال پیدا ہو جائے صحت صفائی تندرستی۔ دوستی۔ اخلاق و مروّت سے کام لے کر اپنی زندگی کو کامیاب، کامراں و ظفر مند بنائیں۔

تو اس کا دار و مدار بالکلیہ آپ پر ہے۔ شائد آپ کہیں کہ سب کا انحصار مقدر۔ اتفاق۔ اور موقع پر ہے مگر اس شخص کو بھی دیکھئے جو حیرت انگیز طور پر ترقی کر رہا ہو۔ غور کیجئے کہ اس کو یہ کامیابی کس طرح حاصل ہوئی اور وہ اس کا کس طرح مستحق ہوا۔

ایک لمحے کے لئے غور کیجئے کہ کیا زید کی حالت واقعی اچھی ہے؟ کیا اُس کی زندگی عمدگی سے گزر رہی ہے؟ کیا وہ بے انتہا دولتمند ہے؟

یہ کامرانی اس کو کس طرح نصیب ہوئی۔ کیا بددیانتی سے۔ کیا لطیفہ زندگی سے وہ واقف ہے۔ کیا اس کے خیالات اچھے اور سچے ہیں کیا کسی کام کے کرنے کے بعد اس کو روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ حقیقی کامیابی سے کوسوں دور ہے۔ وہ ناکامی کا ایک مجسمہ ہے۔

حقیقت ہے کہ صاحب حوصلہ آدمی کو آپ پستی میں نہیں رکھ سکتے آپ کو ایسے بہت سے واقعات معلوم ہونگے۔ آپ کی نظر خود اس پر دوڑے گی۔ یہ وہ اولوالعزم شخص ہے جس کو دنیا کے بھیانک نشیب فراز و مخمصے سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر اس کی مساعی جمیلہ رنگ لانے لگی۔ اب وہ بام عروج پر پہنچ گیا ہے۔ اس کی زبان سے یہ کبھی نہیں نکلا کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یہ تو ایک بازی ہے۔ یہ کئی سال کی محنت شاقہ کا ثمرہ ہے۔ وہ دل دہی سے کام کرتا رہا۔ اپنے اچھے مقاصد کو سنوارتا اور ترقی دیتا رہا۔ بُری خواہشوں کو چھوڑتا رہا۔ کبھی اچھے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور نہ اس کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا۔ وہ ایک معمولی نوکر سے افسر بن گیا۔

یہ سب کچھ آپ پر منحصر ہے۔

آپ کی زندگی جدوجہد اور جستجو کا مجموعہ ہے۔ درست اور صالح عمل سے مقام مقصود پر آپ کی رسائی ہوگی۔ غلط کاری کی وجہ سے آپ پیچھے رہ جائینگے۔ ایک قدم بھی آگے بڑھ نہیں سکیں گے۔

عمل کیا ہے؟ کس طرح کرنا چاہئیے اور کرنے کے بعد اس کو کس طرح جانچنا چاہئیے۔

ہم اکثر کہا کرتے ہیں "جو جی چاہا سو کیا"

اگر ہر شخص یہی کہتا رہے تو پھر ٹھکانہ کہاں؟ مثلاً آپ کے والد یہ گوارا نہ کریں کہ ایک دن بھی زیادہ کام کرنے کو جی نہیں چاہتا یا کوئی اہلکار یہ کہہ دے کہ جی چاہتا ہے کہ افسروں کو کھری کھری سنا دوں۔ یا کوئی یہ کہہ دے کہ میں جھوٹ کے پل باندھ رہا ہوں کیونکہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ اگر یہ لوگ جیسا کہتے ہیں ویسا ہی کر دکھائیں تو کیسی تباہی، ابتری پھیل جائے گی۔

کیا آپ نے محسوس نہیں کیا کہ جو جی چاہے سو کر بیٹھنا کام کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہے۔

یہ کہنا کہ پرند و چرند نیچرل زندگی بسر کرتے ہیں ہم بھی ایسا ہی کیوں نہ کریں۔ حد درجہ مضحکہ خیز ہے۔ ایسا خیالی پلاؤ نہ پکائیے اور اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار نہ کیجئے۔

غور کیجئے زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی مگر ہم پرندوں کی طرح نشوونما نہیں پا سکتے۔ اور نہ شیر کے مانند پیٹ پال سکتے ہیں۔ یا مچھلیوں کی طرح لاکھوں انڈے پیچھے چھوڑ نہیں سکتے۔ ہم کو بہت محنت اور مشقت کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم کو کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہئیے یہی ایک قضیہ اب تصفیہ طلب رہ جاتا ہے۔

"ہر کسے مصلحتِ خویش نکو میداند" ہم جانتے ہیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ ہم ہر ایک کام کر سکتے ہیں۔ اسلئے نہیں کہ ہم کو کرنا چاہیئے بلکہ اسلئے کہ یہ ممکن ہے۔

مگر عمل صالح کے معنی یہ ہیں کہ وہ کام کیا جائے جس کو ہم صحیح سمجھتے ہوں۔

اس قسم کا عمل قابل قدر ہے جس سے ہم کو آخر میں اپنی محنت کا صلہ مل سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص جذبات کے تحت کام کرے تو وہ کسی طرح بھی عمدگی سے انجام نہیں پائے گا۔

مثلاً بلا سوچے سمجھے غضب ناک ہو جانا۔ اس سے بہت سی ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں جس کے بعد آدمی پشیمان و نادم ہو جاتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھے روپ میں پیش کر سکے بشرطیکہ وہ آپے سے باہر نہ ہو گیا ہو۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ ایک غضیلا گھونسے باز اندھا دھند گھونسے لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اگر وہ صلاحیت سے کام لے تو اپنے فن میں استاد کامل بن سکتا ہے۔ اور اس کا ہر گھونسہ اپنی کہانی خود اپنی زبانی سنا سکتا ہے۔

بے سوچے سمجھے شروع کئے ہوئے کام کا انجام بخیر نہیں ہوتا اور نہ دیرپا ہی ہوتا ہے۔

بے فکری سے کیا ہوا کام آہنی کلوں سے نکلا ہوا دکھائی دیتا ہے

جس کا تعلق اعصاب کی قوت یا غدود کی حرکت پر منحصر ہے جس طرح جوف مادہ میں اعصاب کی گتھی اور غدود کام کرتے ہیں۔ ہم کو ان اعصاب و غدود پر بالکلیہ اقتدار یا قابو حاصل نہیں ہے۔ تو پھر ہم کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ ان افعال کی روک تھام کر سکیں گے جبکہ در پردہ احساس و تاثرات اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ ہم ایک ایسی تیز رفتار ریل گاڑی کے مماثل ہیں جو انتہائی تیزی سے بغیر انجن ڈرائیور کے چلی جا رہی ہو۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

ہمیں اپنے اعمال کو سودمند بنانا چاہیئے نہ کہ نقصان رساں ساتھ ہی ساتھ قوت خیال کو صحیح عقل عملی کے تحت مقدم رکھنا چاہیئے نہ کہ خیالات خام اور تصورات باطل کو۔ ہم کو چاہیئے کہ صحیح خیال کرنا سیکھیں۔ اس طرح کہ ہر کام کرنے سے پہلے چاہیئے کہ دو دو وقت سوچ سمجھ لیں۔ جلدی ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ چونکہ جلدی کا کام شیطان کا ہے عقل سلیم ایک بڑی غیر معمولی چیز ہے۔ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی اس کو حاصل کرنا چاہیئے۔ "بہر نرخے کہ این کالا بخری سودمند افتد"۔ ہمیں عقل سلیم کا خزانہ حاصل ہو۔ یہی ہمارا نصب العین ہونا چاہیئے۔

تدابیرِ کامیابی

کیا آپ آسمانِ عروج پر چودھویں رات کا چاند بن کر چمکنا چاہتے ہو؟ کونسی منزل طے کرنی ہے؟ منزلِ مقصود کیا ہے؟ اس کا تصفیہ تو آپ نے کر لیا ہوگا۔ یہ سب بھاگ دوڑ کس لیئے۔ اِس سے تو آپ بخوبی واقف ہیں۔

بالفرض دولت مقصود ہے؟ یا وہ قوت جو دولت کو فروغ دےسکتی ہے۔ راحت و آرام تسکینِ قلب یا امتیاز خصوصی۔ یا حقیقت میں آپ وہ چیز چاہتے ہیں جو فی الواقعی نایاب ہے۔ یا گراں بہا قابلِ فخر دماغ، انسان کی دل آزاری نہ کرنے کی شادمانی۔ صداقت یا حُسنِ عمل کی نورانیت جس سے زندگی قابلِ دلبستگی بن جائے۔

خیال ہی سے آپ کی زندگی سنور سکتی ہے۔ خیال ہی مشعلِ راہ بن کر رہنمائی کر سکتا ہے۔ بغیر خیال کے کاروبار تاریکی میں ایک نابینا کے مماثل ہیں۔

بلند خیال پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔

اگر اندھا گائے اور بہرا بجائے، تو اس سے کیا فائدہ۔

دیکھئے آپ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں۔

اپنے لئے سوچئے۔ اپنے طرف خیال کیجئے۔ مقررہ وقت پر ہر روز خوابگاہ میں جانے سے پیشتر سوچ لیا کیجئے۔

یقین کامل رکھئے کہ ہر چیز کا دارومدار۔ اچھے خیالات۔ سچے جوش و خروش پر ہے۔ پھر اصل حقیقت کو سامنے لائیے۔ کل کے دن پر غور کیجئے اور آج کا جائزہ لیا کیجئے۔ کہ کیا ہر کام عمدگی سے کیا گیا ہے یا نہیں؟ کیا اس سے کوئی بہترین طریقہ آپ اختیار کر نہیں سکتے کیا آپ کو اپنی ذات پر بھروسہ ہے؟ یا محض آپ ایام گزاری کر رہے ہیں۔ گرین وبل کلزر نے اپنی تصنیف "ہاؤ ٹو سکیڈان لائف" میں تدبیر بتلائی ہے کہ سادہ زندگی کیونکر بسر کرنی چاہئے۔ کتنی دیر سونا چاہئے۔ کس قدر کام کرنا چاہئے۔ اور کس قدر کھیلنا چاہئے۔

وہ کہتے ہیں کہ چلتے پھرتے رہو۔ لیکن نہ بیٹھو۔ نہ صرف جسم کو بلکہ دماغ کو تازہ اور تندرست رکھنے کی کوشش کرو۔

ذاتی وقعت بڑھانے کے لئے آپ نے کیا کیا؟ آپ کو اپنے ہاتھوں اپنی بھلائی کرنی چاہئے مشہور کہاوت ہے۔ آپ مرے بن سرگ نہیں ملتا۔

بڑے کام بڑے آدمی ہی کیا کرتے ہیں۔ مگر کوئی شخص خود تیار نہ ہو اور اپنے آپ کو حقیر و ذلیل بنالے تو وہ کیا خاک بڑا کام کر سکیگا۔

ہمیشہ مستعد اور آمادہ رہو۔ آپ کی تیاری کا طریقہ کیا ہے۔

فرصت کے لمحات آپ کس طرح گزارتے ہیں۔ ان کا خون تو

نہیں کرتے۔

وقت کو ہاتھ سے کھونا گناہِ عظیم ہے "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔ آپ اپنے کام میں اور مہارت کیوں پیدا نہیں کرتے؟ بات میں بات نکالا کرو۔ مباحثہ کیا کرو۔ اخبارات رسالے۔ کتابیں مطالعہ کرو۔ جدتِ طبع پیدا کرو اور اس کو کام میں لانے کا بہترین سلیقہ سیکھو۔ خاص فنی تعلیم و تربیت حاصل کرو۔ کسی اچھی تعلیم گاہ یا کلب یا گشتی کتب خانہ میں شریک ہو جاؤ۔ لوگوں سے ربط و ضبط پیدا کرو۔ دماغ کو حرکت دو۔ دوڑو۔ بلند خیالی پیدا کرو۔

یہی ایک طریقہ ہے دماغ کو کار آمد اور تیز بنانے کا جس طرح چکی زیادہ پیسی جائے گی۔ اتنا ہی آٹا زیادہ نکلیگا۔ کہتے ہیں کہ:۔ کرنے کی بدھیا ہے"۔ اس طرح آپ ایک نہایت با اثر اور ناقابل شکست قوتِ عمل کے مالک بن جائیں گے جس سے آپ کا ہر عمل معنی خیز اور منفعت بخش ہو جائے گا جس سے آپ کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔؟

کیا یہ حصولِ مقصد کے لئے کافی ہے۔

گرین ویل کلینر۔ کا یہ مقولہ ہے کہ اس خیال کو اہمیت دو کہ جو کام بھی کیا جائے وہ اچھی طرح کیا جائے۔ یہی تمہارا خاص مطمح نظر ہے کام مشغلِ زندگی ہے۔ مصروفیت اور دائرۂ عمل سب کیلئے یکساں ہے۔ کوشش کرنا ایک نہایت عظیم الشان فعل ہے اس کو ضرور

ذہن میں رکھو۔

دوسروں کے لئے کام کیا کرو۔ اور ضرور کرو۔ اس سے تم کو ایک ایسا سنگِ پارس ملیگا کہ جس سے مس ہوگا اس کو زرِ خالص بنادیگا اور ہمیشہ باقی رہے گا۔

زندگی میں انسان اس سے زیادہ خوش نہیں ہوسکتا جیسا کہ یہ معلوم ہونے پر اُس کو بڑی مسرت ہوتی ہے کہ جس وقت وہ دنیا میں آیا تھا اس سے بہتر حالت میں اس وقت ہے۔

دوسروں کے لئے زندہ رہو۔ مرنجان مرنج زندگی بسر کرو اسی میں دانشمندی ہے۔ یہ عقلمندوں کا مقولہ ہے۔ اور کامیابی دراصل اسی کا نام ہے۔

شاہراہِ کامرانی

تم زندگی کی دوڑ میں پیش پیش رہ سکتے ہو۔ اگر اپنے کام میں ماہر ہو۔ اس کا کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ کام کس قسم کا ہے۔ صرف کام سے دلچسپی پیدا کرو۔ اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔ شائد تم کو اس کا احساس ہو جائے کہ حقیقت میں مفوضہ کام سے مناسبت اور دلچسپی ہونا ضروری ہے۔ تو یہ ایک بڑی اہم فراست ہے۔ "ہر کارے ہر مردے" قابل شخص کو اپنی موزونیت کے ساتھ کام ملنا چاہئیے۔ مگر آپ ہم چونکہ اپنی موزونیت اور پسند کے موافق کام حاصل کر نہیں سکتے۔ اس لئے دوسرا جو سب سے اچھا ہو اسی کو غنیمت خیال کر لو اور اپنے آپ کو اس کا موزوں بنا لو۔ مگر آپ کہیں گے کہ "یہ کچھ زیادہ من بھاتا کام نہیں ہے"

مثلاً اگر آپ کو حساب دانی میں مہارت حاصل ہے۔ اور اس کی وجہ سے بیمہ کا کاروبار کرنا چاہتے ہیں یا آپ کو شطرنج یا سیاحت یا ٹینس کا کھیل پسند ہے۔ مگر آپ کا تعلق آہنی کارخانہ سے ہو جائے جہاں فلزات کے ٹکڑوں سے سابقہ پڑتا ہو۔ لوہے کو آگ میں گرم کر کے ہتوڑوں سے پیٹ کر اس کی اشکال بنانی پڑتی ہوں یا گرم کر کے جوڑنا

پڑتا ہو جس کی وجہ سے آپ دورانِ سر میں مُبتلا ہو گئے ہوں تو آپ چیخ اُٹھینگے کہ یہ کام میرے لئے موزوں نہیں ہے۔

کیا آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں؟

اگر آپ آسانی سے کام چھوڑ دینے والے نہیں ہیں تو ہرگز ایسا نہ کیجئے۔ آپ اگر قسمت کی لائی ہوئی مصیبتوں اور رکاوٹوں سے نہیں گھبراتے۔ اگر آپ اس فطرت کے انسان ہیں کہ جہاں جمتے وہاں سے نکلنے کا نام نہیں لیتے تو آپ دُھن کے پکے ہیں جس کی وجہ سے آپ کی کامیابی لازمی ہے۔

اپنے کام کے پورے گُروں سے واقف ہو جاؤ۔ اطراف واکناف پر نظر ڈالو۔ کارخانہ۔ یا دفتر کے جملہ کاروبار سے کامل آگہی حاصل کرلو۔ سمجھ لو۔ بحث مُباحثہ کرلو۔ مزید معلومات اور دسترس حاصل کرنے کے لئے مطالعہ کیا کرو۔ اور اس کو ضبطِ تحریر میں لایا کرو۔ کوئی چیز ایسی غیر دلچسپ نہیں ہے جو کسی متلاشی کو متحرک نہ کرسکے۔ جس قدر زیادہ توجہ کی جائیگی۔ اسی قدر آپ زیادہ ہوشیار بنتے جائیں گے۔ آپ کے احساسات اور قیاسات میں ایک ہلچل مچ جائے گی۔

آپ کو ایک بوڑھے انجن ڈرائیور کی کہانی تو معلوم ہوگی۔ جو ملازمت سے علیحدہ ہونے کے قریب تھا۔ آخری بار جب وہ اپنا انجن چلا رہا تھا تو یہ خیال اُس کے ذہن میں آیا کہ اب کوئی دوسرا شخص اس

انجن کا جائزہ حاصل کریگا۔ "یہ انجن کس قدر خوب صورت ہے" یہ بوڑھا اپنی نوکری پر مٹا ہوا تھا۔ اس لئے اس کو یہ بے ڈول اور بدنما انجن حسین اور خوبصورت نظر آ رہا تھا۔

اپنے کام سے محبت کرو۔

اُس وقت ہم سب سے اچھے ہیں۔ جب ہمارے احساسات بھی ہمارے ساتھ کام کر رہے ہوں۔ آپ چونک اُٹھے اور میری بات کاٹ کر پوچھنے لگے کہ "چند لمحوں کے قبل آپ نے اِن جذبات و تصوّرات کے لئے جن کے تحت کام کیا جائے کیا کہا تھا"

بجا۔ بالکل درست، آپ ایک دوسرے کو مخلوط کر رہے ہیں۔ آپ کسی ایک اچھے کام پر نظر ڈالیں کہ یہ کس طرح وقوع پذیر ہوتا ہے؟ اتفاق سے نہیں۔ یہ سمجھ لیں۔ اگر کوئی کاریگر کسی کام کو اتفاق پر چھوڑ دے تو وہ غلط اور نقصان رساں ثابت ہو گا۔

وہ کسی خطرے کو مول لینا نہیں چاہتا۔ اس لئے سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔ اور اس کو نتیجہ خیز بنانا چاہتا ہے۔ اور خیال کو اصلیت کا جامہ پہنا کر روبہ عمل لانا چاہتا ہے۔

وہ جسم کی زندہ مشین کو حرکت میں لاتا ہے۔ اُس کا دماغ کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور خود بخود خیالات اور تاثرات ابلنے لگتے ہیں اور حقیقت میں وہ ایک مرد کارداں بن جاتا ہے۔ اب آپ نے جان لیا ہوگا کہ موثر عمل خیال ہی کے تحت رونما اور خیالات و تاثرات ہی انسانی

مشین کو حرکت میں لاتے ہیں۔

ہم اچھے خیال ہی کے تحت ہر اچھا کام کر سکتے اور اس کی جزئیات کو اچھی طرح محسوس بھی کر سکتے ہیں۔ ایسا بُھس بھُسا خیال جس میں ولولہ اور جوش نہ ہو غیر موثر ہے۔ یہ شیخ چلی کے منصوبے نہیں بلکہ حقیقتیں ہیں جوش بغیر خیال کے تیر بے نشان ہے جس کا حاصل بربادی نقصان ناکامی ہے معقول خیالات صحیح تاثرات کو ابھارتے اور منزل مقصود کے قریب ہماری رسائی کے باعث ہوتے ہیں۔ ہم کو اصول زندگی قائم کرنا چاہیئے۔ ہمارا مطمح نظر کیا ہے۔ اُس کو غیر مبہم طور پر معلوم کر لینا چاہیئے اور یہ بھی کہ وہاں تک پہنچنے کے لیئے ہم کو کیا کیا کرنا چاہیئے۔

یہی اور صرف یہی ایک تدبیر ہے جس سے ہماری ہر خواہش پوری ہو سکتی ہے۔

بغیر کسی منصوبے کے منہ اٹھائے چلے جانے سے کوئی آدمی مقصد زندگی حاصل نہیں کر سکتا خواہ ہم خیال کریں یا نہ کریں واقعات ناگہانی طور پر وقوع میں آتے رہیں گے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہم اس پر نظر رکھیں کہ رفتار واقعات ہمارے مُمد و مُعاون ثابت ہو۔ نہ کہ ناکامیابی کا باعث بنے۔

چلتی ہوئی تیز ہوا پر ہم یقین نہیں رکھ سکتے مگر سکان کو ہاتھ میں لے کر جہاز پر قابو پا کر ادھر اُدھر چلاتے منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

بعض وقت کام آزمایش کا باعث بن جاتا ہے ہم کو لطف اندوزی

کا کچھ حصہ پہلے ہی سے نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ خشک اور بے لطف فنی کتابوں کا نہایت غور سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ تفریحی ادب سے اجتناب اور ٹینس یا برج کی بجائے ہم کو دفتری کام میں مغز پاشی کرنی یا تحصیل علم میں انہماک پیدا کرنا چاہیئے۔ گو زیادہ محنت ہمیں مضمحل کر دے گی مگر نہایت آرام سے نیند آئے گی۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ لہو و لعب یعنی گلگشت۔ ناچ رنگ سینما۔ تھیٹر وغیرہ جیسی خرافات سے احتراز کرنا چاہیئے۔

مگر جو شخص بام عروج پر پہنچنے کا متلاشی ہو اسی منزل مقصود کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے آپ کو کچھ قربانیاں بھی کرنی پڑیں گی۔

عزم کامرانی

ہم ہر وقت کچھ نہ کچھ کیا کرتے ہیں۔
بے تحاشا آگے نکل کر ٹھہر جاتے ہیں جس طرح کہ مقابلہ کی دوڑ میں بھاگنے والے کرتے ہیں۔ ہم ہمیشہ رواں دواں رہتے ہیں ایک نہایت مصروف کاروباری شخص کا بیان ہے کہ "مجھے یکے بعد دیگرے عجیب و غریب واقعات پیش آجایا کرتے ہیں جو میرے لئے سرچشمۂ حیات ثابت ہوتے ہیں۔"

ہم سب ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں ایک ہی تاش کے پتے اور ایک ہی پھول کی پنکھڑیاں ہیں۔ خواہ مصروف مرئی ہو یا غیر مرئی جسمانی ہو یا ذہنی۔ اگر امتیاز حاصل کرنا ہے تو جو کچھ بھی کیا جائے اچھی طرح کیا جائے۔

اچھی طرح سے کام کو انجام دینے کی دلی خواہش ہو تو نہ صرف آپکی زبان سے یہ نکلنا چاہیئے کہ "یہ کام اچھا ہو کر ہی رہیگا" بلکہ آپ کو اس کا بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ کام نہایت آسان اور آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر اس واقعہ کو پیش نظر رکھئے۔

صبح کے (۶) بجے ہیں۔ بیدار ہونے کا وقت آگیا ہے۔ ٹائم پیس کا الارم بج رہا ہے۔ آپ آنکھیں مل رہے ہیں۔ کروٹ بدل رہے ہیں انگڑائیاں

لے رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر دیر ہو جائے گی تو کیا آفت آئے گی۔ مگر باوجود اس کے آپ چاہتے ہیں کہ ذرا اور تھوڑی دیر آرام لے لیں۔ اس لئے بستر ہی پر پڑے لوٹتے رہتے ہیں۔ گو آپ عمل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر صرف خواہش سے کام نہیں چل سکتا۔ حصول کارکردگی کے یہ بالکل مغائر ہے۔

اِن دونوں میں تفاوت کیا ہے؟

آپ کہیں گے کہ خواہشات سے اس کا تعلق ہے۔ طبیعت مائل ہو تو کام کرنا شروع کر دیا جائیگا۔ یعنے آپ میں استعدادِ عمل پیدا ہو جائے۔ قوتِ عمل ہی سب کچھ ہے۔ آپ کے ہر فعل کے پیچھے یہ جلوہ گر ہے۔

ایک دوسری مثال لیجئے۔ یہ ایک آہنی مشین ہے جو کام کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر یہ ایک بے جان اور بے حس و حرکت ہے ایک چھوٹا سا دندانے دار چکر بھی گردش میں نہیں ہے۔ کیوں سکی کیا وجہ؟ برقی قوت موجود ہے۔ حرکت کے لئے آمادہ ہے۔ پھر اس میں کیا خرابی ہے۔ ذرا ٹھہریئے۔ دیکھئے مشین چلانے والا آ گیا ہے۔ اُس نے بٹن کو دبا دیا۔ آنِ واحد میں مشین میں حرکت سرسراہٹ۔ گڑگڑاہٹ پیدا ہو گئی۔ ایک بٹن کے دباتے ہی ہزاروں پُرزے حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اور کام شروع ہو جاتا ہے۔

ایک بٹن دبانے سے تمام نقشہ بدل گیا۔ کیونکہ حرکت میں برکت ہے

اِس لئے ہم کو بھی بٹن دبانا چاہئے۔

مگر صرف "چاہنا" ہی بٹن دبانا نہیں ہے۔ اِسکے ساتھ ساتھ ہم کو عزم بالجزم بھی کرنا چاہئے۔ اپنے آپ کو حکم دینا اور مضبوط ارادہ کر لینا چاہئے۔

بہتوں کو اِس بات پر پورا اطمینان نہیں ہے۔ ہم اپنے خاص منصوبے ضروریات اور خواہشات رکھتے ہیں۔ اور ہمارے کام کرنیکا بھی ایک مخصوص طریقہ ہے۔ اکثر ہم بلا سوچے سمجھے کام کر گزرتے ہیں۔ یا ہم کام کر لیتے ہیں۔ مگر تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ ہم ناخوشگوار بحثوں جھگڑوں۔ ناشائستہ لوگوں۔ ناپسندیدہ خیالوں اور غیر مرغوب کاموں سے دور رہتے ہیں۔ کیوں نہ دور رہیں؟ کیونکہ من بھاتا کام کرنا ناگوار اور ناپسند کام کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم جدّوجہد کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہم کہا کرتے ہیں کہ جسمانی مشین کو خود بخود کام کرنے دو۔ برقی بٹن کو دبانا وبالِ جان ہے۔ ہم بغیر اِس کے چلا سکتے ہیں۔ ہم ایسا ہی ایک زمانہ سے کرتے چلے آرہے ہیں۔

مگر ناخوشگواری کے لئے آپ نے کیا کیا۔

ہم اس سے دو بدو ہوئے بغیر رہ نہیں سکتے۔ ہم کو اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ورنہ مُصیبت جھیلنی پڑیگی۔

خطرہ۔ مثال کے طور پہ ایک ناگوار چیز ہے۔ اُس کا مُضر اثر دل

دو ماغ پر مسترشح ہوتا ہے۔ ہم جس سے محبت رکھتے ہیں اس کے پاس رسائی حاصل کر نہیں سکتے۔ اس سے دور رکھا گنا مناسب نہیں ہے۔ آئیے اپنے آپ کو کام کا موزوں بنائیے۔ ہم کو ناخوشگواری کا ہر طرح مقابلہ کرنا چاہیئے۔ کوشش کیجئے۔ قوتِ ارادی کو کام میں لائیے۔

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہر فعل کی محرک کوشش اور سرگرمی ہے۔ بعض وقت سعی بلیغ اور بعض وقت خفیف سی کوشش۔ زندگی کا دوسرا نام جدوجہد ہے۔ ہر ذی روح زندہ رہنا چاہتا ہے۔ اگر یہ خواہش سلب کر لیجائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

اڈیسن دنیا کا بڑا موجد تھا۔ وہ بخوبی جانتا تھا کہ خیال کی اہمیت کیا ہے۔ ایک روز اپنے گھر والوں سے کہا کہ اب میں نے تصفیہ کر لیا ہے کہ کافی زندگی گزر چکی ہے۔ اب تندہ رہنے کی ضرورت نہیں اُسوقت اڈیسن بالکل صحیح اور تندرست تھا۔ مگر اُس نے قوتِ ارادی سے کام لیا۔ اپنی خوابگاہ میں جا کر بستر پر لیٹتے ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔

ہم کو زندگی اچھی طرح گزارنے کے لئے قوتِ ارادی کی ضرورت ہے اور یہ سب ایک ذی روح کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ ہستی اور نیستی، دونوں میں سے ایک کا انتخاب کر لینا چاہیئے۔ خطرہ ناخوشگواری، برائی کو دور کر دینا چاہیئے۔ قوتِ ارادی پر قابو حاصل کرنا سیکھنا چاہیئے۔ اپنی قوت وارادے کو سخت اور دشوار کام کے لئے چاق و چوبند اور مستعد رکھو جس کا واحد طریقہ مصروفیت ہے۔

قوتِ ارادی سے ہر روز کام لو اور جب موقع ملے کوشش کرو۔ مشکل کام کیا کرو۔ اور بالخصوص وہ کام جو پسندِ خاطر نہ ہو، آرام کو خیرباد کہدو۔ تھوڑی سی قربانی کرو۔ اور یہی طریقہ کام کو حسبِ مرضی عمدگی سے انجام دینے کا ہے ؎

چھ دَام و اَشرفی

آپ ہم کو بیسیوں ایسے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کو یاد رکھنے کی زحمت ہم گوارا نہیں کرتے۔

ان میں کوئی ایسی کشش نہیں ہے جو ہم کو اپنی طرف کھینچ سکے ان کی کوئی قیمت یا وقعت ہمارے نظروں میں نہیں ہے۔ اگر وہ ہمارے لئے کام کریں تو بھی ہمارے نظروں میں ان کے لئے کوئی عظمت پیدا نہیں ہوتی، پھر ہم ان کے لئے کیوں کام کریں۔ اُن کو راضی رکھنے کی زحمت کیوں اٹھائی جائے؟

اِن لوگوں میں ایسی کونسی خرابی ہے؟

ایسے لاکھوں آدمی دنیا میں موجود ہیں جو غلط راستہ پر گامزن نہیں ہیں۔ گھر بار رکھتے ہیں۔ پابند قانون ہیں۔ ایمانداری محنت سے زندگی بسر کرتے اور قابلِ عزت ہیں۔ باوجود اِس کے وہ حقیر اور غیر دلچسپ ہیں۔ وہ انسانی شکلوں کا مجموعہ ہیں جو بدنمائی کے سوا اپنے اندر کوئی جاذبیت نہیں رکھتے۔

حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کو مُتاثر کرنیکی اِن انسانوں نے کبھی کوشش نہیں کی۔ اور نہ اپنی خوبیوں کو اُجاگر کر کے دوسروں کے روبرو

پیش کرنا چاہا۔

ان میں خود افروزی یعنے استکمالِ نفس کی ترقی مفقود ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوئی نہ کوئی خوبی کبھی نمایاں تھی۔ مگر کسی کی توجہ انھوں نے اپنے جانب مبذول نہیں کی۔ اب وہ کم زور ارادوں کی ایک زندہ تصویر بنے بیٹھے ہیں۔

یہ بالکل روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ لوگوں پر حکومت کرنے میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہم کو چاہیئے کہ اُن کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائیں۔ اس نکتہ کو ہمارے ایک شاعر نے بڑی عمدگی سے حل کیا ہے۔ ع "یا کر رکھو کسی کو یا ہو رہو کسی کے" جب ہم کو اس امر کا یقین رہے کہ ایسی قوت ارادی ہم میں موجود ہے جس سے ہم لوگوں کو مسخر کر سکتے ہیں تب ہی ہم لوگوں کو اپنی طرف مائل کر سکیں گے۔ کیونکہ ان کو ہماری کچھ نہ کچھ خوبی دکھائی دینی چاہیئے ہمیں ایسے آدمیوں سے بھی سابقہ پڑا ہے۔ جن کے سامنے دوسرے آدمی بھیگی بلی دکھائی دیتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ بھڑ بھڑے بکواسی ہوتے ہیں۔ جن کی حقیقت ایک دو ملاقاتوں ہی میں کھُل جاتی ہے مگر ہم جن کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اُن کی ہستی ہی جُدا ہے۔

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی ملاقات سے ہم کو سیری نہیں ہوتی جس سے ہم اکتاتے نہیں۔ یعنے اُن کی مکمل خوبیوں کو کوئی جان نہیں سکتا ان کے بھید معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے ان کی باتوں کی تہہ کو

پہنچنا قوت کے باہر ہے۔ باوجود اسکے ان کی قوت گہرائی اور شخصی خوبیاں متاثر کرہی دیتی ہیں۔ یہ وہ ہستی ہے جو دوسروں کی خوبیوں سے ہر وقت اور ہر جگہ مستفید ہوسکتی ہے۔

ہم ایسے کیوں نہ بنیں !۔

کوشش کرو۔ کہ دوسرے تمہاری خوبیوں کو دیکھ سکیں۔ اگر تم میں خوبیاں ہی مفقود ہوں تو کوئی کیا دیکھ سکیگا ؟

اس لئے خوبیوں کے مالک بن جاؤ۔

اپنے دماغ کی قوت اور گہرائی کو کام کرنے دو۔ جو کام بھی کرنا چاہو اُسے خود کرو۔ ایسے متفکرین جن سے تمھیں سابقہ پڑے ان کی نسبت غور کیا کرو۔ اور اُن کے بیش بہا خیالات کا گہرا مطالعہ کرو۔ زندگی پر سنجیدگی سے غور و فکر کرو۔ جو چیز واقعی اچھی ہو اور جس میں خوبی ہو اسکو حاصل کرو۔ ان لوگوں کی سوانح عمریاں پڑھا کرو جو تمہاری طرح مصیبتیں اُٹھا کر کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ کس طرح اِن لوگوں نے مصیبتوں کو جھیلا اور آفتوں کا مقابلہ کیا اُس پر غور کرو۔

دنیا کے سچے واقعات، زندگی کو کس طرح گزارنا چاہئے اور کس طرح زندہ رہنا چاہئے۔ ہم کو سکھلاتے ہیں، اِس طرح ہر روز اپنی زندگی کی اِصلاح فرصت کے وقت کیا کرو۔

اَن گنت دھن کمانے کا اِس سے بہتر اور کوئی راستہ نہیں ہے اِسی کی وجہ سے لوگ تمھارے گرویدہ ہو جائینگے ۔

شخصیت کی حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ لوگ حقیقت سے گھبراتے ہیں۔
ناگوار حقیقت ان کے لئے بہت بھیانک ہوتی ہے خصوصاً جبکہ اُس کا تعلق بالراست اُنھیں سے ہو۔ ان میں نہ اس کے اقرار کی جرأت ہوتی ہے اور نہ اعتراف کی قوت۔

وہ اپنے کوتاہیوں کو دیکھنا نہیں چاہتے جس طرح کہ ایک بد صورت شخص آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ وہ اگر مگری میں چھپے رہتے ہیں اپنی سقیم الحرکتوں کو اس طرح ٹالنا چاہتے یا اپنی عیب مٹاتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں وہ نہ تو پہلی صف میں آ سکتے ہیں اور نہ نمایاں ہو سکتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ ایک حوض ہے جس کا پانی ہمیشہ غائب ہو جاتا ہے۔ اِدھر آپ نے پانی بھرا اُدھر غائب۔ جب تک کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں مر رہا ہے۔ کس طرح اُس کی درستی ہو سکے گی؟

زندگی کو کامیاب بنانے کا یہی ایک حقیقی راستہ ہے۔

آپ ہم اس خیالِ خام میں مبتلا ہیں کہ فلاں شخص نے اِس وجہ سے ترقی کیا کہ وہ فلاں گھرانے یا خاندان میں پیدا ہوا۔ اور دوسروں نے

اُس کو اوپر چڑھنے میں مدد دی۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اس میں مقدرت تھی۔ موقع اور وقت نے اس کا ساتھ دیا۔ اِس وجہ اُس نے بڑائی حاصل کی۔

علاوہ اس کے تقدیر کا کچھ نہ کچھ لگاؤ بھی اس کے ساتھ شامل ہے زندگی کے تمام کاروبار اتفاق اور سنجوگ پر منحصر ہیں۔ اگر آپ قسمت کے دھنی نہیں ہیں تو انتہائی کوشش کیجئے پھر ہر کام میں آپ کو کامیابی ہوگی۔

چونکہ بدترین حادثات سے سابقہ پڑا، ایک ٹھوکر کے بعد دوسری ٹھوکر لگتی ہے۔ ایک تباہی کے بعد دوسری تباہی کا سامان بنا رہا۔ اس لئے آپ ایک بدبخت انسان ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ آندھی اور جھکڑ میں آپ گھرے ہوئے ہیں۔ بادِ مخالف نے آپ کو سراسیمہ کر دیا ہے، مگر یہ آپ کا محض خیال ہے۔

آئیے اس کے نکات پر غور کریں۔

ناگہانی واقعات کا کوئی علاج نہیں۔ اور اُن کی موجودگی ہمارے اردگرد لازمی ہے۔ دنیا ایک عجیب تماشا گاہ ہے اس کا ساتھ دینا ہمارا فرض ہے۔ ہم اپنی علیحدہ دنیا بسا نہیں سکتے اسلئے " زمانہ با تو نہ سازد۔ تو با زمانہ بساز "۔ جس ماحول میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں جس قوم میں پیدا ہوئے ہیں جس خاندان میں ہم نے جنم لیا ہے۔ جو دولت ہمارے والدین نے ہم پر صرف کی، جو تعلیم ہم نے

پائی۔ جو جسم ہم کو ملا اور جس عقل سے ہم نے کام لیا اس میں ہمیں کسی قسم کے انتخاب کا حق نہیں تھا۔ تمام چیزیں غیر اختیاری تھیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ (شعر)

ہر رنگ میں راضی بہ رضا ہو تو مزا دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

کسی ایسے شخص کا نام لیجئے جس نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کیا ہو۔ آپ کے پیشِ نظر ایک آدھ شخص ضرور ایسا ہوگا جس کی تعریف میں آپ رطبُ اللِسان ہوں۔ اس کے حقیقی واقعات معلوم کرنے کی کوشش کیجئے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ اُسے مصیبت اور نا امیدی کا مقابلہ کرنا پڑا ہے اور جس کو تم خوش قسمت اور طالع ور سمجھ رہے ہیں۔ جو آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ مگر اس کے لئے اُس کو جنگ و جدل جدّ و جہد سعی و کوشش میں منہمک رہنا پڑا ہے۔

"ایسے آدمی خود ساختہ ہوا کرتے ہیں"

جہاں کہیں وہ پہونچتے ہیں تو اس میں خاندان۔ مرتبہ اور نفوذ کو دخل نہیں ہوتا ان کی ترقی خود پرداختہ ہوتی ہے۔ انھوں نے ذاتی دماغی و جسمانی قابلیت اور نمایاں شخصیت سے اپنی قوم میں نام پیدا کیا ہے۔

حقیقت میں شخصیت کیا ہے؟

اسی کی بدولت "آپ آپ" ہیں اور "میں ۔ میں" ۔ یہ وہ جوہر یکتا ہے جس سے آپ میں اور مجھ میں فرق دکھائی دے رہا ہے ۔

جیسا آپ کا خیال ہے کہ یہ بلند آواز ۔ خود پسندی ۔ خیرہ کُن نظر غیر معمولی قد و قامت کا نتیجہ نہیں ، بلکہ یہ سب کچھ اُس کے خود ساختگی سے وابستہ ہے ۔

اِن صفحات میں شخصیت کی نسبت آپ ایک ایسی روشن تفصیل پائینگے جس سے آپ معلوم کرسکیں گے کہ جیسا خیال ہو ویسا ہی کام ہمیشہ کیوں وقوع میں آتا ہے ؟

اپنی ذات سے فائدہ کس طرح حاصل کرسکتے ہیں ۔ اپنی بات اپنے ہاتھ ہے ۔ ہم خود ایسی شخصیت پیدا کرسکتے ہیں جس سے دلآویزی کامیابی ۔ اور اس دنیا میں بہترین جگہ اور برتری حاصل ہوسکتی ہے ۔

مثلاً اب ہم یہ بیان کریں گے کہ تندرست جسم کس طرح تندرست خیال پیدا کرتا ہے ۔ اور تندرست خیال کس طرح تندرست جسم میں نشوونما پاتا ہے ۔

پھر ہم خود اپنے آپ سے پوچھیں کہ یہ کیا تماشا ہے ۔ یہ کس طرح کھیلا جاتا ہے ۔ ان سب کے تحت کونسا خیال کارفرما ہے ۔

ہماری زندگی کا ایک نقطہ نظر ہونا چاہئیے ۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر ہم کہیں کے نہ رہیں گے ہمیں اس نقطہ نظر کو پوری طور پر صحیح بنانے کے لئے بے حد کوشش کرنی چاہئیے ۔

وجدانی تحریکات ۔خواہشات واثرات اور بے مثل شخصیت کو اس نقطۂ نظر کے مطابق ڈھالنا چاہئے۔شخصیت ہم کو وہاں پہنچاتی ہے جہاں ہم پہنچنے کے حقدار ہیں۔

دلکش شخصیت حاصل کرنا۔ حاصل زندگی ہے جس کے ذریعہ آپ بلند مرتبہ پر فائز ہو سکتے ہیں۔ یہ زمانہ شخصیت کا ہے شخص کامل ہی کامیاب ہو سکتا ہے جس نے غفلت برتی اس نے موقع کو کھود یا اس کے بعد ادبار شروع ہو جائیگا۔ جس کا بانی وہ خود ہوگا۔ "خود کردہ را تدبیرے نیست۔"

جس نے جذبۂ شخصیت کو ابھارا۔ اور اچھی تربیت دی وہ حیرت انگیز کام کر سکتا ہے۔ آنے والے صفحات کے مضامین آپ میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیں گے۔ اور اس میں ایک عجیب قوت پنہاں ہے جو مناسب موقع پر خود بخود رونما ہوگی۔ اور جس کی وجہ سے آپ شہرۂ آفاق شخصیت کے مالک بن جائیں گے جس کی مستحکم بنیاد اصلی حقیقت پر قائم ہے۔ اور یہ فریڈ ہیکڈوگل اور بلمین جیسی فریدروزگار ماہرین نفسیات شخصیتوں کی آراء کا نچوڑ ہے۔ اس کو اچھی طرح کام میں لائیے اس سے آپ کو مدد ملے گی۔ اور آپ نادانستگی کے الزام سے بچیں گے۔

آپ کو موثر بنانے میں یہ ممد ومعاون ہونگے۔ صورت حال پر قابو حاصل ہوگا۔ اور توقع سے زیادہ آگے نکل جانے کی انتہائی قوت آپ کو میسر ہوگی ✤

قوّتِ کارکردگی

اقبال کی بلندی پر پہنچنے کے لئے قوتِ عمل، انسانی طاقت اور شخصی قوت درکار ہے۔

آپ اپنی زندگی کو اگر حقیقت میں بنانا چاہتے ہیں تو اس قوت کے مالک بن جائیے۔ اور زیادہ سے زیادہ حاکمانہ قوت حاصل کرنے کی جستجو کیجئے جس کی وجہ سے اعمالِ عالیہ وقوع پذیر ہونے لگیں گے غرض کہ آپ کا ہر کام نمایاں اثر پیدا کر یگا۔ لوگوں کو آپ کی قوت کا اندازہ ہو جائیگا اور وہ آپ کی مرضی پر چلنے کے لئے مجبور ہو جائینگے۔

صاحبِ قوت ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے لوگوں کی زندگی کا آپ کو مطالعہ کرنا چاہیئے کہ وہ کس طرح بنی نوعِ انسان کے دماغ اور خیالات پر اپنا نقش بٹھاتے ہیں۔ شاید آپ کا بھی ایسے لوگوں سے سابقہ پڑے اور اس قوت کے احساس سے آپ کا چہرہ تمتما اٹھے اور کاموں میں سرگرمی پیدا ہو جائے۔

ایسی قوت جس سے قوتِ خود اختیاری پر قدرت حاصل ہو سکے ایسی قوت کے لئے آپ اور ہم جدوجہد کرتے ہیں ایسی قوت کے ہم متلاشی نہیں ہیں جو بہاؤ میں بہہ جائے یا ریگستان میں

جذب ہو جائے۔

ہم ایسی قوت کے متلاشی ہیں جس کو قوتِ برق کہہ سکتے ہیں۔ جو انجنوں میں گونجتی ہے۔ پہیئے کو گھماتی ہے۔ جس سے برقی رَو پیدا ہوتی ہے۔ ایسی قوت جو بحر و بر اور باد و باراں کو قبضہ میں لیلے یعنے عظیم الشان قوت۔

اختیارِ نفس سے ایسی قوت پیدا ہو سکتی ہے۔

مگر اس کے یہ معنی ہوئے کہ پہلے ہی سے خود اعتمادی آپ میں موجود ہے۔

کوئی کام تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا جب تک آپ میں اس کے تکمیل کرنے کا اعتماد پیدا نہ ہو۔ اگر آپ بے توجہی یا بددلی سے کام کریں گے تو کسی صورت میں بھی کام بہترین طریقہ پر تکمیل نہیں پا سکیگا۔ آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ ع "مشکل نہ توجہ من آساں" اس سے واضح ہوگا کہ کچھ خوبیاں آپ میں موجود ہیں۔ یعنی آپ میں فضیلت اور خوبی کا عنصر پنہاں ہے۔

پھر آپ بلندی پر جانے کا عزم کریں بے جھجک آگے بڑھیں۔ بلند و اعلیٰ مرتبہ پر پہنچیں۔

ذمہ داری و سنجیدگی سے کام لیجئے۔ اتفاق سے کوئی قابلِ قدر کام بن نہیں سکے گا۔

ذاتی علم نہایت ضروری ہے۔ علم قوتِ روح ہے۔ بغیر اس کے ہم کوئی نمایاں ثمرہ حاصل کر نہیں سکتے۔ اپنی قوتوں کا جائزہ لیجئے اپنے

آپ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ جو خیال پیدا ہو اس کو حتی المقدور جانچئے کہ ہم کس لئے اور کیوں ایسا کر رہے ہیں۔

اپنے اچھے اور بُرے مقاصد کو معلوم کر لیجئے اور زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھائیے، اور اپنے آپ کو حدورجہ موثر بنانے کی کوشش کیجئے۔

وقت کو ضائع ہونے نہ دیجئے یاد رکھئے وقت چوں سف میگزرد۔ یہی ایک اچھا دستور ہے۔

جس سے بصیرت یعنی پرکھ پیدا ہوگی، آپ سمجھ جائیں گے کس طرح تمہاری کلیں کام کر رہی ہیں اور کس وقت کیا کام انجام دینا چاہیئے۔

اس اندازے کے بعد اگر آپ نے اپنے وقت کی اچھی تنظیم کی تو نتیجہ بھی اچھا نکلے گا۔ (ع)

"نتیجہ کیونکر اچھا ہو، نہ ہو جب تک عمل اچھا"

اس اندرونی علم سے قوت کی تمیز پیدا ہوگی۔

اور کلوں کو چالو کرنے پر آپ بجا طور پر فخر کر سکیں گے۔

اور پھر ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائیں گے۔

بہت ہی جلد اس پر قابو حاصل کر لیں گے۔

ذاتی عزت، علم، ضبطِ نفس (بقول ایک مہذب دانشاعر) ان تینوں اوصاف کے بدولت انسان کو اعلیٰ اور حاکمانہ قوت حاصل ہوتی ہے۔

اچھی زندگی کا انحصار اس پر ہے۔

بغیر اِس کے اِنسانی قوت بیکار ہے۔

ورنہ تباہی اور بربادی پھیل جائے گی۔ اور تم خود بھی پامال ہو جاؤ گے اور انسانی قوت پر پانی پھر جائے گا۔

جس کی وجہ سے دنیا کی ہر چیز درپئے انتقام ہو جائے گی۔

جوھر مخفی

کیا آپ اپنے ہمعصروں سے سبقت لیجانا چاہتے ہیں؟ اور کیا اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟۔ آخر کیوں نہیں!۔ ہزاروں انسانوں کی ابتدائی زندگی نہایت نامساعد حالات میں گزری ہے باوجود اسکے انھوں نے ترقی کی ہے۔ جیسے کہ بعض بڑے کاروباری لوگ موجود ہیں مثلاً "مارشل فیلڈ اور جان وانامیکر" نے غیر معمولی ترقی کی ان میں سے بیشتر آدمی کثیر سرمایہ کے مالک نہ تھے۔ اور نہ کسی مشہور و معروف مدرسہ یا کالج کے تعلیم یافتہ۔ مگر اُن کو خود جدو جہد کر کے عروج حاصل کرنا پڑا۔ ہر چیز ان کی مخالفت کے لئے موجود تھی۔ مگر انھوں نے ہنگامہ خیز واقع سے فائدہ اٹھا کر نظم وضبط قائم کر کے زخم کھا کر حالات پر قابو پا ہی لیا۔

اِن سب کا مقولہ ہے کہ ایسا ہونا ہی چاہیئے تھا۔

جوہر اِن میں موجود تھا۔

جب تک کہ یہ جوہر یکتا ہم میں نہ ہو۔ ہم اپنی زندگی میں کوئی ارفع عملی کام کر نہیں سکتے۔

اس کو ہم شخصیت، قوتِ تسخیر۔ یا مقناطیسی قوت یا جو دل چاہے

کہیں۔ کسی چیز کو قابو میں لانا زیادہ تر اسی اندرونی قوت پر منحصر ہے جس کی بدولت ہر مرد اور عورت کے لئے ترقی ممکن ہے۔ یہ اندرونی طاقت نہایت آب و تاب سے بھڑک رہی ہے۔ اور ہر خیال۔ اور ہر بیان اور ہر کام میں جلوہ گر ہے۔ کرتا دھرتا ہمیشہ اس کو روشن اور مشتعل رکھنے کے لئے سخت محنت شاقہ اٹھاتا ہے۔

اس نے یہ گر بڑی دقت سے معلوم کیا ہے۔

اس کو ذاتی اعتماد حاصل ہے اور اس یقین سے کوئی چیز اسے ہٹا نہیں سکتی

اس میں بے نظیر ہمت و جرأت موجود ہے جو خوف و خطرے سے بری ہے۔

وہ اپنی قوت کی خوب تشہیر کرتا ہے۔ اور اپنی اندرونی قوت کے جوش کو خوب بھڑکاتا رہتا ہے۔

چاہے جو کچھ ہو جائے وہ اپنے کئے پہ نازاں ہے۔

ہم سب میں یہ قوت موجود ہے۔

ہم اس لئے ناکام رہتے ہیں کہ اس کے لئے کوشاں نہیں۔ ہم نے حقیقت سے آنکھ بند کر لی ہے۔

یا بلا وجہ ناواجبی طور پر دہشت زدہ ہیں۔

یا برقی بٹن دبانے کے لئے جنبش کرنا نہیں چاہتے۔

ہوتا یہ ہے کہ حقیقی انسانوں پر ہماری نظر انتخاب نہیں پڑتی حتیٰ کہ ہمارے لئے ہم خود غیر مرئی ہیں۔ اپنے آپ سے ناواقف ہیں ہم شخص غائب سے مخاطب ہیں۔ گو ٹوپی۔ شیروانی۔ گلوبند۔ پوشاک دنیا کے دیکھنے

کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ مگر وہ آدمی اس تصویر میں موجود نہیں ہے
کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے۔؟

آئینہ میں اپنا منہ تو دیکھو اکثر ہم خود اپنے آپ کو پہچان نہیں سکتے
"آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا"

یہ ہمارا فرضِ عین ہونا چاہیئے کہ خصوصیت یا ذاتی جوہر کو آشکار کر دکھائیں۔

اس کے بعد حقیقت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں۔

کام کی خصوصیت ہی ہم کو پستی سے نکال کر اعلیٰ مرتبہ اور بامِ فلک پر پہنچاتی ہے۔

کام کی خصوصیت ایک ایسی قوت ہے جو بلند مرتبہ پر چڑھاتی ہے جیسے کوئی ہوا بانہ۔

جب تک یہ قوت خفتہ رہے گی آنکھوں سے اوجھل رہیگی۔ بے معنی رہیگی۔ اُس وقت تک کوئی بڑا کام خواب و خیال میں بھی بن نہ پڑیگا۔

نہایت تیزی سے ہتوں کو کھول دو قوت کو ابھارو۔ بڑے سے بڑا کام کرنے کا حکم دو۔ اُن کو بیداری کا خواب مت بناؤ۔

"ہربرٹ کیبن" نے اسی خیال کو اپنی کتاب کے درمیانی حصّہ میں یوں ظاہر کیا ہے کہ شخصیت وہی حیثیت رکھتی ہے جو کاروبار (تجارت) میں محفوظ سرمایہ"

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی کاروبار عمدگی سے چل رہا ہے جب تک

اس کے کارپرداز خود چلتے پھرتے کاروباری نہ بن جائیں۔ جملہ کاروبار کا بھی یہی حال ہے۔ خاص کر ایسا کاروبار جو کسی غایت و غرض پر مبنی ہو۔ وہاں خالص منافع حاصل نہ ہوگا جہاں شخصیت کاروبار کو خراب کر دے۔ یہ ایک قسم کا بارِ قرضہ ہے اور سراسر نقصان "کیبن" کا مقولہ ہے کہ شخصیت ایک ایسا نقش ہے جو دوسروں کے دلوں پر مُرتسم ہو جاتا ہے جس سے لوگ ہمارے نسبت کیا خیال رکھتے ہیں ہم کس طرح دوسروں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اور ان کی نظروں میں ہم کیا ہیں اس کا پتہ ہمیں چل جاتا ہے۔ اور اس سے ہمارا کام بن جاتا ہے۔

اس سے ہم اپنے حلقۂ احباب کو وسیع کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہر گھر کے دروازے ہمارے لئے کھل جاتے ہیں اور ترقی کے لئے ایک ہموار اور سیدھی شاہراہ نکل آتی ہے۔

اس کے ذریعے ہم سر بہ فلک پہاڑوں کی پیمائش کر سکتے ہیں۔ ہفت خوانِ رستم ہمارے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر ہم اس طلسمی شخصیت کے مالک بن جائیں۔ لوگوں کو دوست بنا لینا ایک ہنر ہے۔

احباب سے کس طرح کام لینا چاہیئے۔ یہ ایک فن ہے بغیر اسکے انسان ایک بے جان مردہ اور غیر موثر ہے۔ جس کو یہ کر تب حاصل ہو جائے تو وہ زندگی کو پُر لطف گزار سکتا ہے۔ اور اس کی قوت میں دن بدن اضافہ ہو سکتا ہے۔ وہ خود قوتِ مجسم بن جاتا ہے جس کو وہ آگے بڑھاتی ہے۔ آگے چلاتی ہے۔ اور وہ ایک غیر معمولی جدت پیدا کرنیوالا

خاص مردِ میدان بن جاتا ہے۔

وہ زندگی کی سرد مہری کو دور کر دیتا ہے۔

وہ کبھی افسردہ خاطر نہیں ہوتا۔

اس کو کبرسنی کبھی نہیں ستاتی۔

وہ ہمیشہ اپنے ذخیرۂ علوم کو بڑھاتا ہے۔ اور مزید معلومات حاصل کرنے میں ہمیشہ سرگرم رہتا ہے۔

وہ کبھی خجل یا بے دل نہیں ہوتا۔

اس کی زندگی اچھے لوگوں کے ساتھ بغیر فاسد خیالات اور توہمات کے بسر ہوتی ہے۔

لوگوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات پیدا کرنا اس کی زندگی کی لذت کو دوبالا کر دیتا ہے۔

اور اُن کے ساتھ اس وجہ سے میل جول رکھتا ہے کہ اُن سے حسبِ مرضی کام لے سکے۔

اور اسی وجہ سے وہ ہر جگہ کامیاب رہتا ہے۔

شخصیت و کامرانی

"گرین وِل کلیزر" کی کتاب جس نے لاکھوں انسانوں کی زندگی کو راحت و مسرت اور آسودہ حالی سے بدل دیا ہے جس کا نام "ہاؤ ٹو سکیڈ ان لائف" ہے اس میں اندرونی و بیرونی خصائل پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ کوئی طویل یا اکتا دینے والا وعظ نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی ادق مضمون ہے اس میں "کلیزر" نے محنت اور وقت صرف کر کے جو کچھ حاصل کیا تھا اس کا انتخاب پیش کیا ہے اور یہ اس کی پوری زندگی کا نچوڑ ہے۔ اس وجہ سے جو کچھ وہ کہتا ہے قدر و قیمت رکھتا ہے۔ یہ ایک بھلے آدمی کی کتاب ہے۔ اور اس میں ایک نہایت عظیم الشان شخص کے خوبیاں موجود ہیں جس نے درجہ اول کا اعزاز انسانی زندگی کے مکتب سے حاصل کیا ہے۔ "کلیزر" کا کہنا ہے اکثر ہم شش و پنج سے کام لیا کرتے ہیں۔ اور جب ہم بالکل پکے بے حد پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر سڑنا گلنا شروع ہو کر گھن لگ جاتا ہے۔

نقد منافع زائد نہیں ہے۔ جیسے کثیر ہونا چاہیئے۔

یہ سب کچھ ہم میں موجود ہے۔ ہم اب جو کچھ بیان کر رہے ہیں اُس سے

بہت بڑھیا کام کرنا چاہئے۔

کلیزر کا بیان ہے کہ جب تک ہم آنکھیں بند کر کے بربادی اور فضول خرچی کو جائز رکھیں ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور اس بربادی کی ہم کو جانچ کرنی چاہیئے۔ جو قوت ایک سرے پر کام کرتی ہو وہ مساوی طور پر من حیث الترکیب دوسرے سرے پر مفید کام کر نہیں سکتی۔ بوند بوند دھارا بن کر بہ جاتی ہے۔ اور سینانا سی لازمی ہے۔

جب تک ہم اس موضوع پر توجہ نہ کریں گے اس وقت تک لازماً ہم کو نقصان اٹھانا ہی پڑے گا۔

"کلیزر" ہر اولوالعزم شخص کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اس فضول خرچی سے بچنے کے لئے جہاں تک ہو سکے اس کو گھٹا کر کم کر دینا چاہیئے۔

جس کے ہم مستحق ہیں وہ ہم کو مل ہی جاتا ہے۔ ع

حق بحق دار میرسد۔

اور یہ بھی "کلیزر" کا ذاتی تجربہ ہے۔

پھر کس لئے آپ کامیابی کے مستحق بننے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرتے۔

یہ بالکل آپ کے ہاتھ میں اور آپ کی ذات سے مخصوص ہے اس پر آپ کو یہ قدرت بھی حاصل ہے۔ اسی کا مقولہ ہے کہ طرز گفتگو سے انسان پہچانا جاتا ہے۔

ہم اتنی ہی صداقت سے کہہ سکتے ہیں کہ کامیابی سے انسان کی شناخت ہو سکتی ہے۔

کامیابی کو اپنا مقصد بناؤ۔ اسی پر نظر رکھو مستحق بنو۔ اور قطعی طور پر یہ طے کر لو کہ سوائے کامیابی کے اور کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔

کامیابی یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ جو شخصیت کا جوہر ہے۔

حقیقی شخصیت وہ ہے کہ جو کام ہاتھ میں لیا جائے وہ پورا ہو کر ہی رہے۔

ایسی شخصیت حاصل کرنے کی طاقت اور قوت آپ میں موجود ہے۔

اپنی ذات پر بھروسہ رکھو۔

خود اعتمادی آدھی لڑائی جیتنے کے برابر ہے۔

کلیئر زکہتا ہے کہ خود آموزی ایک بہت بڑی تقویت ہے اپنی حرکات و سکنات پر نظر رکھو۔

ایک کاغذ کے پرزہ پر اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، اور عیبوں کو قلمبند کر لیا کرو۔ وقت کس طرح گزر رہا ہے۔ اس کا حساب رکھو۔ اور جو کام ہاتھ میں لیا جائے اس کو نہایت استواری اور عرق ریزی سے پورا کرو۔

بقول کلیئرز۔ کامیاب شخصیت کی نشانی وقت کی پابندی مستعدی انکساری۔ کفایت شعاری ہے جو انسان کوئی عظیم الشان کام کرنا چاہتا ہے وہ وقت کی قیمت سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ وہ قوت کو کھو نہیں سکتا

وہ اس کا استعمال نہایت سنجیدگی غور و فکر سے کرتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا کام بروقت انجام پاتا ہے۔ اگر وہ وقت کو برباد کر دے (جس طرح فراش ردی کو جلا دیتا ہے) تو اُس سے کوئی مستحسن کام بن نہیں پڑیگا۔

اس وجہ سے وہ اپنے دن کو کئی حصوں میں تقسیم کرکے ایک پروگرام بنا لیتا ہے۔ کئی کام اس کے ہاتھ میں ہیں جن کو وہ نہایت سرگرمی سے انجام دیتا ہے۔ وہ نہ تو حیلے بہانے تراشتا۔ اور نہ انکو آئندہ کے لئے رکھ چھوڑتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تضیع اوقات کرنیوالوں کا کام کبھی مکمل نہیں ہوتا۔

بڑے آدمیوں کی تمام زندگی علم حاصل کرنے میں گزرتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ اُن کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور بہت کچھ جاننا باقی ہے۔

آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند

شعر اسپ طرب خویش بگردوں بجہاند

وہ ہر ایک سے اور کسی جگہ بھی اپنے معلومات میں اضافہ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اسی لئے وہ بہت خلیق اور متواضع ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ الگ رہنے سے پہلو بچانے سے، دور باش کہنے سے بے التفاتی اور نفرت کرنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو اپنے ہم نشینوں سے ایک دو باتیں زیادہ نہ جانتا

ہو۔ جو شخص کچھ بننا چاہتا ہو اُسے پہلے شائستہ اور باادب بننا اور علم کو شائستگی سے حاصل کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ملنساری سے زیادہ اور کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اور اس سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں ہو سکتی۔

حوصلہ مند شخص مضبوط ارادے کا مالک ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اور کس لئے ... وہ اپنے جہاز کا امیر البحر ہے۔ خرابے پر لدجانے کا موقعہ نہیں ہے ... پر اقتدار حاصل ہے۔ وہ خود مختار ہے۔ اور اس کو اپنی ذات پر قابو حاصل ہے۔

یہ علامت کفایت شعاری کی ہے۔

وہ اپنی زندگی کا نقشہ مرتب کرتا ہے۔ بربادی کو خارج کر دیتا ہے جہاز کے دیدبان پر کھڑا ہو کر۔ دور تک نظر ڈال کر بحر بیکراں کو دیکھ رہا ہے۔ یہ ایک مضبوط سفینہ ہے۔ دولت اس کو محفوظ رکھ سکتی ہے جو انسان یہ جانتا ہے کہ وہ دولت اور وقت کو برباد کر رہا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو خود اس کی حفاظت کرنا چاہئے

کفایت شعاری ایک خارجی نشان ہے۔ باطنی توفیق الٰہی کا جس کی بدولت بڑی برکت اور یقینی کامرانی نصیب ہوتی ہے +

دوسرا باب

شعوری شخصیت

دوسرا باب

شعوری شخصیت

ہمارا ذہن ایک آلۂ کار ہے۔ ہم کو ٹھیک طور پر غور کرنا جو اہم اور وقیع ہو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ اور جو معمولی اور خفیف ہو اس کو ذہن سے نکال دینا چاہیئے۔ جذبات کو اس قدر ابھارنا چاہیئے جس کی بدولت ہم مستعدی سے نمایاں کارگزاری دکھلا سکیں۔ اور جو تکلیف دہ اور ناکارہ ہو اس کو دور کر سکیں۔ رات کو آرام سے میٹھی نیند سونا اور دن اچھے خیالات میں گزارنا چاہیئے۔ ہم کو تکراری سوالات کا بلا تعصب یا بلا کسی اثر کے انصاف سے تصفیہ کرنا چاہیئے غیر معقول جذبات سے متاثر نہ ہونا چاہیئے۔ اور ایسی اخلاقی فطرت پیدا کرنی چاہیئے جس سے اپنا چال چلن اچھا ہو جائے۔ اور دوسرے اس سے مستفید ہو سکیں۔

"رابرٹ تھولس"

از

دی کنٹرول آف دی مائینڈ

نظری اور عملی مہارت

روزانہ ہمیں ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے جو مختلف چیزوں کو مخلوط اور گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ اس وقت وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس سے بہتر کام کر نہیں سکتے۔ اور نہ دوسرا کوئی طریقہ اس کام کو سرانجام دینے کا اِن کو معلوم ہے۔ مگر جب کام ختم ہو جاتا ہے یا جو نشانیاں باقی رہ جاتی ہیں جو ان کی توقع کے بالکل خلاف ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں۔

مگر آخر میں اُن کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جس وحشت انگیز طریقہ پر انھوں نے کام کیا جن جذبات اور خیالات کے تحت وہ برانگیختہ ہوئے وہ خلاف توقع تھا۔

افسوسناک طریقہ پر نادانی کی وجہ سے وہ خود اس ہنگامہ کے بانی قرار پاتے ہیں اور یہ نتیجہ ہوتا ہے فطرتِ انسانی سے انکی لاعلمی کا۔

جو لوگ اس دنیا میں اپنے لئے راستہ پیدا کرنا چاہتے ہیں انھیں ٹھوکریں کھانا ناگزیر ہے۔ ع۔ گرتے ہیں شہسوار میدانِ جنگ میں

جس طرح ان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اُن کو یہ اچھی طرح محسوس ہونے لگتا ہے کہ عالمِ خارجی کو محض ایک سوراخ سے جھانکنا نہیں چاہیئے

بلکہ دروازہ کے پٹوں کو بالکلیہ کھول کر مضبوط قدموں سے پرشور شاہراہ پر گامزن ہونا چاہیئے۔ اور جس قدر ہو سکے زیادہ آدمیوں سے واقفیت حاصل کرنی اور دلچسپی کے ساتھ میل جول پیدا کرنا اور انسانی دماغ کس طرح کام کر رہا ہے معلوم کرنا چاہیئے۔

اس قسم کا علم، قوت پیدا کرتا ہے۔

اور اس کے ذریعے تقریباً سب کچھ ہو سکتا ہے۔

آپ خود مختار ہیں اور اپنے گرد و پیش کو مطیع کر سکتے ہیں۔ کوئی چیز آپ کی راہ میں حائل ہو سکتی اور نہ آپ کو روک سکتی ہے۔ آپ سیلاب کی طرح آہستہ آہستہ بہہ نکلینگے۔ اور نامعلوم بہاو اور مخالف دھاروں سے واقف ہو جاؤگے۔

لوگ کہتے ہیں کہ اب زندگی بسر کرنا آپ نے سیکھ لیا ہے۔

یہی رازِ زندگی ہے۔ اسی کو تجربہ عقل یا پختہ کاری کہا جا سکتا ہے

جس طرح زندگی کے نشیب و فراز آپ کے لیئے ضروری ہیں اسی طرح سب کے لیئے بھی۔ ہم جب چاہیں دو کان بند نہیں کر سکتے۔ اور نہ جہالت سے ایسی فاش غلطی کرنا ہمارے لیئے مناسب ہو سکتا ہے۔

چاہے کسی قیمت پر ہو علم پر فتح پانا چاہیئے یہی قوت ہے۔

مجھ سے یہ سُن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ خودی کو دور کر دو۔ اپنے مفاد کو بھول جاؤ۔ "میں۔ میں" کہ چھوڑ دو۔ اور شطرنج کے شاہ ہو۔ یہ خیال ترک کر دو۔

حقیقت میں آپ ایک ذرۂ بے مقدار اور وسطی نقطہ پر گھوم رہے ہیں
دماغ میں جو کچھ گزرے اس پر خیال مت کرو اصل میں قضیہ یہی
اور یہی جھگڑے کی جڑ ہے۔

حقیقت میں اس کو اہمیت حاصل ہے مگر یہ آپ کے ذہن سے
خارج ہے۔

کیا دکھائی دیتا ہے اور حقیقت کیا ہے۔ اس اخلاقی خلیج
کو عبور نہیں کیا جا سکتا۔ دماغ آپ کو معلوم کرانے کی کوشش کرتا ہے
مگر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ زبانِ حال سے کہتا ہے (ع)

سمجھ جاتا ہوں لیکن مجھ سے سمجھایا نہیں جاتا۔

ہم مرکب ہیں خطا و نسیان سے اس لئے ہم سے ہمیشہ خطائیں
ہوتی رہتی ہیں۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔

وسیع النظر بنو۔

خوش دلی جہاں تک ہو سکے پیدا کرو۔ ہر چیز کو واضح طور پر دیکھنے
کی کوشش کرو جیسی کہ وہ ہے۔

مسلسل میل جول پیدا کرتے جاؤ۔ اور جس قدر ممکن ہو سکے بہت
سے آدمیوں سے تبادلہ خیالات کرتے رہو۔ ہیجان خیز ناول جس میں زندگی
کی چہل پہل درج ہو اس کے ہر لفظ، ہر سطر اور ہر ورق کو پڑھو اور پوری غور
اور توجہ سے ایسا کرو یہ آپ کے اور میرے لئے بے حد ضروری ہے کہ گذشتہ
اور حالیہ واقعات سے واقفیت حاصل کریں۔

ہر قسم کے لوگوں سے ربط وضبط قائم کرو۔ خواہ وہ مالدار ہوں یا غریب
ان ہوں یا عمر رسیدہ۔ چالاک ہوں یا سُست۔ صاف دل ہوں
ست باز۔ مگر ضرورت سے زیادہ راست باز لوگوں سے احتراز کرو۔
کیونکہ وہ نقاب پوش ہوتے ہیں۔ ہم سب کی یہی حالت ہے
نقاب اتار دو اور ان کی اصلی شکل دیکھ لو۔

بعض لوگوں نے اپنی آپ بیتی لکھی ہے۔ ان کتابوں
کا ... حیرت زندۂ جاوید ہے جہاں تک ممکن ہو ان کتابوں
کو ... اُن کی زندگی کے چھپے ہوئے راز حل کرو۔ عبارت بھی
بعض وقت پردہ پوش ہوتی ہے۔ اس کا گھونگٹ الٹ دو اور زندگی
کو بے نقاب دیکھو۔ اور جس راز کو انھوں نے چھپایا ہے اس کو معلوم
کرنے کی کوشش کرو۔

مرد ہو یا عورت اپنی زندگی کا جو پہلو اچھا ہوتا ہے اسی سے مستفید
ہونے کے لئے اپنی ظاہری حالت کی نمائشی تصویر پر ہمیشہ نظر رکھنے میں
جیسا کہ ہم نے کہا، وقوعِ واقعہ سے پہلے ہی اُن کی نظر اس پر جا پڑتی ہے،
وہ خواہ مخواہ سمجھ لیتے ہیں، وقوع سے پہلے ہی اُن کو علم ہو جاتا ہے۔
وہ موجودہ اور آئندہ کے واقعات پر غور و خوض کر لیتے ہیں۔
اور شاید یہی عظیم الشان کامیابی کا راز ہے۔

چوٹی کا دماغ آئندہ آنے والے واقعات کے نقش پا کا پتہ چلا
ہی لیتا ہے۔

ہم کو ایسا عالی خیال دماغ پیدا کرنا چاہئے۔ اسی لئے تو کہا
ہے کہ ؏ مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست۔
ایک اصول بنالو۔ ہر روز مقررہ وقت پر تمام دن کے واقعات
غور کر لیا کرو۔ اپنے آپ سے دریافت کرو کہ ہم نے آج کیا سیکھا
ہم سے کیا کیا خطائیں سرزد ہوئیں۔ اور ہم کو دراصل کیا کرنا چاہئے
تھا۔ اِس کے بعد کل کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کہ کیا ہونیوالا ہے
جو سب سے بہتر کام ہو اپنے لئے تجویز کر لو۔

قوّتِ خیال

بامِ عروج تک پہنچنے کے لئے دماغ سے کام لینے کی ضرورت ہے تقدیر کا رونا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے۔

تقدیر کا وجود ہے اور ضرور ہے۔ بہت سی چیزیں آپ کے اختیار سے باہر ہیں جن کے لئے آپ مجبور ہیں۔ ممکن ہے کہ وہی آپ کے راستہ میں مزاحم ہوں۔

آپ ایک بڑے موقع کے منتظر ہیں کہ کوئی زرین موقع ہاتھ آئے اور آپ فائدہ اٹھائیں۔

خوش نصیبی اور بدنصیبی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ اپنے آپ کو بدنصیب سمجھنے لگیں تو واقعی بن جائینگے۔ اور اگر خوش نصیب خیال کرنے لگیں تو یقیناً خوش نصیب بن کے رہیں گے۔

بادِ مخالف کی پروا نہ کیجئے۔ سیلاب جہاں ہے وہیں رہنے دیجئے مزہ تو جب ہے تیز ہوا چاہے جس طرف چلے اس کو روک دیا جائے۔

اُس کا دارومدار بذلہ سنجی پر ہے۔ آپ کہیں گے کہ ایسی خوبی اس میں ضرور ہے جس قدر یہ تیز ہوگی اسی قدر نفع زیادہ ملیگا۔ اسی کی بدولت لوگوں نے بامِ عروج پر جگہ پائی ہے۔ اس کا تعلق دماغ

کے اسی خاکستری مادہ سے ہے جو ذہن کے نام سے موسوم ہے۔

آپ اپنے ذہن سے کیا کام لے رہے ہیں؟

آپ کو محسوس ہوگا کہ کچھ نہیں کیونکہ وہ ناقابلِ ذکر ہے۔

مگر ایسا سب کے لئے نہیں ہے۔ گو ہر شخص ذہن لے کر پیدا ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اس کو ترقی نہیں دے سکتا۔ اس کو اجاگر کس طرح کرنا ہے۔ آپ کو سیکھنا چاہیئے۔ ذہن کی تیزی کو برقرار رکھو۔ اس کو طبیعتِ ثانیہ بناؤ۔ اس سے مشغلِ زندگی کا کام لو۔ مختصر یہ کہ آپ کو ذہن کی اچھی طرح تربیت کرنی چاہیئے۔

یاد رکھیئے کہ ذہن کو ہمیشہ مصروف رکھنا بہت مشکل، مگر کند ذہن اور کندۂ ناتراش بننا نہایت آسان ہے۔

بغیر ذہن کے بھی آپ زندگی گزار سکتے ہیں اور لاکھوں کا یہی حال ہے مگر اس سے الگ ہو کر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے آپ کو غیر معمولی طور سے قوتِ ادراک پر قابو حاصل کرنا پڑیگا۔

دماغ کو ہمیشہ حرکت دیتے رہو اور مصروف رکھو۔

قابلیت بڑھانے اور علمیت حاصل کرنے میں جلدی کرو۔ جو کچھ پیش آئے اس کو نوٹ کرتے جاؤ۔ یہ معلوم کرکے غالباً آپ کو تعجب ہوگا کہ بڑے سے بڑے آدمی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی خبر رکھتے ہیں کوشش کیجیئے کہ قوتِ مدرکہ ہمیشہ بیدار حسیت اور تیز رہے۔ اور یہی

ابتدا ہے اثر آفریں قابلیت کی۔

جس شخص کو اپنے آنکھ اور کان پر قابو نہ ہو اُس کو کامیابی کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ جس قدر معلومات حاصل ہوں اُن سے نتیجہ اخذ کیا کرو یہی کامیابی کا راز ہے۔

ہر حقیقت کو پہلے علیحدہ علیحدہ جانچ لو پھر ان سب کو ایک جگہ کر کے ایک ایک کڑی ملاتے جاؤ۔ یہ یاد رہے کہ ہم بغیر اس زنجیر کو مسلسل بنائے کوئی کام کامیابی سے نہیں کر سکتے۔

پہلے اپنا مقصد معین اور مقرر کر لو اور ایک نصب العین بنا کر کام شروع کرو۔

اس طریقہ سے ہم بہت جلد خیال قائم کر سکتے ہیں۔

نئے خیالات پیدا ہونیکا یہی ایک طریقہ ہے۔

یہ درست ہے کہ "تعجیل کارِ شیاطیں بود"۔

اس سے ہم کو اتفاق ہے۔

مگر وقتِ مقررہ پر تربیت یافتہ ذہن، کام کو بعجلتِ ممکنہ انجام دے کر زیادہ منافع حاصل کرتا ہے۔ اور مجموعی طور پر اس کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔

جلدی اور تیزی سے ہر بات کے نتیجے پر پہنچنے کو اپنا نصب العین بناؤ۔

روشنی کی کرن

جو کام بھی آپ کرنے لگیں اُس میں کھو جائیے۔ تن من سے اسی میں اور صرف اسی میں منہمک ہو جائیے۔ اِس طریقے سے نہ صرف آپ ہر کام میں کامیاب ہوں گے بلکہ جب اسی طرح کرنے کی عادت آپ کو پڑ جائے گی تو آپ اُس سے لطف اندوز ہونے لگیں گے اور یہ کام آپ کو تفریح کا مزا دیگا۔

مثلاً آپ کے خیالات اگر منتشر ہوں تو آپ کوئی کام بھی انجام نہ دے سکیں گے۔ چاہے وہ کھیل ہی کیوں نہ ہو۔ آپ سے اچھی طرح کھیلا ہی نہیں جائے گا۔ اور نہ آپ اُس سے لطف اُٹھا سکیں گے۔ پراگندہ دماغی میں کسی کام کو کرنا وقت کو برباد کرنا ہے اگر آپ پراگندہ دماغی اور منتشر خیالات لے کر کوئی کام کر رہے ہیں تو آپ کی حالت بالکل اس شخص کے جیسی ہے جو راستہ سے واقف نہیں مگر چلے جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں آپ کا وقت برباد ہو رہا ہے۔ (شعر) ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی

کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس کے سمجھنے میں آپ کو دقت

محسوس ہو رہی ہے۔ آپ نتیجہ کو جلد اخذ نہیں کر سکتے۔ آپ یاد نہیں رکھ سکتے، آپ کا حاکم کہیگا کہ آپ نا اہل ہیں اور آپ کے دوستوں کو بھی شکایت رہے گی۔ کہ آپ انکی خاطر مدارات خاطر خواہ نہیں کرتے۔

جب آپ کو کسی کام سے حقیقی دلچسپی ہے اور آپ اسے دلجمعی سے کئے جاتے ہیں تو آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ آدھے وقت میں تکمیل پا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کام آپ کو پریشان و حیران نہیں کرتا بلکہ آپ بغیر اکتائے کام کئے جاتے ہیں۔ آپ کبھی اسکی تفصیلات کو نہیں بھول سکتے اور ایک زمانہ کے بعد بھی اس کو یاد رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ آپ کے ذہن میں اتر جاتا ہے۔

آپ نے غور کیا کہ باخبر رہنا کس قدر ضروری اور کارآمد ہے۔

منتشر خیال ایک تکلیف دہ چیز اور ایک بری عادت ہے۔

جس قدر جلد آپ اس سے پیچھا چھڑائیں گے اسقدر نفع میں رہینگے۔

وقت واحد میں ایک ہی خیال جاگزیں ہو، اس کی انتہائی کوشش کرو اور اس پر پوری توجہ صرف کرو۔ پورے دماغ سے ایک ہی کام کو نمٹنے کی کوشش کرو۔

جس سے آپ بتلا سکیں کہ آپ ایک اچھا دماغ رکھتے ہیں اور اس سے کام بھی لے سکتے ہیں۔ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لیجیئے کہ ایک ہی خیال قائم رکھنا کیا ہے؟

شائد آپ اس خیال میں مبتلا ہوں کہ بوقت واحد اپنے دماغ

میں مخصوص طور پر ایک ہی چیز کا خیال ہونا چاہیئے۔

فرض کیجیئے کہ آپ کے ذہن میں ایک کرسی ہے۔ آپ یہ خیال کرینگے کہ اب اس کے سوا دوسرا کوئی خیال ذہن میں نہیں آنا چاہیئے۔

یہ بالکل اس بچہ کا حال ہوگا جو گھٹنوں کے بل رینگتے رینگتے پہلے پہل چلنے لگتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اب ایک قدم کے آگے دوسرا قدم رکھنے کے سوا اور کوئی خیال دل میں نہ لانا چاہیئے فطرتی طور پر وہ بہت دور جا نہیں سکتا۔ چلنے کے معنے کچھ اس سے زیادہ کے ہیں یعنے ایک ہی وقت میں جسم کا توازن قائم رکھ کر قدم اٹھانا پڑتا ہے۔

ہمہ تن متوجہ ہو جانے کے یہ معنی ہوئے کہ دماغ کو دوسرے خیالات سے خالی رکھ کر صرف ایک ہی خیال کو وہاں کام کرتا ہوا چھوڑ دیا جائے اس قسم کا خیال نہ صرف کند ذہن بنا دیگا بلکہ دماغ کو تھکا بھی دیگا۔ اس سے جس قدر منفعت ہونی چاہیئے نہیں ہوگی جیسی کہ دماغ کے صحیح استعمال کی صورت میں ہوتی۔

"ہمہ تن توجہ" کے یہ معنی ہیں کہ ہر طرف خیال دوڑتا رہے یعنی اپنے کام کی ہر سمت آپ کی نظر ہے اور آپ اس کے ہر چھوٹے سے چھوٹے پہلو پر غور کر رہے ہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ آپ اپنے راستے پر گامزن ہیں یکا راستہ بڑا پُر پیچ ہے۔ راستہ میں ہزاروں دوراہے اور سینکڑوں چوراہے

اور کروڑوں جوڑ توڑ ہیں۔ مگر آپ کے دماغ میں اپنے جانے کے سیدھے راستے اور ہر موڑ کا تصور مضبوط ہے۔

گویا آپ کا دماغ سنگم کی وسعت پر کام کر رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ جو راستے وہاں سے گزر رہے ہیں اس پر بھی آپ کی نظر ہے۔

آپ اگر کسی چیز کے خیال میں مصروف ہیں اور جس قدر خیالات اس کے متعلق دوڑائے جا سکتے ہیں اس پر مسلسل غور کیا جا رہا ہے تو ایسی توجہ قابلِ تعریف ہے۔

اس طریقے سے آپ اپنے موضوع یا مقصود کے اندرونی و بیرونی حالات کو بخوبی سمجھ سکیں گے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دراصل ہم کو ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ ہر چیز پر پوری روشنی ڈالنے اور ہر بات کی تہہ کو پہنچنے والے کی خواہش کر رہا ہے۔

ایسا شخص جو اس طریقہ تفکر اور طرز خیال کا عادی ہو تیز فہم پھرتیلا اور ہوشیار کہلائے گا کیونکہ وہ عادی ہوگا، کامل توجہ اور پورے غور و خوض سے کام کرنے کا' یہ بڑی اچھی عادت ہے اور فائدہ مند بھی مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ قوت ارادی سے بھی کام ہو۔

صرف توجہ سے کام نہیں چلیگا' قوتِ ارادی جب تک کہ اسکے ساتھ ساتھ نہ ہو۔

یہ ایک برقی خزانہ ہے جب چاہو بٹن دبا دو۔ بہت سے مباحثوں

کے درمیان آپ بیک وقت ایک بحث پر ہی توجہ کر سکتے ہیں۔
اس وقت ایسی ہر دوسری چیز جس کی آپ کو ضرورت نہ ہو خود بخود آپ کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گی۔ اور آپ کا دماغ بھی اس پر پردہ ڈال دیگا۔

اس وقت آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ دماغ کو قابلیت سے موثر طریقہ پر آپ کام میں لا رہے ہیں۔ آپ کی قوت یادداشت بڑھ جائے گی اور آپ بہت کم کوئی چیز بھول سکیں گے۔ آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ ایک تیز ذہن کے مالک ہیں۔

یہ ہے انعام بالقصد توجہ کا! ❖



ذہن کی یکسوئی

خیال کرنا اور کام کرنا یہی دنیا کے دو خاص کاروبار ہیں۔ سب سے بہتر متفکرین اور سب سے اچھے ہنرمندوں ہی کی زندگی درخشاں دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس سے کثیر منافع حاصل کرتے ہیں۔ ان کی زندگی قدر وقیمت سے لبریز اور وہ قوت ارادی اور کام میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ اضافہ ہی کرتے رہتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ مہارت وملکہ حاصل کریں۔

کیا آپ کا شمار ان لوگوں میں ہو سکتا ہے؟
کیا آپ زیادہ غور و فکر کرنے سے شرماتے ہیں؟
کیا آپ پراگندہ خیالی میں مبتلا ہیں؟
کیا آپ صحیح التعقل ہیں۔ اور واقعات بروقت آپ کے ذہن میں سماتے ہیں؟ کیا آپ کی قوتِ حافظہ ٹھیک کام کر رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کی یکسوئیٔ ذہن، قابلیت اور صلاحیت کی نسبت بدگمانی پیدا ہو جائے گی۔ آپ ہر اچھے موقعے کو کھو دینگے کیونکہ آپ ہر کام میں اندیشہ ناک رہیں گے اس کی وجہ یہ ہو گی کہ آپ

طرزِ تفکر اور یکسوئی ذہن و خیال پر عبور نہیں۔
آپ کو موقع حاصل ہے۔ مگر آپ اس سے فائدہ اٹھانے سے معذور ہیں۔
اپنے معاملہ کی تشخیص کیا کیجئے جس طرح کہ ڈاکٹر یا حکیم کیا کرتے ہیں۔
گویا آپ نے مکمل طور پر خیال کرنے کی اپنے آپ کو تربیت نہیں دی ہے۔
خیال کرنا صرف ناز و انداز سے تکیہ لگا کر دماغ سے ہر چیز کو گزر جانے کی اجازت دینا [illegible] ہے۔ اس سے دور ہو ایسا وطیرہ اختیار نہ کرو۔
نفع بخش خیال کے معنی یہ ہیں کہ تمام واقعات کو یکجا کر کے اس کی صحیح ترتیب دینا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا کہ یہ کس طرح دوسرے واقعات سے میل کھاتے ہیں۔
صاحبِ فکر ہر معاملہ کے متعلق چند تنقیحات قائم کر کے چند سوالات مرتب کر لیتا ہے اور جب تک ان سوالات کے جوابات نہ ملیں تب تک اس کو چین نہیں پڑتا اور جو انسان اس کام کو اچھی طرح کر سکتا ہے اسی کے متعلق ہم کہیں گے کہ وہ دماغ سے کام لے رہا ہے۔
یہی وہ شخص ہے جو خیالات کو مجتمع کر سکتا ہے۔
خیالات کی یکسوئی کرنا۔ وقت کو برباد کرنا نہیں ہے ممکن ہے

کہ آپ ایسا خیال کرنے لگیں اور یہ محسوس کریں کہ یہ دماغ کی آرام طلبی ہے کام تھوڑا اور جھگڑا بہت ہے۔!

اکثر انسانوں کا یہی خیال ہے کہ ایک معمولی کام کے لئے مہارت کی سعی کوشش کرنے میں کیا مفاد ہے ہم کم محنت اور کم وقت میں اس سے دس گنا زیادہ کام کرتے ہیں۔ مگر یہ صرف ان کا خیال ہی خیال ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر اجتماعِ ذہن کی کیا ضرورت تھی۔؟

بالکل بجا ارشاد ہے۔!

اس قسم کی یکسوئی محض بے کار ہے۔ یہ کوئی اچھی تجویز نہیں اور بالکل نہیں۔

آپ جو محنت اٹھاتے ہیں اس کے تناسب سے منافع کم ہے۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یکسوئی کا خیال بالکل غلط ہے۔

چونکہ حقیقت میں اجتماعِ تخیل سے ذہن کی کلیں اپنی انتہائی قوت سے کام کرتی ہیں۔

اس لئے بالفاظِ دیگر آپ اس بات پر توجہ کیجئے کہ اپنے خیالات کے مجموعے کو بارونق بنا سکیں۔

کام نہ ذہن کو سونے دیگا اور نہ سست ہونے کا موقع ہی دیگا اور یکسوئی ذہن کی بدولت جلد سے جلد تر کام ختم ہوگا اور زیادہ سے زیادہ منافعہ میسّر ہوگا۔

اگر آپ نے یہ صلاحیت حاصل کرلی تو آپ کہہ سکینگے کہ اب ذہن کامل طور سے سمجھدار ہے اور ضرورت کے وقت کام آنے والا ہے۔
ایسا ذہن قوت کو محسوس کرتا ہے اور کامیابی کے مرتبہ پر لا بٹھاتا ہے۔

اجتماع ذہن کیلئے آپ گھبراتے ہیں کہ یہ مشکل ہے یہ آپ کو چکناچور کردیگا۔ مگر یہ آپ کا وہم ہی وہم ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے دلچسپ سے دلچسپ کھیل، عمدہ سے عمدہ کتاب یا کسی پسندیدہ ترین مشغلہ سے آپ اکتا سکتے ہیں مگر یہ آپ کو جذب کرلیتا ہے اسکی وجہ سے آپ دوسرے چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ بغیر خیال کے آپ اجتماع ذہن کررہے ہیں۔ اور آپ کو واقعی لطف آرہا ہے۔ تمام وقت آپنے ذہن کو کام میں لگا رکھا ہے اور آپ اسی میں غلطان و پیچان ہیں۔ یہ چیز آپ کے ذہن سے دور نہیں مگر سینکڑوں خیالات و تصورات وغیرہ ذہن میں کام کررہے تھے۔ ذہن کو یکسوئی آپ کو لطف دیرہی تھی۔ آپ کو دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔ اس وجہ آپ ہمہ تن متوجہ تھے۔ اسی کو اجتماع ذہن کہتے ہیں" اور یہ توجہ دلچسپی کی وجہ سے تھی یہ سچ ہے کہ کوئی کھیل یا کسی دلچسپ مشغلہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ انسان ذہن کی یکسوئی اس وجہ سے کرسکتا ہے کہ اسکو اپنے کام سے دلچسپی ہے۔ اس کو اپنے کام میں زیادہ لطف آتا ہے اور اس شخص کے مقابلے میں جس کو اس کی پروا نہیں ہے گو کہ وہ انہما

اور دلچسپی سے کام لیتا ہے۔

ہر دلچسپی باعث فرحت ہے۔ امید افزا ہے۔ آرام جاں ہے
یہ عظیم الشان کاموں کی ابتدا ہے۔

دلچسپی کے معنی ہیں "توجہ"، جو بچپن کے کھیلوں کو یاد دلاتی ہے
جس ذہن سے کوئی چیز بچ نہیں سکتی اس سے نمایاں اور بیش بہا کام
وقوع میں آتے ہیں۔

کامیابی اور کامرانی کی پہچان یہی ہے۔

یکسوئی ذہن کی مشق کیا کرو۔ بجز اس کے کوئی کام عمدگی سے
انجام پا نہیں سکتا ✣

قُوتِ حَافِظہ

زندگی ایک معجونِ مُرکّب ہے۔ روزمرّہ کے کاروبار زیادہ سے زیادہ اس سے الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی چیز ہم بھول جائیں تو کسی نہ کسی طرح نقصان برداشت کرنا ہی پڑیگا۔ اہم موقع پر بھول [illegible] ثابت نہیں ہوتا۔

جو بھولا سو کھویا۔ اور وہ خسارہ میں رہتا ہے۔ اس بھولے کو رتی برابر بھی ترقی کا موقع نہیں۔ حافظہ ایک قوت ہے۔

ننیانوے فیصد اس کا تعلق آپ کی ذات سے ہے۔

اگر حافظہ برقرار ہے تو آپ ایک شکل بدلنے والے کیڑے کی طرح بن جائیں گے۔ اور یہ آپ کا سیدھا ہاتھ ثابت ہوگا۔ یہ ایک اچھا دستکار ہے۔ غور کیجئے کہ کیا یہ اپنا کام ٹھیک طور سے کر رہا ہے۔

آپ ہر وقت اور ہر موقع پر کوشش کیوں نہ کریں؟ اس کو بہتر سے بہتر کیوں نہ بنائیں؟

شاید آپ یہ کہینگے کہ "یہ تو خدا کی دین ہے۔ میرا حافظہ ناقص ہے میں مجبور ہوں۔ کچھ بن نہیں پڑتا۔"

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ حافظہ کی نسبت آپ کا جو خیال ہے

وہ بالکل غلط ہے۔ یہ بخشش الٰہی نہیں ہے۔
آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے منہ پر جو ناک ہے وہ بھی ایک عطیہ ہے۔
حافظہ ایک ذہنی حرکت ہے۔ جب تک آپ کا دماغ صحیح وسالم ہے آپ اپنی جیب کا آخری پیسہ بھی شرط میں لگا سکتے ہیں۔ کہ آپ کی قوتِ حافظہ گم نہیں ہوئی ہے۔
"این آیور" اپنی کتاب "برین بلڈنگ ٹوسکیس" میں اس پر زور دے کر کامل یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ ہزاروں نظائر سے یہ ثابت اور مستند ذریعوں سے اس کی تصدیق ہو گئی ہے کہ حافظہ کے لئے ہم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔
کیونکہ ہماری قوتِ حافظہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ یعنے ہمارا ذہن بلند پرواز ہے۔ حق ثابت ہو جانے سے ہر چیز حق ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اچھی چیز اپنے لئے آپ جگہ حاصل کر لیتی ہے۔
پھر کیوں ہم بھول جاتے ہیں۔
یہی سوال قابلِ دریافت ہے؟
تو پھر پوچھئے۔
ہم نے ابھی ابھی "این آیور" کا ذکر کیا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے ہم کو "پالمیزم" یعنے (ذہنی یادداشت) جیسی اہم اور کارآمد چیز سے روشناس کر دیا۔

اُس نے اس فن کو بطور پیشہ حاصل کرنے کے لئے خاص طور پر مطالعہ کیا تھا کہ "یاد کس طرح رکھنا چاہیئے" اور ہم کیوں بھول جاتے ہیں؟

واقعہ یہ ہے کہ ہم خود اس خرابی کے بانی مبانی ہیں۔

ہم حافظہ کو دور کر دیتے ہیں، جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ ہم ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ "میں ضرور اس کو بھول جاؤنگا۔ میرا ذہن چھلنی ہو گیا ہے میں اپنے ذہن پر بھروسہ کر نہیں سکتا۔" وغیرہ وغیرہ۔

جس وقت مندرجہ بالا الفاظ آپ کے زبان سے نکلے اسی وقت آپنے اپنے ذہن کا خون کر دیا۔ گویا آپ نے پریوں کو مار دیا۔ من کے جیتے جیت ہے۔

کیونکہ جب آپ نے یہ کہا کہ میں پریوں کے وجود کو نہیں مانتا تو پری مر جاتی تھی۔ دل کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

بالکل یہی حالت ذہن کی بھی ہے۔

آپ کا اِس پر بھروسہ نہ ہو تو ذہن دن بدن کمزور سے کمزور تر اور ناتوان ہوتا جاتا ہے۔

اِس لئے اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے آپ کو اپنے ذہن پر کامل بھروسہ کر لینا چاہیئے۔

آپ کبھی بھول نہیں سکتے۔ اگر آپ حقیقت میں اچھی طرح کسی چیز سے واقف ہو جائیں۔

"ان آیور" کہتا ہے کہ "مصیبت تو یہی ہے کہ ہم اس خیال

یں مبتلا ہیں کہ ہم کو سب یاد ہے۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں۔

(شعر)
آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند
در جہل مرکب ابدالدّھر بماند

واقف ہونے کا راز کیا ہے؟ جو بہترین اور عمدہ ذریعہ ہو۔ ذہن کو جِلا دو۔ اس کے دروازوں اور دریچوں کو کھول دو۔ اور ذہن کو واقف ہونے اور یاد رکھنے پر مجبور کرو۔ واقف ہونے کی دلی خواہش کرو۔ اور دلچسپی لو۔ اور اس کا نتیجہ دیکھ لو۔

(ع)
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔

اگر آپ جاننے کے لئے بے قرار ہو جائیں گے تو آپ کا ذہن خود بخود تیز ہو جائے گا۔ کان کھڑے ہو جائیں گے۔ آنکھیں اپنا کام کریں گی۔ باچھیں کھل جائیں گی۔ اور جس چیز کی خواہش ہو تو وہ خود بخود حاصل ہو جائے گی۔

آپ نے یاد رکھنے کے لئے توجہ سے کام لیا" چونکہ خوشی کا سودا ہے اور اس موقع پر یاد رکھنے کے لئے آپ بالکل مجبور ہو گئے۔

بس یہی راز ہے۔ آپ اگر ہمیشہ کسی چیز کو یاد رکھنے کے خواہشمند ہیں تو طالبِ علم نہ ہو۔ جو محض امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے یاد رکھتے ہیں اور امتحان کے بعد اپنے یاد کئے ہوئے کو گلدستۂ طاقِ

نسیان بنا کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

یاد رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ واقعات کو مسلسل اور مربوط کر کے ایک زنجیر بنا لو۔ اس زنجیر کی کڑیاں جس قدر مربوط اور مضبوط ہونگی اسی قدر کسی خاص واقعہ کو آپ بہت کم فراموش کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

یہ ہو سکتا ہے کہ ایک سازندہ اپنا طبلہ کھو دے۔ مگر حافظہ میں آنے کے بعد ذہن کسی بات کو بھول نہیں سکتا بار بار واقعات کو ذہن میں لاؤ اور دُھرایا کرو۔ کیونکہ حافظہ بعض وقت سُست پڑ جاتا ہے۔ اس لئے اس کی نظر ثانی ضروری ہے ⁎

حاضر دماغی و حقیقت الامر

اکثر آپ کہا کرتے ہیں کہ "میرا ذہن خراب ہے" دن بدن پریشان ہوتا جا رہا ہے۔ میں کچھ یاد نہیں رکھ سکتا" مگر اس میں سچائی پائی نہیں جاتی۔

آپ برج کے شوقین ہیں کبھی اس کھیل سے نہیں تھکتے اور اس کے قواعد کو نہیں بھولتے۔ یا آپ کو کرکٹ ٹینس گنجفہ وغیرہ کا شوق ہے۔ تو اس کی باریک تفصیلات ہمیشہ آپ کے ذہن میں رہتی ہیں۔ آپ کہیں گے یہ تو ایک جداگانہ چیز ہے۔ اس قسم کے حافظہ سے کیا فائدہ؟ مجھے جس چیز کو یاد رکھنا چاہیئے اس کو تو یاد رکھ نہیں سکتا۔ بہت سے ایسے امور ہیں جن کو بھول جانا مناسب نہیں۔ تاہم وہ میرے ذہن سے اتر جاتے ہیں۔ گویا چھلنی سے چھن جاتے ہیں۔"

اگر آپ طالب علم ہیں کسی دقیق مضمون پر دماغ پاشی کر رہے ہیں۔ کتاب کے کیڑے بنے بیٹھے ہیں۔ گھنٹوں سے مطالعہ میں منہمک ہیں۔ تاہم دو تین گھنٹوں کی محنت میں اس کو آپ مکمل طور پر یاد رکھ نہیں سکتے یہ کس قدر وقت کی بربادی اور زحمت ہے۔

شاید آپ کوئی کاروباری شخص ہوں مثلوں کے انبار میں گھسے بیٹھے ہیں۔ واقعات حسابات اور رپوٹیں۔ ملاقات کے وعدے پارینہ امثلہ کے تصفیہ میں مصروف ہیں تو البتہ ہر چیز کو یاد رکھنے کی توقع ایسی صورت میں کوئی آپ سے رکھ ہی نہیں سکتا۔ مگر یہ آپ کا کہنا ہے اس طرح کی فراموشی لائق درگزر نہیں ہے۔

میں کام کو مکمل کر نہیں سکتا۔ مجھے اس کے مکمل کرنے کے لئے سخت زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔ خدمت کو عمدگی سے انجام نہیں دے سکتا۔ اسلئے میرے ذہن کا کچھ نہ کچھ علاج ہونا ضروری ہے۔

پریشان نہ ہوئیے!۔ یہ پہلا مشورہ ہے جو آپ کو دیا جا رہا ہے آپ کا حافظہ کسی طرح بھی خراب نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ مگر آپ خود بدحواس ہیں اور آپ میں یاد رکھنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ آپ خود اس کو کام کرنے کا موقع نہیں دیتے۔ آپ اس کو ٹھیک طور پر استعمال کرنا نہیں جانتے۔

یاد رکھئے کہ

اگر آپ کا ذہن زوال پذیر ہو تو آپ ایک معمولی سے معمولی اور آسان سے آسان کام بھی کر نہیں سکتے۔

یہ واقعہ ہے کہ آپ نہ بات چیت کر سکتے ہیں نہ چل پھر سکتے ہیں نہ پوشاک پہن سکتے ہیں اور نہ کھیل کود میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اگر واقعی آپ کا ذہن مطلق کام کرنا چھوڑ دے۔

آپ کا ذہن بالکل صحیح و سالم ہے۔

مگر آپ ایک ایسے کاریگر میں جو خود کام سے نابلد ہے اور بلاوجہ اپنے اوزاروں کو برا بھلا کہتا ہے۔ کیا یہ سادہ لوحی نہیں ہے حقیقت میں آپ بہت کچھ یاد رکھ سکتے ہیں۔ ایسے بہت سے امور ہیں جن کو آپ بھول نہیں سکتے۔ مثلاً وہ مقام جہاں آپ نے چھٹی کے دن دلچسپی سے گزارے تھے۔ وہ کتاب جس نے آپ کو جذب کر لیا تھا۔ اور وہ انسان جنہوں نے آپ پر اپنا اثر چھوڑا تھا کس لئے یہ امور ذہن میں گھر کر لیتے ہیں؟

ایک اور سوال اپنے دل سے پوچھ لیجئے

ہم کیوں بھول جاتے ہیں۔ کیا درحقیقت بھول جاتے ہیں اور کیسے بھول جاتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ جو بہت گہرے نقش ہیں وہ بہت زیادہ حافظہ میں محفوظ رہتے ہیں۔ اور یہ ناقابل فراموش ہیں۔ وہ کبھی بھی مرجھا یا کملا نہیں سکتے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ گہرے نقوش ہیں وہ آپ کو جگاتے ہیں وہ آپ کو تھامے ہوئے ہیں۔ آپ کی آنکھوں، کانوں۔ جذبات اور ادراک پر ان کا قبضہ ہے۔

چونکہ آپ چوکنے تھے اور بالکل متوجہ تھے

یہی خاص ترکیب ہے۔

آپ اگر کسی خاص واقعہ کو یاد رکھنا چاہتے ہوں تو نہایت بیداری کے ساتھ اُس کو اپنے ذہن میں جمائیے۔

ہر کام ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ آپ کہیں گے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ میں ہر وقت کام میں مصروف رہتا ہوں مطالعہ میں منہمک ہوں۔ اپنے فرائض کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہتا ہوں اور یہی چاہتا ہوں کہ کام مکمل اور پورا ہو جائے۔

یہی تو مصیبت ہے۔

آپ کا آدھا ذہن بالکلیہ مصروف رہتا ہے اور مابقی نصف مسلسل جد و جہد کر کے جلد ختم کرنا چاہتا ہے۔

جب آپ خوش ہوتے ہیں تو آپ کو کسی بات کے یاد رکھنے کی پروا نہیں ہوتی۔ جب آپ کھیل کود۔ تفریح یا کسی اور کام میں مصروف ہوتے ہیں تو آپ دلچسپی نہیں لیتے۔

آپ اسی وقت اپنی توجہ پوری طرح صرف کرتے ہیں جب آپ کو خصوصیت سے دلچسپی پیدا ہو جائے۔

اور یہی ایک سربستہ راز ہے۔

آپ جو کچھ بھی کریں اس میں دلچسپی لیں۔ اس کے دلکش پہلو پر نظر ڈالیں اور اس کو قابل قدر سمجھیں اس کی قیمت جانیں اس شے سے جو لطف حاصل ہو رہا ہو اس کو محسوس کریں۔ ذہن کو اسی کام

میں محو کر دیں اور اس پر اپنی پوری توجہ مبذول کریں۔

اس کا کیا مطلب ہے۔ کام کرتے وقت خیال کیجئے کہ میں سو نہیں گیا ہوں۔ میرا دماغ بیدار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی ایک کار آمد نقطہ ہے۔

بیداری سے زیادہ کسی خیال میں منہمک رہنا ہی اہم ہے۔

جب واقعات کا ایک تانتا بندھ جائیگا تو پھر اس وقت آپ کیا کریں گے۔ اور جب اس کی آپ کو ضرورت ہو گی تو یہ مفقود ہو جائے گا۔

حافظہ کی خاطر ان کو دماغ میں محفوظ رکھو۔ ان کو ترتیب دو اکٹھا کر لو۔ پہلے الگ الگ کڑیاں بنا لو اور پھر ان کو جوڑ کر ان کی ایک زنجیر بنا لو۔ اس کو ایک جگہ باندھ لو۔ آنکھیں جو کچھ دکھائیں کان جو کچھ سنیں اس کو یاد رکھو اگر کسی چیز کو دیکھ کر کوئی واقعہ یاد آجائے تو اس کو اپنی آنکھوں میں محفوظ کر لو۔ حافظہ کی نوعیت کو ذہن میں رکھو یعنی یہ معلوم کر لو کہ کیا یہ نظری ہے یا سماعی۔ اس پر پوری طرح یقین رکھو۔ اور واقعات کو گرہ دے کر باندھتے جاؤ۔

واقعہ یہ ہے کہ امتداد زمانہ کو یادداشت سے کوئی تعلق نہیں ہے جو کچھ آج آپ نے سیکھا ہے وہ ایک ہفتہ کے بعد یاد سے اتر جاتا ہے۔ تصور مٹ جاتا ہے۔ فرسودہ ہو جاتا ہے۔ ہم اسکے لئے

مجبور ہیں۔ یادداشت کا تعلق کسی حد تک اعصاب۔ آثار و علامات سے ہے چونکہ ذہن کے مادے پر منقوش ہیں اگر یہ مٹ جائیں تو دوسرے نقوش اُن کی جگہ لے لیتے ہیں۔

اِس لئے اِن واقعات پر ہمیشہ غور کرتے جاؤ اُن کو بار بار دہراتے رہو اِس طرح واقعات کو ہر گھڑی تازہ کر لیا کرو۔ اور جب موقع ملے ان کی نظرِ ثانی بھی کرتے رہو۔

اِسی طرح ذہن میں واقعات سماتے ہیں اس عمل سے آپ محسوس کر لینگے کہ بلا کسی دقّت کے ہر امر کو آپ ذہن نشین کر سکتے ہیں ✤

جذباتی قوت

ہمیں بھی ایک قسم کی گھڑیاں کی طرح بنایا گیا ہے۔ اور جسطرح کہ دیواری گھڑی کو ایک دفعہ کوک کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ مسلسل چلتی رہتی ہے۔ ہم بھی گردش میں ہیں۔ زندگی ایک مسلسل حرکت ہے۔ جس طرح سے کہ گھڑیاں کا لاٹ (پنڈولم) ٹک ٹک کرتا ہے اسطرح ہمارا دل کھٹ کھٹ کئے جاتا ہے۔ یہ ہماری زندگی کا کھٹراک ہے۔ مگر ہم آگے کس طرح بڑھ سکتے ہیں۔ کیونکر ترقی کر سکتے ہیں؟

یہ ایک اچھا سوال ہے!۔

گھڑی کو کھول کر دیکھو۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کیوں اور کیسے چل رہی ہے۔

اکثر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ قوتِ ارادی ہمکو حرکت میں لاتی ہے یا بے حس و حرکت کر دیتی ہے۔ مگر اس دماغ کا کیا کہنا کہ قوتِ ارادی کا اہم خاص جز رکھنے کے باوجود وہ ہم پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتا۔ بالکل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ قوتِ ارادی نہیں تو قوتِ مدرکہ ہوگی۔

بہرحال وہ پہلی غلطی کا ارتکاب دوسری بار کر رہے ہیں۔

ہر شخص کو اس کا علم ہے۔ اور وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ مگر اس کے برخلاف عمل اس سے وقوع پذیر ہو ہی جاتا ہے۔
مگر وہ مجبور ہے!
قطعی طور پر۔
کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی چیز ایسی ہم میں موجود ہے۔ جو قوتِ ارادی یا قوتِ مدرکہ سے زیادہ مقناطیسی قوت سے ہم کو کھینچتی ہے۔
اگر آپ کو فطرت کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوں تو آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔ محبت و حقارت۔ حسد اور خوف وغیرہ اسی طرح قوتِ کاملہ بن جاتے ہیں۔ اگر ہم ان کو بڑھنے کا موقع دیں۔
اسی لیئے تو کہا جاتا ہے "اَلْعَادَۃُ طَبِیْعَۃُ الثَّانِیَۃ" یعنے عادت طبیعت ثانی بن جاتی ہے۔ عادت کیا ہے۔ یہی قوت جو انسان پر چھا جاتی ہے۔
جذبات اور احساسات ہمارے ساتھ جیسا کہ وہ چاہیں سلوک کرسکتے ہیں اس لئے کہ ہم پر ان کا زور چلتا ہے اور ان کو ہم پر فتوحات حاصل ہیں۔ وہ خیالات کو عدم سے وجود میں لاتے اور افعال صادر کراتے ہیں اسی طرح وہ حقیقتاً ہمارے ہر کام میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔
اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس پر نظر رکھیں کہ وہ ہم کو تباہ و برباد نہیں کرنے پائیں۔

سنجیدگی سے غور کیا جائے تو ہم ان کو اس طرح کام میں لاسکتے ہیں جس طرح ہم اور انسانوں سے کام لیتے ہیں۔

مگر پہلے اس کا تصفیہ ہو جائے کہ ہم اس تابناک حیات سے کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ پہلے مقصد زندگی کو معین کر لیجئے۔ اٹکل پچو کام نہ کیجئے۔ پہلے ہم کو مقصد کا تعین اور عزم راسخ کر لینا چاہئے۔ پھر جاہ و ثروت کی خواہش کرنی چاہیئے۔

ہم میں مصمم ارادہ جو چھپا ہوا ہے۔ اس کی تلاش کرنی چاہئے اسکے بعد اس کو طبیعت ثانی بنانا چاہئے۔ سب سے پہلے اس کو جگہ دو اور پھر دوسروں کو منصوبے باندھنے اور تجویزیں سوچنے کا وقت چلا گیا اب کاموں کے انجام دینے کا وقت آگیا ہے۔ اور یہ کام جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا کہ یہ قوت ارادی یا ذہن کے ذریعے سے نہیں بلکہ جذبات و احساسات....... اور ان کے اثرات کے ذریعے بنتے ہیں

اب آپ سمجھ گئے ہونگے ہم جو کچھ کرتے یا کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے صحیح جذبات سے کام لینا چاہیئے۔

خیال آوری ہم کو جس طرف چاہتی گھماتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پرواز فکری جذبات کو زندہ رکھتی ہے۔ ہمارا تخیل ہی فکر سے مل کر ایک تصویر یا ہیولیٰ قائم کر دیتا ہے اور اس کی رفتار ہمارے جذبات کو ابھار کر قوت عمل پیدا کر دیتی ہے۔

اس کی وجہ سے ہم کو دور کی سوجھتی ہے۔ جب ہمارے ان خوابوں کی تعبیر صحیح ہوتی ہے تو ہم کو خود اپنی قابلیت معلوم ہوجاتی ہے یہی ہم میں روح پھونکدیتی ہم کو چاق وچوبند بنادیتی اور بغیر زحمت اٹھائے اور وقت برباد کئے ہم کام کرنے لگ جاتے ہیں یہ ہماری امیدوں کو برلاتی۔ ہم میں ہمت وقوت پیدا کرتی ہم کو ہمیشہ مستعد رکھتی اور کاہلی سے بچاتی ہے۔ اور ہم ایک چلتے پھرتے تاربرقی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ذہن میں برقی لہر دوڑتی رہتی ہے جس کو ہم جذبات کہتے ہیں۔

بعض وقت یہ غیر ممکن ہوجاتا ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو بھول جائیں۔ اور انتہائی سرگرمی اور پھرتی سے کام میں منہمک رہیں۔ کبھی کبھی یہ خیال ستانے لگتا ہے کہ جس قدر محنتِ شاقہ سے ہم کو کام کرنا چاہئے۔ ہم نہیں کر رہے ہیں۔ ہم جلد تھک جاتے ہیں ہمارا دماغ پریشان ہوجاتا ہے اور اس لئے ہم کسی نقطہ پر دیر تک قائم نہیں رکھ سکتے۔

یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ دو مختلف جذبات جو ایک دوسرے کی ضد میں ہم میں کارفرما ہیں اور ہم نے خود اپنے آپ یہ اختلاف پیدا کرلیا ہے۔

اور یہ سب خرابی اسی کی وجہ سے ہے۔

علم النفس کے ماہرین کا یہ مشورہ ہے کہ گذشتہ حالات پر غور

کیا کرو۔ جہاں تک اس خرابی کی تہہ کو نہ پہنچو سوچ بچار کرتے رہو۔ گزشتہ سانحات کو دفن کر دینے کی فکر نہ کرو۔ بلکہ طریقہ یہ ہے کہ ذہن میں اس کو جگہ دو۔ تاکہ وہ عمر بھر ایک قسم کی خلش پیدا کرتے رہیں۔ سابقہ حادثوں کا مقابلہ جوانمردی سے کرو۔ ان سے خوف نہ کھاؤ اچھی طرح امتحان کر لو۔ اور خوب جانچ لو کہ کہیں پانی تو نہیں مر رہا ہے۔ اب یہ آپ کو زیادہ پریشان نہیں کریگا۔ یہ علم النفس کے ماہرین کا تصفیہ ہے۔ اپنی انتہائی قوت سے اثر پذیر کام کرنے کا یہی ایک واحد طریقہ اور کامیابی کا راز ہے ✣

خواہش یا اِحتیاج

کسی کام کو اچھی طرح کرنا۔
اسی کا نام کامیابی ہے۔
جو انسان کام میں تیزی کے ساتھ منہمک ہو جاتا ہے۔
تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی نا تربیت یافتہ آدمی نہیں
بلکہ ایک سرگرم انسان ہے۔
اسی وجہ سے وہ قوی ہے ہر چیز پر قادر، اور ہر جگہ اُسکی رسائی ہے
کامیابی نام ہے حرکت کا۔
مگر یہ تخیل سے بالاتر چیز ہے۔ کیونکہ نرا تخیل ایک غیر منفعت بخش چیز ہے۔ اگر انسان محض خیال کیا کرے اور ساتھ ہی ساتھ اُس پر عمل نہ کرے تو وہ دنیا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تخیل ایک الگ چیز ہے اور کام ایک جُدا چیز۔
تنہا ذہن کامیابی کا ضامن نہیں ہے۔
کوئی چیز ہم سے کام لیتی اور ہم کو ہمیشہ متحرک رکھتی ہے ہم ایک لمحے کے لئے بھی خاموش بیٹھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم کو ہمیشہ کسی نہ کسی چیز کی ضرورت رہتی ہے۔

ہماری جو کچھ ضروریات ہوں اگر وہ پوری ہو جائیں تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں گے اور کوشش کرنا چھوڑ دینگے۔ مگر ہماری ضروریات اور خواہشات کبھی پوری نہیں ہو سکتیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

ہم اپنی تمام زندگی کھانے پینے کپڑوں کی فراہمی مکان کی تعمیر عیش وعشرت اور شان وشوکت وغیرہ میں صرف کر دیتے ہیں۔

ہم کو زندگی میں کافی مسرت اور خوبصورتی نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ ضروریات اور احتیاجات انسان کیلئے ضروری ہیں۔

اگر یہ نہ ہوں تو نہ ہم کام کر سکیں گے اور نہ زندگی کا لطف اٹھا سکینگے۔

ذرا اس پر غور کیجئے!

ہم اس وجہ سے خوش دل ہیں کہ ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں اپنی زندگی پر ایک نظر ڈالئے آپ محسوس کرنے لگیں گے کہ

آپ کام کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ نے بغیر بلائے اپنے آپ کو وہاں پہنچا دیا ہے۔

اب آپ اپنے کاروبار۔ ضروریات، احتیاجات کو چھوڑ نہیں سکتے مگر حقیقت یہ ہے کہ کیا آپ ایسا کر بھی سکتے ہیں؟

فرض کیجئے کہ خدانخواستہ کسی اندوھناک مصیبت میں مبتلا ہو جائیں یا صحت خراب ہو کر آپ کی طبیعت بیٹھنے لگے۔ اور آپ کو زندگی کا کوئی لطف نہ آئے تو کیا آپ نہ چاہیں گے کہ جان دے کر اس بلا سے

چھٹکارا حاصل کریں۔ اسی کیفیت کو غالب نے ادا کیا ہے۔

(شعر) اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے!

حیات اور خواہش ہستی اور احتیاج توام ہیں۔
ہماری حاجتیں ہم کو آگے بڑھاتی ہیں، ہم کو اور ہمارے اجداد کو انھوں نے ایسا بنا دیا ہے جیسے کہ اب ہم نظر آ رہے ہیں۔
اگرچہ کہ ارسطو اور پی اسٹمنتھ اس کو نہیں مانتے تھے۔ مگر ان کو بھی حاجتیں ستاتی تھیں۔
ہماری حاجتیں ہماری زندگی کے سنوارنے میں بڑا حصہ لیتی ہیں یا وہ گیند کو گھماتی رہتی ہیں۔
ہم بے قرار رہتے ہیں۔ ایک نہ ایک بوجھ ہمارے دماغ پر رہتا ہے اور کچھ کئے بغیر چین نہیں پڑتا۔
یہی حاجتیں ہیں جو ہم پر سوار رہتی ہیں۔
ہم چاہتے ہیں کہ کسی قیمت پر بھی اس سے خلاصی ملجائے۔ مگر لا حاصل! ۔ ہم دوسری طرف نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو ہر طرف یہی تماشے نظر آتے ہیں آخر میں ہماری نظر اس پر پڑتی ہے جس کی ہم کو خواہش ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے خواہشوں کو مغلوب کر دیا اور ہماری خواہشیں مردہ ہو گئیں۔ مگر نہیں ہم غلطی پر ہیں۔
خواہش یہی کام کی ابتدا ہے۔

آپ خیالات دوڑانے لگتے ہیں۔ بار بار سوچتے ہیں گو آپ کو کچھ نظر نہیں آتا مگر دل میں ایک تپش سی رہتی ہے۔

یہی خلش خواہش ہے جس کو ابتدا میں کوئی بوجھ نہیں سکتا اور یہ اندر ہی اندر نشو و نما پاتی ہے۔

حقیقت میں خواہش اور کام ایک ہی چیز کے دو حصے ہیں آپ کا جوش و خروش خود اس خواہش کا جواب ہے۔

علم النفس کے ماہرین ہم کو یہی مشورہ دیتے ہیں۔

ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ یہ خواہشات اتحادِ عمل پیدا کریں بعض وقت اس میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ اور وہ ہم کو حاجتمند بنا دیتے ہیں۔ اِس لیئے کہ آپ کی خواہشوں میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔

مثلاً آپ روٹی بھی کھانا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کو بچانا بھی چاہتے ہیں۔ مگر اب ہم کو صاف طور پر معلوم ہوا کہ خیال ہم کو کیوں ستاتا ہے۔

اگر خواہشوں میں تضاد پیدا ہو جائے تو ہم کوئی کام نہیں کر سکتے ہم کو چاہیئے کہ خواہشات میں یک رنگی اور اتحاد پیدا کریں اور ہنسی خوشی سے کام کریں ایسی صورت میں اپنے کام سے ہم مستفید ہو سکتے ہیں اور ہر جگہ ہماری رسائی ہو سکتی ہے ✣

اَچھّے یَا بُرے اَطوار

کیا ہم سنجیدہ بننا چاہتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ آپ نے اب تک عاقِ نظر تمام چیزوں کے اندرونی خوبیوں کو سمجھنا شروع کر دیا ہو مگر اسکو پیش بینی کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ " بعد از خرابی بصرہ خواجہ بیدار شد " کا مصداق ہے۔

اب آپ یہ کہینگے کہ "کیا ادیا داں رسی" میں جانتا ہوں اور دن بدن کیوں زیادہ مصیبت میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ مگر باوجود اس کے پرانی عادتیں کوئی چھوڑ نہیں سکتا۔ میں دَل دَل میں پھنسا ہوا ہوں جس قدر کوشش اس دَلدَل سے نکلنے کی کرتا ہوں اور دھنستا جاتا ہوں۔ اب کوشش فضول ہے۔ یہ بیل منڈوے چڑھتی نظر نہیں آتی۔ مگر اپنی روش کو بدلنا آپ جس قدر مشکل سمجھ رہے ہیں اتنا مشکل نہیں ہے۔

محض اپنے آپ کو ایسا کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔

اپنے آپ کو اس کے نزدیک لانا ہے۔

آپ کو خود اپنے آپ سے زیادہ واقف ہونے کی ضرورت ہے ہم جو کچھ کیا کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں! لٹو کیوں گھومتا ہے اُس کو

کس نے گھمایا۔

شاید آپ کہنے لگیں کہ میری قوتِ ارادی کمزور ہو چکی اور دم توڑ رہی ہے۔

مگر آج ہم کو قوتِ ارادی کی ماہیت معلوم ہو چکی ہے۔

مثلاً زمین پر پڑے ہوئے تختہ پر کون نہیں چل سکتا؟ ایک بچہ بھی اُس پر آسانی سے چل سکتا ہے۔ مگر اسی تختہ کو کسی عمارت کی چھت پر رکھ دیا جائے جو مکان کی چالیسویں منزل پر ہو تو کیا اب آپ میں اتنی ہمت ہے کہ اس پر چل سکیں؟۔ چاہے آپ کتنی ہی قوتِ ارادی سے کام لیں۔ مگر آپ ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکیں گے۔ آپ کو جلد محسوس ہو جائے گا کہ آپ کا قدم نہیں اٹھ رہا ہے۔ دراصل بقول ڈاکٹر "کوئی" قوتِ متصورہ نے آپ پر قابو پا لیا ہے۔

آپ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ کھڑے ہو نہیں سکتے آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے گھٹنے لڑکھڑا رہے ہیں اور ایک دھڑاکے کی آواز کے ساتھ چالیس منزل کی اونچائی سے ایک بم کے گولے کی طرح آپ زمین پر آ گریں گے۔

یہی حالت عادتوں کی بھی ہے۔

آناً فاناً آپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ آپ بالکل مختلف کام کر رہے ہیں۔ آپ اس کو خیال میں بھی لا نہیں سکتے اور تخیل محرک

جلنے سے قبل ہی فعل آپ سے خود بخود سرزد ہو جاتا ہے۔ بہر کیف بھولئے نہیں وہم آپ پر مسلط ہو چکا ہے کوشش کیجئے اور اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ لیجئے۔

ان صفحات پر آپ ایسے بہت سے مشورہ پائیں گے جن کو آپ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے جس وقت آپ ان پر عمل شروع کریں اسی وقت سے آپ کی زندگی میں انقلاب پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔

"وہم کی دوا لقمان کے پاس بھی نہیں" وہم کی وجہ سے آسمان بھی پھٹا ہوا نظر آئے گا۔ یہاں آپ کو بری طرح وہم کے پھندوں میں پھانس کر جکڑ دیا گیا ہے۔

"گولی ور" جس مشکل میں پھنسا ہوا تھا اس سے نکل نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بے دست و پا چت پڑا ہوا تھا۔ اور اس پر کوتاہ خیالی اور پست ہمتی نے غلبہ پا لیا تھا۔

جن عادتوں کی آپ کو ضرورت نہ ہو ان کو بالکلیہ دور کر دو کیونکہ حقیقت میں وہ خراب اور ضرر رساں ہیں نئے راستہ کا نقشہ ذہن میں قائم کرو جو آپ کے واسطے سر دست اور ہمیشہ کے لئے کارآمد ہوگا تکلیف برداشت کرو اور اس جدید نقشہ کو دن رات اپنے سامنے رکھو جب تک کہ وہ اپنے حقیقی رنگ میں نظر نہ آنے لگے۔

یہ نقشہ آپ کی زندگی پر گہرا اثر ڈالے گا۔ یہ آپ کے ہر کام کے

وقت اور ہر مقام پر سامنے موجود رہے گا۔ آپ کو محسوس ہو جائیگا کہ نیا راستہ اور نئی زندگی کے سوا اب کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔

اب جو کچھ بھی کرنا چاہیں یا جو بھی کرنا چاہیں گے اس کام میں تلوار کی دھار کی طرح تیز رہیں گے۔

پھر ایک بار غور کیجئے کہ پہلے کی خراب اور مضر عادتیں آپ کو گھیری ہوئی تو نہیں ہیں!

وہ دن اب گزر گئے۔

جب آپ پاک صاف اور دلکش تھے۔ آپ کی جلد بدن سینگ کی طرح سخت نہ تھی۔ داغ دھبے پھوڑے پھنسیاں نہ تھیں اور نہ یہ مار کے نشان تھے جنھوں نے اب آپ کو ایک دہشت زدہ پاپی بنا دیا۔

اس زمانے میں آپ ایسے تھے۔

اب بھی آپ ویسے ہی ہو سکتے ہیں اور ہمیشہ رہ سکتے ہیں۔ یہ خود آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ آپ کا کام ہے۔ اسمیں مطلق شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

جن عادتوں کے آپ مبتلا شی ہیں اور جن کی وجہ سے یہ تمام شورش بپا ہے۔

یہ نفرت انگیز غلاظت۔ "لاحول ولا قوۃ" توبہ توبہ اس کو دور کردو اور کبھی بھی اس کے قریب نہ جاؤ۔ بھر حال اس کا یہی حشر

ہونا چاہئے۔ کیوں ایسا ہی ہے نا؟
چلئے اِن کو دور کر دیا گیا!۔
آؤ اُن کو پیچ و تاب کے ساتھ جہاں سے وہ آئے ہیں اسی پستی میں دھکیل دو۔
آزاد۔ آزاد۔ آپ ایک وقت آزاد تھے۔ واقعی ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ہزاروں سال قبل ایسا ہوا ہوگا۔ خدا ہمیں کامیاب کرے۔ آزادی آپ کے ہاتھ میں ہے۔
حضرت سلیمان نے آپ کو پابہ زنجیر کر دیا ہے۔
محض لغو۔ بالکل غلط ہے۔ اس وہم کے قفل کو توڑ دو۔
اس مفروضہ زنجیر کے ٹکڑے کر دو۔ اب اپنے آپ کو دوبارہ آزاد پائیں گے۔
ہر چیز کے لئے وقت مقرر ہے۔ "کُلُّ اَمرٍ مَرھُونٌ بِاَوقَاتِھَا"
زندہ تصور آپ کے سامنے کھڑی ہے۔
کیا اس کو حقیقی صورت میں دیکھنا چاہتے ہو۔
"کوئی" کہتا ہے۔ کیوں نیا راستہ۔ نئی زندگی ہمارے لئے بہتر ہے اس کی وضاحت کرو۔
اس کے لئے کس قدر مدت درکار ہے۔ دراصل اس کا دارومدار آپ ہی پر ہے۔
واقعہ یہ ہے کہ جو انقلاب ہوئے وہ نہایت اچھے ہیں اِس میں

کسی کلام کی گنجائش نہیں ہے۔

عادتیں جو ہر طرح وبالِ جان تھیں نہ پہلے ہم میں تھیں اور نہ اب ایک لمحہ کے لئے بھی رہنا چاہیئے۔

اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

ورنہ یہ جراثیم آپ کو بیمار کر دیں گے۔

اُن کو قطعی طور پر ہمیشہ کے لیے تباہ کر دو۔

آپ سے یہ ممکن ہے اور یہی "کرئی" کا قول بھی ہے۔ آپ یہ کر سکتے ہیں۔ دوسرے جو آپ سے زیادہ خراب تھے۔ وہ اس سے نجات پا چکے ہیں۔

قوت آپ میں موجود ہے۔

اس پر پوری طرح یقین رکھیئے اور بھروسہ کیجیئے ❖

تیسرا باب

نیم شعوری شخصیت

تیسرا باب

نیم شعوری شخصیت

ہر ایک اعتدال پسند خیال کے ظاہری پہلو میں ایک بہت بڑا مسطح میدان غیر منطقی احساس کا پایا جاتا ہے جس میں حیرت انگیز اثرات۔ توہمات۔ احساسات اور باطنی تحریکات کے علاوہ اعتقادات و خواہشات بھی خوشی اور غمی کی بوقلمونی لئے ہوئے ہیں۔ یہ غیر معمولی ذہن۔ اکثر موقع پر سو جاتا ہے۔ یا محض غیر منطقی خیال جو ان کے دماغ میں بے اصول طریقہ پر قائم ہوا ہے اس میں جزوی طور پر تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ مگر کسی حقیقی اور اہم واقعہ کو جو ذاتی طور پر اہمیت رکھتا ہو انسان سے مس ہونے دو تو وہ ایک لطیف پیٹ کی طرح اڑ جائیگا اور یہ باطنی قوت ردّ عمل کے لئے اچھل پڑے گی۔

اسی میں سے تخلیصی ہیجان۔ تعمیری اور انتظامی علامات رونما ہوتے ہیں۔ مختصرتاً قابل شخص وہی ہے جو آسانی کے ساتھ غیر شعوری حدود سے گزر جاتے۔

وہی اِس متاع سے مستفید ہو سکتا ہے جس کا اندرونی
ذہن زائل نہیں ہوا ہے۔ اور نہ مسخ ہو کر بے مصرف
بن گیا ہے۔

" ڈیویڈ سی بری "
" ان ماسکنگ دی مائینڈ "

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

آپ کو "شکسپیئر" کے ڈرامے (ہیملٹ) "خونِ ناحق" کا علم تو ہو گا۔

جس میں ایک نوجوان شہزادے ہملٹ نے اپنے والد کو پُراسرار طریقہ پر کھو دیا تھا۔ اور اپنی ماں کو اس سانحہ سے افسردہ نہ پا کر اور میت کا کھانا ٹھنڈا ہونے کے قبل ہی عقدِ ثانی کرتے ہوئے دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گیا تھا۔ اس افسوس ناک سانحہ کو بہت زیادہ مہیب اس کے سوتیلے باپ نے بنا دیا تھا۔ کیونکہ وہ بے انتہا بُرا تھا۔ جتنا کہ ہملٹ کا باپ اچھا تھا۔ چنانچہ ہملٹ نے اپنی ماں سے کہا کہ ان دونوں میں کچھ بھی مناسبت نہیں ہے اس تصویر کو دیکھو اور پھر اس صورت کو اس میں اتنا فرق ہے جتنا کہ ہیپریاں اور ساطیر یعنی مردِ صالح اور بوالہوس میں۔

"ہیپریاں" جو عالم افروز ہے نہایت آب و تاب سے روشن ہے اس کی نورانی تجلی جان بخش زخم کو مندمل کرنے والی کیمیائے صحت اور قوت بخشنے والی ہے۔ سب اچھی چیزوں کا وہ سرفراز کرنے والا ہے مگر ساطیر جو بہائم صفت ہے۔ ہر مہذب اور ہر شائستہ شخص اس سے

احتراز کرتا ہے۔ جو ہولناک۔ غیر مہذب۔ بے ہودہ اور ذلیل ہے۔
آپ کے اور میرے دونوں کے لئے یہ صداقت آمیز مثال کارآمد ہے۔ ہم اپنے نفس پر قابو پاکر "مہیر باں" یعنے مردِ صالح بن سکتے ہیں۔

ہم اپنے ظاہری حالت سے جیسا کہ نظر آتے ہیں زیادہ ہیں۔ ہم میں جو خوبیاں مضمر ہیں اس سے واقف ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بدترین پہلو سے بھی ناواقف نہیں ہیں۔ ساطیر۔ (بوالہوس پوشیدہ غار میں چھپ کر اپنے چہرے کو مضحکہ خیز بنائے ہوئے ہم آپ پر نظر ڈال رہا ہے۔ ہم علانیہ طور پر "ساطیر" کے نوکدار سینگ اور اس کا پھولا ہوا پیٹ دیکھ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ "ساطیر" کا آدھا جسم انسان کا اور آدھا بکرے کا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب کو اگر تھوڑا سا موقعہ ملجائے تو اُس سے بھی بازی لیجا سکتے ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ڈنمارک کی سلطنت میں کچھ خرابی ضرور ہوگی۔ باوجود اسکے ہم اپنی اصلاح کیلئے کوشش نہیں کرتے۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی اور نہ یہ معقول دلیل ہوسکتی ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہے۔ یہ تو بالکل "ساطیر" جس میں شوریدہ بھری ہے۔ جو لہلہاتے ہوئے باغ کو کچل رہا ہے۔ اُس کی کیاریوں کو برباد کر رہا ہے۔ اور

اپنے سُم سے پھولوں کے تختوں کو پامال کر رہا ہے۔ پودوں کو اکھاڑ دیا ہے۔ مختصر یہ کہ اس نے ایک ہنگامہ اور شورش مچا رکھے ہیں۔
مگر ہم اس کی خوب خبر لینگے۔ ایسی خبر کہ وہ اپنی حیثیت معلوم کر لیگا۔
مگر افسوس ہے کہ ہم مخفی طور پر "ساطر" سے بہت زیادہ مانوس ہیں۔ اُس کے بے حد گرویدہ ہیں۔ جانتے ہیں کہ وہ ہم کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم میں جرأت نہیں ہے کہ اُس کو سنگسار کر کے داخلِ جہنم کر دیں۔
جب کوئی اپنی منزل پر پہنچ کر اپنی رفتار پر غور کرتا ہے۔ جب اسکی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس کی چال کیسی رہی۔
محسوس کرتا ہے کہ اس کی آبرو خاک میں مل گئی سفر کا سارا مزا کرکرا ہو گیا۔ وقت برباد اور خراب ہو گیا اور وہ چلانے لگا کہ اُس نے غلط اندازہ کیا تھا۔ اُس کی حالت شیخ چلی کی سی ہو گئی۔ جو بازار میں جا کر لُٹ گیا تھا۔

اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ کوئی عقلمند دیدہ و دانستہ اپنی تباہی اور نقصان کو گوارا نہیں کریگا۔ ہر وہ قیمتی لمحہ جو صرف ہو رہا ہے اُس کی وہ پوری قیمت چاہتا ہے۔
گو آپ ہم اپنی زندگی کا اس طرح ستیاناس کرنا نہیں چاہتے مگر ہمارے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا ناس ہو رہا ہے۔ (ع)
"گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"

وقت کی قدر ضروری ہے۔ یہ وہ گرانمایہ جوہر ہے جو ایک بار ہاتھ سے چلا جائے تو پھر نہیں ملتا۔ لُطفِ حیات اور لذّتِ زندگی اٹھانا ہو تو وقت کی قدر کرو۔ مشغولیت ہی انسانی زندگی کی محافظ ہے

اس پر سنجیدگی سے کیوں غور نہیں کرتے اس کو ایک دلچسپ موضوع بنا لو اپنے بہترین خیالات اور کوششوں کو اس جانب منعطف کر لو۔

مقصدِ حیات پر غور کرو۔ اور خاص طور سے اپنی زندگی کی دیکھ بھال کرو کہ۔ کیا یہ منفعت بخش طریقہ پر گزر رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو بقول ایک کاروباری شخص کے کہ ایسا کیوں نہیں ہے جب کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو ہم کو نہایت توجہ سے اُس کا پتہ چلانا چاہیئے کہ نقص کہاں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کارخانہ یا دوکان پر کام کرتا ہو تو وہ حسبِ توقع مال کی نکاسی اسی وقت کر سکتا ہے۔ جب کہ وہ اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہو۔

یہی طریقہ زندگی کی خوش گزرانی کا ہے۔ بڑے بڑے دانشمند جنھوں نے زندگی کا بڑی باریکی سے مطالعہ کیا ہے مثلاً ارسطو پلاٹو۔ مہاتما بدھ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

پہلے ہم کو اپنی ذات سے واقف ہونا چاہیئے اور یہی ایک راز سربستہ ہے۔ ہم کو کوئی چیز اپنے آپ سے پوشیدہ نہ رکھنی چاہیئے۔ اُسی وقت ہم کچھ کر سکتے ہیں یعنے واقعات اور حالات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اور فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طرح اب ہم اپنے ذاتی امتحان تک پہنچ چکے ہیں۔
مگر امتحان ابھی باقی ہے۔
آج ہی سے شروع کردو۔
ہر رات کو سونے سے پہلے چند منٹ اس پر صرف کرو اور اس کا اطمینان رکھو کہ یہ لمحات تمھاری زندگی کے بہترین لمحے ہوں گے۔ خودرائی چھوڑ دو۔ اپنے آپ پر ایک اجنبی کی طرح محققانہ نظر ڈالو۔ اگر ممکن ہو سکے تو نہایت سختی و تندی سے اس کام کو کرو۔ اس وقت اپنے عذرات پیش نہ کرو۔ اب موقع ہاتھ آچکا ہے، اس طریقہ کو کام میں لاؤ۔ ساطیر کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھو۔ اس پر شرماؤ۔ کہ ایسا درندہ تم پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہے۔
آج ہی رات سے ایسا کرو ہر شب کو اپنی دن بھر کی زندگی کا موازنہ کر لیا کرو۔
یہ آپ کے دماغ کو آسائش دیگا۔ اور آپ کی قوتِ ارادی کو مزید تقویت پہنچائے گا۔
بعض لوگ روزانہ ڈائری میں اپنی زندگی کی بدنمائی، اخلاقی کمزوری کوتاہی اور عیبوں کو حوالۂ قلم کیا کرتے ہیں۔
جس سے ان میں جسارت اور اعتمادِ نفس پیدا ہو جاتا ہے۔
امتحان کو اس ارادہ سے ختم کردو اور قطعی طور پر فیصلہ کرلو کہ اب خرابیوں کی دل سے اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے حتی الامکان کوشش کرونگا۔

دو نفوس

کُندم در نفسِ اَمّارہ خوار اگر ہوشمندی عزیزش مدار

ہم کو شعور ذاتی نہیں ہے۔
ہم نہیں جانتے کہ یہ نفس کی مشین کس طرح چل رہی ہے اس کو کس طرح چلانا چاہئے۔ یہ ہم کو کیسے معلوم ہو سکے گا۔
کم از کم ہم نفس کو اپنے حسبِ مرضی کس طرح چلا سکتے ہیں۔
وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم اس سے واقف ہیں تو انہوں نے اپنی قوت ارادی کو مغلوب کر لیا ہے۔
ان کا بیان ہے کہ یہ وہ قوت ہے جو کام کرنے پر ہم کو مجبور کرتی ہے۔ یہ قوت کسی نہ کسی طرح بہت سے طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ کام کرنیکا نکال لیتی ہے۔
قوتِ ارادی خود اس کا انتخاب کر لیتی ہے۔
پسندیدگی اور رضامندی یہ ہمارا اصول ہونا چاہیئے صحیح طور پر پسند کرنا سیکھو۔ یہ اہم داعلیٰ خیال ہے۔ مگر آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ قوتِ ارادی ہماری رہبری نہیں کر رہی ہے۔

چند نظائر دیکھو۔ مثلاً نفرت انگیز نشہ بازی یا مجنونانہ قماربازی جس کے لئے وہ مجبور و معذور ہیں بعض لوگ اس کو بالارادہ نہیں کرتے کوئی چیز اس میں ضرور کارفرما ہے۔ کوئی قوت ان کو مجبور کرتی ہے کبھی قوت ارادی ہستی میں جاگراتی ہے جیسے ایک نادان بچہ کسی تیز رفتار گھوڑے کے سامنے ڈگمگارہا ہو۔ چاہے یہ چیز یزدانی طاقت ہو یا اہرمنی قوت۔

کوئی ایسی چیز جس کا ہم کو وہم و گمان نہیں کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہم پر حکومت کرتی ہے۔ دراصل یہ ہی عین نفس ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ ہم میں دو نفوس کارفرما ہیں۔

ایک بالکل غیر مانوس۔ جب ہم بیدار رہتے ہیں تو اس سے واقف ہوتے ہیں۔ یہ نفس خود بخود اپنا کام کرلیتا ہے۔ یہ ایک جگمگاتی ہوئی تماشا گاہ ہے جس کے اسٹیج پر تماشہ ہو رہا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں جب ہم پوری طرح مستعد و بیدار ہوں تو دوسری قوت بھی ہمیشہ کے لئے موجود رہتی ہے۔ مگر ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔

اسے کیونکر دیکھ سکتے ہیں؟

حقیقت میں ہم بھان متی کا کھیل دیکھ رہے ہیں۔

دوسرے نفس کا کام روشنی کے لئے بٹن دبانا ہے جس کی وجہ سے سرخ نیلی اور سبز روشنی نمودار ہوتی ہے۔ تاروں کو کھینچا جاتا ہے پتلیوں کو نچایا جاتا ہے۔ اور منظروں کو بدلا جاتا ہے۔

بغیر اس نفس کے کوئی تماشا ہی نہیں ہو سکتا۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہاں نفس موجود ہے۔
اس نفس کو تعلیم دینا چاہیئے۔ اگر یہ نفس اچھی طرح کام کر رہا ہے تو تماشہ جاری رہیگا۔ یہ ایک بہت بڑی نمائش ہے۔ یہ جملہ ہر ایک کی زبان سے نکلیگا۔
یہ نفس بہت جلد سیکھتا ہے جس طرح ایک چالاک ستیز طبع بھولا بھالا بچہ۔
واقعی یہ بہت تیز ہے۔ دنیا میں اس کی آنکھیں عقاب جیسی ہیں۔
یہ ہر چیز کو دیکھ لیتا ہر چیز کو یاد رکھتا ہے اور کسی چیز کو نہیں بھولتا ہے
یہ ہر چیز پر یقین رکھتا ہے۔
اور جس پر یقین رکھتا ہے وہ حقیقت ہو جاتی اور وقوع میں آجاتی ہے
ہمارے جسم و ذہن سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے اس میں اس نفس کا ہاتھ ہے
وہ واقعات ہو کر ہی رہتے ہیں کیونکہ نفس ان کے ظہور پر بھروسہ رکھتا ہے
ڈاکٹر (" کوئی ") کہتا ہے کہ آپ کو صرف یہ کرنا چاہیئے کہ نفس پر قابو رکھیں۔ ذاتی اعتماد اور خود تاثیری پیدا کریں۔ اس کا تعلق خواہ آپ کی ذات سے ہو یا کسی دوسرے سے۔
اس کے معنی ہیں تسخیر قلوب۔ اس کے ذریعے سے ہم جس کو چاہیں مسخر کر سکتے ہیں۔
اس حقیقی نفس کی بدولت ناامیدی۔ بے لطفی اور ناقص خیالات

وجذبات کو دور کیا جا سکتا ہے۔

نفس لوامہ ہم کو زندگی، تندرستی اور قوت بخشتا ہے۔ اس سے ہر واجبی چیز جو قرین عقل ہو اور جس کی ہم کو خواہش ہو مہیا ہو جاتی ہے۔

مگر دوسرے نفس یعنی امارہ کو اندر داخل نہ ہونے دو۔

یہ تمام خرابیوں کو پیدا کر دیتا ہے۔

نفس امارہ کو بھول جاؤ۔ علیحدہ کر دو۔ دفن کر دو۔ مگر اس کو مارنا بہت مشکل ہے۔ استاد ذوق نے خوب کہا ہے۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

نفس لوامہ کے حکم پر عمل کرو۔ اس پر بھروسہ رکھو "ہر روز میں بہتر سے بہتر ہو رہا ہوں" اس کلمہ کو آہستہ آہستہ کہو جس طرح کہ مالا جپتے یا تسبیح پڑھتے ہیں۔ دوسرا کوئی خیال دل میں نہ لاؤ۔ اس پر کامل بھروسہ رکھو حقیقت میں یہ نفس پہاڑ کو چور چور کر سکتا ہے۔

ہم نے ڈاکٹر "کوئی" کی بتلائی ہوئی اس مشق میں ہر روز اچھا ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

خفیف شعوری

ہم اپنے آپ کو جیسا سمجھتے ہیں اُس سے بہت زیادہ برتر ہیں۔
ہم میں جو کچھ اچھائی ہو یا بُرائی اس کی موجودگی کو ہم اچھی طرح محسوس نہیں کرتے۔

مگر اُن کا وجود وہاں ضرور ہے۔ اور فی صدی ننیانوے حصے ہم اس خیال میں مبتلا ہیں کہ ہم بالکل آزاد ہیں۔ جو جی چاہے خیال کر سکتے ہیں۔ اور جیسا چاہیں تصور کر سکتے ہیں۔ اور جہاں تک علم ہے ہمارے کاروبار کے ہم مالک ہیں۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں اس میں کوئی دوسرا دخل نہیں دے سکتا۔ باوجود اس کے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جس کے لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم کرنا چاہتے ہیں مگر ہم کر نہیں سکتے۔

ہم دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ایک حصہ کہتا ہے کہ ہاں ہم کو یہ کام کرنا چاہیئے۔ دوسرے حصے کا یہ کہنا ہے کہ اس پر پورا یقین نہیں ہے اور رغبت بھی نہیں ہو رہی ہے۔ اور نہ یہ کسی کام کا ہے آسان نہیں ہے۔ دلچسپ ہے اور نہ صحیح و سالم۔ ہم دوسرے حصہ کی حرکات کا خیال و گمان بھی نہیں کرتے۔

مگر وہ ضرور کارفرما ہے۔ اور دن رات پس پردہ برابر کام کررہی ہے نہ اس کو رات میں چین ہے اور نہ دن کو اور نہ کبھی اس کی آنکھ جھپکتی ہے۔

مگر ہم کو اس کی موجودگی کا علم نہیں ہوتا۔

جب وہ کسی اور سے اختلاف رائے رکھتا ہے تو اس وقت ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ برائی ضرور ہے۔ اس وقت ہم بے چینی اور بے قراری محسوس کرتے ہیں۔ ہم بلا وجہ اپنی طبیعت بے لطف کرلیتے ہیں۔ یا ہم مضمحل اور کشیدہ خاطر ہوجاتے ہیں۔ ہمارا احساس پژمردہ ہوجاتا ہے۔ ہم مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ہم میں مستعدی باقی نہیں رہتی۔ ہم کو پستی محسوس ہوتی ہے۔ ہر چیز ہم کو تاریک نظر آتی ہے۔ اور بد سے بدتر دکھائی دیتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر چیز ہمارے خلاف ہے۔ ہماری طبیعت کسی کام کے لئے موزوں نہیں۔ زندگی گزارنے کے قابل نہیں۔ آخر میں ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اب کس لئے زندہ رہنا چاہئے۔ یہ خیال اس وقت ہم میں جاگزیں ہوتا ہے جب ہم انتہائی زوال اور پستی پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس وقت صرف یہی خیال دامن گیر ہوجاتا ہے کہ سنکھیا کا ایک بڑا خوراک یا طفنچہ کی ایک گولی۔ جو چیز پس پردہ ہم پر سوار ہے یہ اسی کا کام ہے۔ (مگر ہم اس سے واقف نہیں ہیں)

ڈاکٹر "کوئی" اس کو قوت متصورہ کہتے ہیں۔ ڈاکٹر "فرائڈ

ڈاکٹر جنگ" ڈاکٹر ایڈرل" اور "رائے شرووڈ" اور دوسرے اُسکو
بے خبری یا خفیف شعوری کہتے ہیں۔
ان کا کہنا ہے کہ ذہن تماشہ نمائی کا چبوترہ ہے۔
یہ ایک روشن اور شفاف چبوترہ ہے جہاں تماشہ کیا جاتا ہے۔
اور ہم اپنی نشستوں پر سے خیالات۔ توہمات۔ خوش دلی
متلوّن مزاجی کو متحرک ہوتے دیکھتے ہیں۔ مگر ہم صرف تماشہ کا دسواں
حصہ دیکھ سکتے ہیں کیونکہ جو کھیل ہم دیکھ رہے ہیں وہ پورے تماشہ کا
ایک نہایت مختصر حصّہ ہے۔
چشمہ نور کے احاطہ کے باہر کھلاڑی دکھائی نہیں دیتے۔ حقیقی
کھیل۔ اصلی واقعہ اندھیرے میں ہو رہا ہے۔ جو آنکھوں سے اوجھل ہے
اداکاروں کو ہم جانتے ہیں۔ مگر یہ صرف پرچھائیں ہیں۔
ایک مخفی شہنائی اور کمرہ رقص کا غیر محسوس عکس اور یہ سب ایسا ہی ہے
ہم کو خفیف شعوری کی خبر گیری کرنی چاہیئے۔ خود اپنے اور اُن
لوگوں کے لئے جن پر ہم اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہمارے افرادِ خاندان
دوست احباب اور وہ لوگ جن سے ہم ہر روز ملتے ہیں۔
ہر وہ چیز جو اسٹیج پر ظہور پذیر ہو۔ اور اندھیرے میں گم ہو رہی ہو
اُس کو آنکھوں کے سامنے دیکھو۔
بعض وقت ہم مجبور ہو جاتے ہیں۔
ہم ماحول کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ جو درست ہے مگر بالکل اور پوری

طرح درست نہیں بلکہ کچھ حصّہ، کیونکہ جہاں تک ممکن ہو ہم کو ماحول کی اصلاح کرنی اور اس کو سدھارنا چاہیئے۔

خاصکر بچّوں اور کام کرنے والوں کے مسئلہ میں یہ بہت ضروری ہے۔

زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ہم کس طرح ردِّ عمل کرتے ہیں۔

یہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

ہم ردِّ عمل کر کے بہتر بن سکتے ہیں۔ یا نقصان کے ساتھ رخصت پذیر ہو سکتے ہیں۔ اچھے آدمی اور برے آدمی کی ماہیت یکدوسرے سے ملتی جلتی ہے۔ سیرت، جبلّت ہر ایک کی تقریباً یکساں ہوتی ہے۔

جس طرف چاہے وہ اپنے آپ کو لیجا سکتا ہے۔ یہی فرق بہشت و دوزخ میں ہے۔

اس کا خیال رکھو کہ کوئی چیز خفیف شعوری میں ڈوب نہ جائے اور ہمارے ردِّ عمل کو ایسا نہ بنا دے جیسا کہ نہ ہونا چاہیئے۔

میلانِ طبع

جو شخص ترقی کرتا ہے اُس کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ ایک موزوں شخص موزوں جگہ پہ ہے۔

چونکہ وہ اپنے کام میں ماہر اور اس کو اپنے کام سے دلچسپی ہے اس لئے وہ ہر طرح اس کام کے لئے اور یہ کام اس کے لئے موزوں ہے۔ جو کام وہ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ اس میں اپنی پوری قابلیت صرف کر دیتا ہے یہی اُس کا میلانِ طبع ہے۔ وہ اپنے رجحان سے چل رہا ہے جس کی وجہ سے وہ پھل پھول رہا ہے۔

آپ بغیر میلانِ طبع کے کسی کام کے نہیں۔

ہر ایک کو یہ جلد یا بدیر معلوم ہو جاتا ہے۔

اسی ایک راستہ سے آپ کو گذرنا ہے۔ کسی دوسرے راستہ سے آپ جا نہیں سکتے۔

کوشش کر کے دیکھ لیجئے۔ بلا وجہ آپ پریشان ہو رہے ہیں۔

غالباً آپ غیر موزوں ہیں۔ جیسے گول خانہ میں چوکھونٹی چیز۔ آپ کام کرتے ہیں مگر یہ کام آپ کے پسند نہیں ہے۔ آپ اس شخص کی طرح کامیاب نہیں ہو سکتے جس کا رجحان اپنے کام کی طرف مائل ہو اگر آپ

اپنے کام کے انجام دہی کے لئے کوئی بہتر طریقہ اختیار نہ کرینگے تو کوئی کام عمدگی سے آپ نہ کر سکینگے۔ آپ تیلی کے بیل بن جائیں گے اور خواب میں بھی شاندار یا کامیاب انسان نہیں بن سکینگے۔

حقیقت یہ ہے کہ کامیابی درحقیقت اسی کا نام ہے کہ اپنے آپ کو اچھی طرح پہچان لیا جائے۔

اپنے عیب و ہنر معلوم کر لئے جائیں۔ اپنی قدرتی یا فطری صلاحیتوں کا پتہ لگا لیا جائے۔

آپ کس کام کو عمدگی سے انجام دے سکتے ہیں۔ کس کام سے آپ کو دلی لگاؤ ہے۔ اور کونسا کام آپ کے لئے دلچسپ ہے۔ کس کام کی طرف آپ کا دلی رجحان ہے۔ ایسے کاموں کی ایک فہرست تیار کر لیجئے اگر کوئی نابالغ آپ کی نگرانی میں ہے تو اس کا میلانِ طبع معلوم کرنے کی کوشش کیجئے اور دیکھئے کہ وہ کس کام کو عمدگی سے انجام دے سکتا ہے۔

"میلانِ طبع" کچھ نہیں صرف عمدگی و دلجمعی سے انجام دینے کا نام ہے کوئی ایسی چیز نہ ضرور ہے جو ہم کو کچھ نہ کچھ کرنے پر ضرور مجبور کرتی ہے اس کا تعلق ہم جو خیال کرتے ہیں یا جو کچھ عادتی طور پر سوچتے ہیں۔ اس سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ جذبہ ہے جو ہم کو بلندی پر اڑا لیجاتا ہے۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قوتِ ارادی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ہم خود بخود ایک طرف کھنچے جاتے ہیں اور ہم کو یقین ہے کہ ہمارے لئے یہ مفید ہے۔ اور ہمارا ذہن اس کے جانب متوجہ ہے۔

یہ اس طرح ہے کہ۔

ہمارا ذاتی خیال اس طرح کام کر رہا ہے جیسے کوئی پشتہ بن رہا ہے۔ یا کسی بوتل کے منہ میں کاگ لگایا جا رہا ہے۔ ہم نہ صرف وقت بلکہ کام کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ ذرا ٹھہریئے۔ دیکھئے کیا آفت آ رہی ہے۔ پانی سر سے اونچا ہو گیا طوفان بپا ہے۔ لہریں اور جھوک صحرائی جیسے حملے کر رہے ہیں۔ اگر ہمت ہے تو روک لو۔ یہ پشتے کو توڑ دیں گے اور چور چور کر دیں گے۔ پشتے کی پرواہ کیجئے ممکن ہے کہ یہ گھاس کا تنکا ثابت ہو۔ سیلاب کا مد و جزر شخصیت شعوری کو بہا دیگا۔ اور راستہ سے دور کر دیگا۔

بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایسی ہی چیز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو جیسا سمجھتے ہیں ویسے نہیں ہیں ہماری نظر بہت محدود ہے اور ہم بہت کم جانتے ہیں۔ دریائی برف کے تودے کا سواں حصہ صرف ہمارے علم میں ہے اور اس کو پوری طرح دیکھنے کی امید نہیں۔

شاید ہم محسوس کر رہے ہیں۔ اور اس احساس کے بغیر چارہ بھی نہیں رہتا۔

یہی ہمارا وہ نفس ہے جو ہر وقت بہ کار ہے۔

اور یہی ہمارے شعور میں سرایت کر چکا ہے۔

آپ اس کو روک کر صحت مند زندگی نہیں گزار سکتے۔

اسے مضبوطی سے باندھ لیجئے۔ چونکہ آپ بے دست و پا بن گئی ہو شفا خانے مریضوں سے بھرے پڑے ہیں واقعی خفیف شعوری نے مصری ممی کی طرح ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے ہیں۔ یہ عصبی بے چینی کے دورہ میں مبتلا ہیں ضعفِ اعصاب کی وجہ سے ملول حیران اور ششدر ہیں۔

ان کے حافظہ کو تاریک کر کے قوتِ ارادی کو بھی اپنی جنگل میں لے لیا ہے۔

جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ تمام مصیبت خفیف شعوری کی بدولت وقوع میں آئی ہے۔ اس کو جنگل میں لیجا کر دفن اور اپنی آنکھوں سے دور کر دو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسطرح وجہ انکاری یا جو کام نامکمل رہتا ہو اس کی وجہ جبر و تشدد۔ دباؤ ہیجان۔ غصہ کا دورہ۔ پریشانی۔ شرم سے چہرے کا عرق آلود ہونا۔ غیض و غضب۔ خود بخود و بلا وجہ پیدا ہو جاتے اور مٹ جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

اس کے یہ معنی نہ ہونگے کہ ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں اگر ایسا کرو گے تو برباد و تباہ ہو جاؤ گے۔ خدا ایسا نہ کرائے۔

ہمارا سب سے بڑا کام تو یہ ہے میلانِ طبع پر ہم کس طرح کار بند ہو سکتے ہیں اس کا پتہ چلائیں۔ اس کے بہت سے طریقے ہیں مگر ان میں ایک ہی ایسا ہے جس سے ہم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور اپنے

زریں جوہر کو آشکار کر سکتے ہیں۔

یاد رکھو کہ فطری مہارت وجدانی طور پر اندر ہی اندر نہایت مستعدی سے کام کر رہی ہے۔ اور یہی ہماری تحریک کا باعث بنتی ہے۔

اِس پر نظر رکھو کہ یہ سرگرمی۔ یا روز افزوں ترقی کہیں وبالِ جان یا صریح خطرہ کی چیز تو نہیں ہے۔ دیکھو کہ اِس کی کلیں برابر کام کر رہی ہیں یا نہیں۔

اور اس کو برابر چالو رکھنے کا طریقہ معلوم کر لو۔

اس کو بذاتِ خود کام کرنے دو۔ یہ خود بخود کرے گا۔

مگر یہ اندرونی فطری صلاحیت کس طرح کام کرے گی۔ اسی پر زندگی کے عظیم الشان کارناموں کا دارومدار ہے ❖

خود تاثیری

آپ کا یہ خیال ہے کہ دوسروں کو مسخر کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بہترین تصور ہے۔ اس کی وجہ سے آپ بہت جلد ترقی کر سکیں گے۔

مگر یہاں ایک چیز اس سے زیادہ اہم اور مقدم ہے۔

وہ یہ کہ آپ خود اپنے آپ کو کس طرح مسخر کر سکتے ہیں؟

اور یہی سب سے قریب ترین راستہ کامیابی کا ہے۔ اس کو حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کرو۔

آپ خود اپنے آپ کو بنا اور بگاڑ سکتے ہیں۔

آپ کل کیا بنیں گے۔ وہ آج پر منحصر ہے۔

تاثرات بذات خود کوئی مستقل چیز نہیں۔ وہ عکس ہے سبب یا علامت کا اس عقیدے کو اگر آپ کھول لیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ تاثیر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ وہ ایک علمی چیز ہے جس قدر گہری نظر ڈالو گے اسی قدر صاف طور پر ظاہر ہو جائیگا کہ تاثیر عجیب وغریب طور پر اس طرح پیدا ہوتی ہے جیسے آپ کا پایا تہ یعنی جرّاب۔

مگر نفس کے ایسے حصے بھی ہیں جن کو آپ متاثر نہیں کر سکتے

کوشش کرکے دیکھ لیجئے وہ آپ کی رسائی سے باہر نظر آئیںگے مثلاً آپ کے دل کی دھڑکن۔ فراموش کاری جسمانی یا دماغی زخموں کا اندمال۔ ہر چیز خود بخود اپنے وقت پر ہوتی رہیگی۔ چاہے آپ اس طرف توجہ کریں یا نہ کریں۔ البتہ توجہ سے غیر معمولی طور پر جلد صحت و درستی نہ ہو گی۔ لیکن بہ وقت خود بخود ہو جائے گی۔ اس طرح نفس خود آہستہ آہستہ ثابت قدمی سے اپنا کام کرتا رہیگا۔

اس کے علاوہ چند ایسے کام کاج اور معاملات بھی ہوں گے جن پر آپ کو کامل طور پر عبور حاصل ہو۔

مگر بغیر آپ کے ارادے اور رضامندی کے ان کا وقوع میں آنا ممکن نہیں۔

تاوقتیکہ آپ اپنی مرضی سے کام لے کر ان کو ظہور میں نہ لائیں کسی ایک راستہ کا آپ ضرور انتخاب کریں گے۔ وقت مقررہ پر بیدار ہونگے یا جان بوجھ کر دیر کرینگے۔ آپ دوائیں گے یا پینے کے بجائے رکھ چھوڑیں گے۔ دونوں میں سے کسی ایک بات کو آپ پسند کرینگے اس انتخاب کے آپ مختار ہیں۔ آپ ان باتوں سے خود اپنے کو اثر پذیر کر سکتے ہیں۔ چند چیزیں ایسی بھی ہیں جو خود کار ہیں۔ اور چند آپ کی مرضی کے تابع۔ مثال کے طور پر سانس کو لیجئے۔ اصلاح یعنے خط بناتے وقت کوئی خیال ذہن میں آئے۔ یا کسی شخص یا شئے یا کام کا تصور پیدا ہو تو آپ کا ذہن کام کرنا شروع کر دیگا۔ چونکہ

آپ خود اُس کی حرکت کے باعث نہیں ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کہیں گے کہ یہ خود حرکتی ہے۔ تاہم اگر آپ چاہیں تو اپنی مرضی سے کام لے کر سانس کو روک سکتے ہیں اور خط بنانے کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر ذہن سے دوسرے خیالات کو نکال باہر کر سکتے ہیں۔

لازمی طور پر ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ہم اعضاء و ذہن کو متحرک کر سکتے ہیں مگر اِن دونوں میں کس قدر نمایاں اختلاف ہے۔

رخسار اور کندھوں کو لیجئے۔ بظاہر یہ دونوں جُدا جُدا دکھائی دیتے ہیں۔ مگر دونوں اکھٹے ہو کر اپنا اپنا کام کرتے اور اپنے اپنے فرایض کو انجام دیتے ہیں۔

جب تک کہ ہم صحیح و تندرست ہیں وہ بہرصورت مِل جل کر کام کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی ہیں۔ ہیں۔ ذہن خود بخود کام کرنا بند نہیں کرتا۔ اور نہ اعضاء۔ وہ مِل جل کر کام کرتے ہیں کسی نہ کسی طرح جسم کو ذہن کے ساتھ توقع سے زیادہ لگاؤ ہے۔

اِس لئے اگر جسم بیمار ہے تو ذہن کو بھی بیمار کر دیگا۔

آپ نہیں جانتے کہ مریض کے مزاج کی کیا کیفیت ہے؟

دوسری طرف اگر ذہن پراگندہ ہو جائے تو اس کا مُضر اثر جسم پر بھی مترشح ہوتا ہے۔ جب آپ متفکر پریشان یا ناخوش ہوں گے تو آپ کا مادی وجود بھی یعنے جسم بھی مضمحل ہو جائے گا۔ آپ کی بھوک غائب ہو جائے گی اور آپ سے سخت محنت نہ ہو سکے گی۔

قوتِ ارادی کو کام میں لا کر جس طرح ذہن کو متاثر کر سکتے ہیں، اسی طرح جسم کو بھی کر سکتے ہیں۔

خود کو کامیاب بنانے کا یہی سیدھا راستہ ہے۔ مگر بعض اوقات دنیا کا یہ سب سے مشکل کام بن جاتا ہے۔ کیونکہ خباثت اور شیطانیت یعنی جذبات و میلان خلقی اور عقل حیوانی جو ہم میں اندر ہی اندر کارفرما ہیں جو قوتِ ارادی کے لئے ماحول کو گرم بنا دیتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا کر بکھیر دیتے ہیں اور اس کو اس قدر ناکارہ کر دیتے ہیں کہ اس کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی۔ اس حالت میں بغیر کسی رجحان کے خود کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نوّے فیصدی خود کار نہیں ہے بلکہ اس کا دارومدار قوتِ ارادی پر ہے۔

ڈاکٹر "کوئی" نے اِس حصہ کی بہت کچھ تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ مگر ہم کو اس کے معلومات کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ آپ صرف اتنا معلوم کر لیجئے کہ اس کو لاشعوری یا خفیف شعوری کہتے ہیں۔

یہ ذہن تک پہنچنے کا کھلا راستہ ہے۔ اس کے ذریعہ ہم ذہن کو بدل سکتے ہیں۔ اس کا علاج کر سکتے اس کو سدھار سکتے اور طاقتور بنا سکتے ہیں۔ یہ سمجھ لیجئے کہ گویا ذہن اور جسم میں سمجھوتہ ہو گیا ہے یعنی ذاتی لاشعوری کے ذریعہ ذہن تک رسائی ہو سکتی ہے۔ ہم ذہن کو از سرِ نو صحت مند اور قوت ور بننے پر راغب کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر "کوئی" کے بتلائے ہوئے خود تاثیری کے طریقے سے ہم

ہر چیز کا علاج کرسکتے ہیں۔ کیا یہ بیان آپ کو مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے؟
اس طریقے سے ہم ذہن میں تبدیلی پیدا کرسکتے اور اس نقطۂ نظر سے انسانی ذہن میں بالراست پیدا ہونے والے خیالی امراض کو دور کرسکتے ہیں۔

یعنی ہم خیالی تصورات اور موہوم خیالات کو دور کرسکتے ہیں۔
خود ناثیری کی بدولت ہم احساس کمتری سے جو دوسروں کے سامنے ڈر اور خوف کی صورت میں رونما ہوتا ہے نجات پا سکتے ہیں اسی طرح اعصابی کمزوری، پریشانی فکروں میں گھلنے سے بچ سکتے ہیں کیونکہ اُن کا تعلق بالراست ذہن سے ہے۔

خود تاثیری سے مُراد یہ ہے کہ درد کی تکلیف آپ کو نہ ہونی چاہیئے جس کا بالراست تعلق ذہن سے ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس طریقے سے دانت کے درد سے آرام مل سکتا ہے (یعنی اس کا خیال نہ کرنے سے) مگر جس سڑے ہوئے دانت سے تکلیف ہو رہی ہے اس دانت کو دور نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح ڈاکٹر "کوئی" کے طریقہ سے فالج کی تکلیف دور ہوسکتی ہے۔ مگر وہ اعصاب جن کی قوت زائل ہو چکی ہے۔ پھر زندہ ہو نہیں سکتے اب آپ کو ڈاکٹر "کوئی" کا طریقہ بتلایا جاتا ہے۔

بار بار نفس کے اِس حصہ سے جو توجہ اور مشاہدۂ باطنی کی سرحد سے باہر ہے ہم کلام ہوا کرو۔ اُس کے لئے بہتر وقت رات کا ہے۔ جب

شعور پر چھانے لگا ہے۔ اور غیر شعوری عقبی دروازہ سے اندر داخل ہوتا ہے اِس شعور سے آپ اپنی خواہش کے موافق کام کیجیئے۔ اطمینان کے ساتھ بات چیت کیجیئے۔ تاکیداً حکم دیجیئے۔ مگر اصول کے خلاف کسی غیر ممکن چیز کی خواہش نہ کیجیئے۔ الفاظ کو بار بار پھرتی سے دھرائیے۔ بہت سے ڈاکٹروں کا اس پر اتفاق ہے کہ خاموشی کے ساتھ اِن اشاروں کو لبوں سے ظاہر کرنا ہی کافی ہے۔

آج ہی رات سے اس کو شروع کیجیئے۔ یہ ڈاکٹر "کوئی" کا مجرب اور آزمودہ طریقہ ہے۔ کہ میں اپنے کام میں ذہن کی یکسوئی رکھونگا۔ دلدہی سے کام کرونگا۔ اس سے مجھے دلچسپی ہے اور لطف آرہا ہے۔

ہر کامیاب شخص کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

آپ غیر شعوری طور پر کامیابی کا راستہ نکال لینگے جیسا کہ ڈاکٹر "کوئی" نے بتلایا ہے۔

آج ہی سے اِسی طریقہ پر عمل پیرا کیوں نہ ہوں ؟

نیا رُوپ

شاید آپ یہ خیال کرنے لگیں کہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ تمام شور و غل و ہنگامہ کی کیا ضرورت ہے۔ میری عمر گذر چکی ہے میں قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ اب یہ کایا پلٹ مجھ سے نا ممکن ہے نئی عادتیں ڈالنے کی عمر گئی۔ بوڑھے طوطے بھی کہیں بولتے ہیں؟

گو اس میں کچھ صداقت ضرور ہے۔ مگر یہ ایک ناجائز اور بیہودہ رونا ہے۔

اسی خام خیالی میں مبتلا ہو کر کہ اس عمر میں نئے طریقے نہیں سیکھے جا سکتے لاکھوں مرد اور عورتیں ترقی سے محروم و بے نصیب ہیں۔ یہ خیال کہ (۳۵) سالہ عمر کے بعد انسان ناکارہ۔ افسردہ معطل ہو جاتا اور اس کا حال ایسا پتلا ہو جاتا ہے کہ وہ نیا روپ نہیں بھر سکتا۔ بالکل ایک مہمل خیال ہے۔

آپ ہر روز ایسے بہت سے واقعات دیکھتے ہیں ایسے کئی آدمیوں کے حالات سے آپ واقف ہوں گے یا ان کی سوانح حیات کا آپ نے مطالعہ کیا ہوگا جو اپنی زندگی میں ہمیشہ ترقی کرتے اور آگے بڑھتے گئے ہیں۔ اور انھوں نے دوسروں پر سبقت حاصل کی ہے۔

اُن کو کبھی کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ کوئی کام ان کے امکان سے باہر ہے۔ اور اپنے آپ کو انھوں نے کبھی اس قدر معمر نہیں سمجھا۔ کہ نئے خیالات کے مطابق کام کرنے کی عمر جا چکی ہے۔ وہ ہر وقت نئے نئے خیالات کو پیدا کرنے اور سابقہ تصورات کو بدلنے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے ماہرین علم النفس اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ کوئی انسان ایسا نہیں ہو سکتا جو اپنے آپ میں اور اپنے خیالات میں تغیر و تبدل نہ کر سکے۔

عمر کے کسی ایک حصہ پر پہنچنے کے بعد ذہن زنگ آلود۔ کند اور ضدی ہو جاتا ہے۔

یہ خیال ایک شرمناک بیوقوفی ہے علم النفس کے ماہرین اس سے بالکل متفق نہیں ہیں۔

وہ اس سے ناواقف نہیں ہیں جس کو ہم طبیعتِ ثانیہ کہتے ہیں وہ بآسانی بدلی جا سکتی ہے۔

عادت کی وجہ سے ہر کام آسان ہو جاتا ہے۔ بلا زحمت و تکلیف ہم کو جاری رکھ سکتے ہیں اور اس کے بغیر کچھ کر نہیں سکتے اس میں اصلیت ضرور ہے۔

طبیعتِ ثانیہ کے بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ

اپنے آپ کو عادتوں سے بالکل مبّرا تصور کر لیجیے

اور فرض کر لیجئے کہ ہر ایک معمولی کام کو انجام دینے کے لئے ذہن کو تیار کرنا پڑتا ہے۔ اور جن امور کو طے کرنا ہے اُن کو مکمل طور پر کر نہیں سکتے۔ معمولی معمولی کاموں میں آپ اس طرح غرق ہو جاتے ہیں کہ آپ کو دوسرے عظیم الشان کاموں کے انجام دینے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

عادات بالکل ضروری و لازمی ہیں۔ ان کی وجہ سے زندگی آسانی سے گذر جاتی ہے۔ اور یہی خاصیت کی خصوصیت ہے۔

کام کو کس طرح انجام دینا چاہیئے، اس کو یاد رکھنے کی قوت آپ کی ذات میں خود موجود ہے۔ بغیر اس کے نہ ہم سیکھ سکتے ہیں اور نہ ہم اپنی تربیت کر سکتے ہیں۔

اچھی عادت عقلمندی کی نشانی ہے۔

عادت کا ڈالنا اور اس کا ترک کرنا ایک بہت بڑا ہنر ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ زندگی میں بغیر اس کے تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ ہم نہ تو محفوظ ہیں اور نہ پست ہمت کیونکہ ہم میں تغیر ممکن ہے۔

حسب موقع ہم اپنی عادات اور طبائع کو بدل سکتے ہیں۔

عادت کے ڈالنے اور بدلنے کی قوت کے بغیر زندگی بے لطف ہو جاتی ہے۔ عرصۂ دراز تک زندگی کی یکسانیت اور عادتوں کا عدم تغیر زندگی کو فنا کرنے لگتا ہے۔

عادت خود ایک یاد دلانے والی چیز ہے۔

اور اس کی وجہ سے آپ کے غدود۔ اعصاب اور ذہن کام کرتے ہیں اور یہ بہت جلد سیکھ لیتے ہیں۔

اگر کسی کام کو پہلی مرتبہ کرنے کی کوشش کرو تو یہ آسان نہیں معلوم ہوگا۔ مگر مکرر کوشش کروگے تو اتنا مشکل نہ پاؤ گے مسلسل کوشش کے بعد بلا خیال کے اس کو بہت جلد کر سکو گے۔ آپ کا کمزور دماغ کام کرنا شروع کر دیگا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ عادت ایک تکلیف دہ چیز بن جائے یا آپ پر حکومت کرنے لگے، آپ اپنی مرضی کے تابع رہ نہیں سکتے، جب تک کہ عادت کو اس میں دخل ہو۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

عادت ایک اچھی رانی اور بری باندی ہے۔

اُس کو اپنی مناسب جگہ پر پڑے رہنے دو۔

عادت کو خدمت کرنے دو۔

اور کسی قیمت پر بھی آپ کو اس پر پوری قدرت حاصل ہونی چاہیئے

یہ آپ کی غلطی ہوگی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ تغیر کا وقت گذر چکا

آپ عادت کے بارے میں ضرورت سے زیادہ ڈھیلی ڈوری چھوڑ رہے ہیں

آپ بھول گئے ہیں کہ کس کو کس پر برتری حاصل ہے۔

گویا آپ اپنے آپ کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔

ادنیٰ دماغ بہت کچھ کئے جا رہا ہے۔ اور دماغ اعلیٰ ساکت ہے۔

مگر دماغ اعلیٰ ہی کا بول بالا ہے ۔
اگر ہم تہم وذکا یعنے دماغ اعلیٰ سے کام نہ لیں تو ہم نہ تو کوئی عادت چھوڑ سکتے ہیں اور نہ دوسری عادت ڈال سکتے ہیں ۔
یہ مناسب نہیں ہے کہ ادنیٰ دماغ ہی پر کام چھوڑ دیا جائے ۔
کیونکہ یہ قوتِ ترقی کو زائل کر دیتا ہے ۔اِس لئے اعلیٰ دماغ کو کام میں لانا چاہیئے ۔
اس کے بدولت ہم کام کو عمدگی اور عجلت سے کرنا سیکھ سکتے اور نئے طریقے اختیار کر سکتے ہیں ۔
پرانی بُری عادتوں کو دور کر دو۔ اور نئی مفید عادتوں کے مالک بن جاؤ۔ چونکہ زندگی میں ابتدا سے ایسا ہی ہوتا چلا آرہا ہے اور یہی کامیابی کا ایک بہترین اور قابلِ قدر اصول ہے ۔ ایسی قوت کی بدولت عادتیں ڈالی اور پھر بدلی جا سکتی ہیں ✣

چوتھا باب

عملی شخصیت

چوتھا باب

عملی شخصیت

قضائے مبرم کے قطعی اجزاء

اس دنیا میں	۱۔ ہمارے لئے جگہ مخصوص کر دی گئی ہے	کسی قدر
	۲۔ دوسرے لوگ ہمارے لئے جگہ مقرر کرنا چاہتے ہیں	کسی حد تک
	۳۔ ہماری جگہ کی نگرانی مادی ماحول کرتا ہے	نہیں
	۴۔ ہماری جگہ کا تصفیہ بعض وقت تقدیر پر منحصر ہے	بعض وقت
	۵۔ ہم خود آپ اپنی جگہ بنا سکتے ہیں	تقریباً تمام تر

" ڈبلیو جے۔ ان ایور
(موجد پلمینزم)

"ہاں اور نہیں"

شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے "اینو فروٹ سالٹ" کا اشتہار اخبار میں نہ دیکھا ہو۔

مسٹر جی ہاں۔ (جو اینو کا استعمال کرتے ہیں۔ اور مسٹر جی نہیں (جو اس کا استعمال نہیں کرتے) یہ دونوں بھلے مانس عجیب و غریب دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ان میں بہت سی خوبیاں بھی موجود ہیں۔

ان دونوں نے شرط بندھی ہے۔

مسٹر "جی ہاں" ضرور بازی لے جائیں گے اور مسٹر جی نہیں کو یقینی طور پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا۔

ان دونوں میں آپ کون ہیں۔ آپ مسٹر جی ہاں یعنے متعدد و شادماں ہیں۔ یا مسٹر جی نہیں جو بہت بے ترتیب اور افسردہ خاطر رہتے ہیں اور جس سے کوئی اچھا کام ہونے کی توقع نہیں ہے۔

اس کا انحصار بالکل آپ پر ہے۔

دونوں کا توازن کر لو۔ دونوں کی جانچ پڑتال کر لو کسکی؟ مسٹر جی ہاں' اور مسٹر جی نہیں' کی؟ یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔

فی الواقع اِن دونوں میں حسبِ ذیل اختلاف پایا جاتا ہے۔
مسٹر 'جی ہاں' کہتے ہیں کہ "یہ میں کرسکتا ہوں" اور اِس سے بھی بہت کچھ زیادہ۔ مگر مسٹر 'جی نہیں' بالکل پژمردہ اور مایوس دکھائی دیرہے ہیں۔ (اور وہ اپنے دل میں کہتے ہیں) کہ میں کچھ نہیں کرسکتا۔ میری قوت اور طاقت سے یہ باہر ہے۔ میں نے اِس سے قبل کبھی ایسا نہیں کیا ہے۔ اس وجہ سے اس کو چھوڑ دینا ہی مناسب ہے"
قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ مسٹر 'جی ہاں' جو ہر ایک کام کو انجام دے سکتے ہیں۔ ان کی سُرخ روئی ہر ایک کو اپنے جانب متوجہ کرلیتی ہے اور 'جی نہیں' جو ایک معمولی سے معمولی کام بھی کر نہیں سکتے اور نہ کم از کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی اُن کی بڑی کم نصیبی ہے۔
اِس پر یقین رکھو۔ اور ہمیشہ اس احساس کو تازہ رکھو کہ آپ مسٹر 'جی ہاں' ہیں۔
"جب کسی کام کو ہاتھ میں لو تو کہو کہ میں اس کو کرکے ہی چھوڑونگا یقینی طور پر میں اس کو بخوبی کرسکتا ہوں" بطورِ خاص اس بات کو یاد رکھو اور اپنی ذات پر بھروسہ رکھو اس کی وجہ سے ہر مصیبت کا آپ مقابلہ کرسکیں گے۔ کام کرتے وقت آپ کو خوشی محسوس ہوگی آپ کا دماغ شگفتہ ہوگا اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بہت

کم وقت میں آپ اپنے کام کو پورا کر سکیں گے۔

اگر کسی تکلیف کو برداشت کرنے کا موقع آجائے تو مسٹر 'جی ہاں' اس کو نہایت خندہ پیشانی سے جھیل لینگے۔ واقعی مصیبت کا آنا تو ضرور ہے۔ مگر وہ دل ہی دل میں کہتا ہے کہ اس کو میں دور کر سکتا ہوں مگر 'جی نہیں' قطعی طور پر ایسا خیال کر نہیں سکتا۔ دندان ساز نے مسوڑے میں سن کرنے والی پچکاری دی۔ مگر پھر بھی مسٹر 'جی نہیں' اپنا خراب دانت نکالنے رضامند نہیں ہوئے۔

ان دونوں میں مسٹر 'جی نہیں' کو بہت زیادہ تکلیف بمقابلہ مسٹر 'جی ہاں' کے برداشت کرنی پڑی۔ مسٹر 'جی ہاں' نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ سخت سے سخت تکلیف اٹھا سکتا ہے۔ تکلیف اُس کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ذہن اس کو قبول کرنے تیار نہیں ہے۔

اس خیال باطل میں مبتلا نہ رہیئے کہ آپ اس طرح اپنے دنداں ساز کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔

یہ ممکن ہے کہ آپ کو درد محسوس نہ ہو۔ مگر اس سے تکلیف کی جڑ۔ سڑا ہوا دانت کیا ہنوز وہاں موجود نہیں ہے؟

خیال میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہوتی ہے۔ اگر ہر مان یہ یقین رکھنے والا لڑکا جنے کہ آپ شرط لگائیں ہم دشمنوں کو بری طرح مار کر بھگا دیں گے" تو پوری فوج اچھی طرح جنگ و جدل کر سکیگی۔ جو شخص یہ کہے کہ میں کر سکتا ہوں (جس کے معنی) یہ ہوئے

کہ مجھے اس کام پر پوری طرح عبور حاصل ہے اور فی صد ننانوے بہتر نتیجہ نکال سکتا ہوں۔ وہ ضرور اس شخص پر سبقت لیجائیگا جو یہ کہے کہ جی ممکن ہے کہ میں بھی کر سکوں!

ایسے مصمم ارادے سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ آپ جو کچھ کرنیکی خواہش کرتے ہیں وہ بار آور ہوگی۔ آپ ناگوار خیالات جذبات ہراس۔ پریشانی۔ تشویش وغیرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ آپ گھنٹوں۔ مہینوں اور سالوں کو بچا سکتے ہیں اور عمر بھر کی ناواجبی تکالیف سے نجات پا سکتے ہیں اور اُن انگنت بے چین راتوں سے جن میں آپ کی آنکھیں چھت کو لگی ہوئی تھیں اور آپ پلنگ پر پڑے پڑے کروٹیں بدلا کئے، نجات پا سکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کے اعصاب آپ کی فہم اور فراست کی بخوبی حفاظت ہو سکتی ہے۔

آپ ایک بے نظیر قوت کے مالک بن جائینگے اگر جی ہاں پر آپ پورا اعتماد رکھیں*

اِعتمادِ نفس

ہم روزانہ یہی سُنتے ہیں کہ محنت ترقی کا راز ہے۔ دوسرا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ جفاکش اور محنتی شخص کو کوئی چیز ترقی سے روک نہیں سکتی۔

ہم کو اِس سے اتفاق ہے مگر پوری طرح نہیں۔

ہم ایسے بیسیوں آدمیوں سے واقف ہیں جو غلاموں کی طرح سخت سے سخت محنت کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ناکام اور نامراد ہیں۔ جگنو کی طرح ایک آدھ مرتبہ وہ چمک کر رہ گئے۔ مگر گمنامی سے درخشاں زندگی کی طرف نہ آسکے۔

وہ لوگ جن کی زندگی تابناک ہے آخر ان میں ایسی کونسی غیر معمولی ندرت ہے۔ صرف وہی کیوں روشن اور نمایاں ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں۔ دوسروں کے مقابلہ میں اُن میں ایسی کونسی فوقیت موجود ہے؟

ہم کو بہت سے بلند نظر اور عالی حوصلہ انسان نظر آتے ہیں جیسے آسودہ کار و سلیقہ مند کاروباری اشخاص، اخباروں کے اڈیٹر

جماعت گرجا کے اراکین۔ ٹھوک فروش۔ تمسکات کا سٹہ کھیلنے والے۔ بری و بحری فوجی عہدہ دار وغیرہ۔ مگر ان کو مدرسہ کی تعلیم تربیت متوقع حالات اور روزانہ مصروفیات سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔

مگر باوجود اس کے ان آگے بڑھنے والوں میں اس قسم کی خوبیاں موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں۔ ان خوبیوں کو ہم "ترقی کرنا" "سبقت لیجانا" آگے نکل جانا" "ممتاز شخصیت" جو چاہتے ہیں کہتے ہیں۔ اپنی موجودہ حالت کو سدھارنے کے لیئے اس کی بے حد ضرورت ہے۔ بغیر اس کے ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ بے کار ہیں مضغۂ گوشت ہیں۔ اسی کی بدولت ہم عزم و استقلال ہمت اور بہادری سے لڑ جھگڑ کر محنت و مشقت سے اپنی جگہ بنا ہی لیتے اور منزل مقصود پہ پہنچ ہی جاتے ہیں۔

یہ لوگ ایسے مختلف قسم کے ہیں کہ اُن پر متوجہ ہوئے بغیر آپ رہ نہیں سکتے۔ انکا طریقہ کار بالکل علیحدہ ہے۔ ان کا برتاؤ لوگوں کے ساتھ جُداگانہ ہے۔ کسی چیز کا اثر ان پر ایسا نہیں ہوسکتا جیسا کہ آپ پر اور مجھ پر ہوتا ہے۔ ان کا نظریہ زندگی مختلف ہے ہم یہ جانتے ہیں اس کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ ہماری طرح کھاتے پیتے اور سوتے ہیں۔ اس پر بھی وہ ہمارے مماثل نہیں ہیں۔ ان کا کنڈا ہی الگ ہے، بلندی یا پستی میں جہاں بھی ہوں وہ ہم سے بالکل الگ ہیں

یہ اختلاف کیا ہے۔؟

یہ ایک دقیانوسی سوال ہے جو ہمیشہ پوچھا جاتا ہے۔ کیا کسی نے اس کا جواب بھی دیا ہے؟

ممکن ہے دیا ہو۔ مگر ہم تو اس سے لاعلم ہیں۔

ہم البتہ اتنا ضرور جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو ہم سے اس قدر مختلف ہیں ہراساں نہیں ہیں یعنے ان کو خوف اور ہراس گھیرا ہوا نہیں رہتا۔ وہ جو کچھ اور جیسے کچھ ہیں اس کا اظہار کرنے سے ہچکچاتے نہیں وہ فطری طور پر غیر محجوب اور راست باز واقع ہوئے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق کام کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ انکا طریقہ زندگی الگ اور ان کی خواہشات بالکل محدود ہیں۔ دوسرے کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں وہ اسکی مطلق پروا نہیں کرتے۔ وہ زمانہ ساز نہیں ہیں۔ مگر اپنی طبیعت کے مطابق اس کو ڈھال لیتے ہیں اور اپنے خیالات کو روبکار لاتے ہیں دلیر اور نڈر ہوتے ہیں۔ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی بنا لیتے ہیں۔ وہ قہقہہ لگا سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کا تمسخر اڑایا جاتا ہو۔ مگر ان کو اس کی مطلق پروا نہیں ہے۔

ان کو اپنی ذات پر پورا بھروسہ ہے۔

بعض وقت وہ نڈر اور شریر بن جاتے ہیں۔

وہ کبھی کبھی دلیر اور بھلے مانس جیسے نظر آتے ہیں۔

اگر ان کو اطمینان نہ ہو تو وہ کسی کام پر ہاتھ نہ ڈالیں گے۔

ہم میں سے اکثر لوگ جان بوجھ کر پست ہمت ہو جاتے ہیں۔
ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی جگہ ہمارے لئے مقرر ہے۔
اس لئے ہم آگے کی صف میں آنے سے گھبراتے ہیں ہم بھیڑ یا
چال چلتے ہیں جس طرف سب جا رہے ہوں اسی طرف ہم جانا چاہتے ہیں
راستے کے مجمع کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ پر گامزن ہونے سے ڈرتے ہیں
ہم دوسروں کے سہارے جیتے ہیں ہمارے خیالات بنے بنائے ہوتے ہیں
اپنے ذاتی نہیں ہوتے ایک لکیر ہے جسے ہم پیٹتے جاتے ہیں اس طرح ہم
اپنے آپ سے غافل ہیں۔
عفوانی سستی اور کمزوری کو چھپانے کیلئے ہم یہ کہہ دیتے ہیں
ہیں کہ ہم اپنے حال میں مست ہیں ہوں ع: تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔
لطف خاص یہ ہے کہ جس نفس نے صدمہ اٹھایا وہ خود آپکا ذاتی نفس ہے
آپکو اس تصور کا شائبہ نہیں کہ آپ بالذات کیا ہیں اگر آپ کی از خود رمیدگی
کا یہی حال رہا تو آپ کو بڑے بڑے صدمات جھیلنے پڑیں گے۔
اپنے آپ پر قابو حاصل کر لیجئے
سب سے پہلے خود اعتمادی پیدا کیجئے۔ دوسروں سے اختلاف
رکھنے میں نہ گھبرائیے۔ اپنی طبیعت پر آپ حکومت کیجئے دماغ کی کلوں
کو خود کام کرنے دیجئے۔
آپ اگر ایسا نہ کرینگے تو آپکی ناؤ جو بھنور کے قریب پہنچ گئی ہے چکر کھا کر پانی میں
غرق ہو جائیگی۔ اور آپ کامیابی کے راستے سے دور ہو جائینگے اور یہ خاص تباہی اور بربادی ہوگی

جذبات کا خطرہ

صاحب قوت شخص اپنی مرضی کے موافق سب کچھ کر سکتا ہے۔ نہایت پھرتی اور تیزی سے ہر چیز پر قبضہ پا جاتا ہے۔ کوئی چیز اس کو روک نہیں سکتی۔ نہ تو اس کو چٹانیں روک سکتی ہیں نہ وہ گھاٹیوں سے گھبراتا ہے۔ وہ بڑھے جاتا ہے۔ اس کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ وہ صاحب قوت ہے۔

وہ ایک ایسی ہستی ہے جو برقی تار کی طرح گرم پرواز اور تیز رو ہے وہ ایک زندہ سرگرم عمل شخصیت ہے۔

وہ نہ صرف طاقتور بلکہ صاحب عمل بھی ہے۔ نہایت مصروف، کسی کی پرواہ نہ کرنے والا، وہ نہ بکواسی ہے اور نہ کم گو، اپنے وقت کو برباد نہیں کرتا ہے۔ کوئی چیز اس میں ایسی ہے جو اس کو متحرک اور کشادہ رو رکھتی ہے۔ صرف اس کے ایک اشارہ پر یا زبان سے ایک لفظ نکلتے ہی ہر چیز آموجود ہو جاتی ہے۔

خواب آلود محل میں بیداری، قدموں میں تیز رفتاری، پیدا ہو جاتی ہے۔ بلند آواز گونجنے لگتی ہے۔ کاروبار زور و شور سے چل رہا ہے۔

خوش حالی کا دورِ دورہ ہے۔

یہ مرتبہ شخصیت کی بدولت حاصل ہو سکتا ہے۔

اس کی وجہ سے لوگوں پر حکومت میسر آتی ہے۔

یہ ایک متحرک قوت ہے۔ اندر اور باہر ہر چیز کو روشن کر دیتی ہے جب وہ اپنی انتہائی قوت پر پہنچ جاتی ہے تو مادی جنس نہیں رہتی۔ یہ باطنی جذبات۔ اثرات ضمیر اور مافی الضمیر کو اکساتی ہے۔ یہ محسوس ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا وجود حقیقی ہے۔

تعلیم کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تعلیم کا اگر خیال کیا جائے تو اکثر نظر سے غائب ہو جائے گی۔

تعلیم غیر مہذب وحشیوں کو مہذب بنانی ہیئت کو بدلتی پہلے سے زیادہ حسین دشاندار بنا دیتی ہے۔

تعلیم ایک سلا سلایا کوٹ ہے جو ہمارے ناکارہ جسم کو پہنا دیا گیا ہے۔ مگر اس کوٹ نے آپ کو انسان نہیں بنایا تعلیم نے آپ کو گمراہی میں دفن کر دیا ہے یا آپ کو ممی کا مسالہ لگا کر آپ کے جسم کو مصری مُردوں کی نعش بنا دیا ہے۔ اور بس!

حقیقی انسان کیسا ہوتا ہے اس سے تعلیم کو کوئی تعلق نہیں۔

تعلیم کی فراوانی کے باوجود ہم ویسے ہی وحشی ہیں جیسے کہ پہلے تھے ہم بالکل مجبور اور معذور ہیں اپنی انگلی کو بھی جنبش دے نہیں سکتے یہ تعلیم اگر ناکارگی کو دور کر سکتی اور دماغ کے پردے اٹھا سکتی تو وہ

تعلیم تھی مگر یہ غلط تعلیم اور بوجھل ہوتی جا رہی ہے۔ اور وہ ایک قدم بھی آگے بڑھا نہیں سکتا۔

صاحبِ قوت صرف وہی چیز حاصل کرتا ہے جس کی اُس کو ضرورت ہے۔ اور بامِ رفعت پر چڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ چاہے اس کا بوسیدہ اور فرسودہ لباس ہی کیوں نہ ہو وہ مستعد اور ہشاش بشاش رہتا ہے،

وہ یکہ و تنہا ہوتا ہے۔

وہ اپنی مدد آپ کرتا ہے۔

اِس فلکِ کج رفتار کے نیچے زندگی گزارنے کا یہی ایک طریقہ ہے زندگی کے ساتھ ہی ساتھ کامیابی اور کامرانی پیدا ہوئی ہے۔

شعر
اَبر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نہ خوری

ہم میں جو خوبیاں پنہاں ہیں اس کو اگر ہم ظاہر کر سکیں تو یہ ایک ہیجان خیز مسرت ہوگی۔

مگر اسے محسوس نہ کرو۔!

بعض وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے امور طے پا چکے ہیں اور بہت سے زیرِ تصفیہ ہیں۔ مگر حقیقت میں ہم کو جو کرنا چاہئے نہیں کر سکتے۔

پہلے ہمیں نفسِ اَمّارہ کی سرزنش کرنی چاہیئے یہ ناہنجار کسی محفل میں بٹھانے کے قابل نہیں ہے۔

اس کا جو مقام ہے وہیں پر اسے جگہ دینی چاہئے اس کی وجہ ہم مخبوط الحواس ہو گئے ہیں۔
وہ عجیب غریب حرکات کرتا اور ہمیں مضحکہ خیز بنا دیتا ہے۔
یہ اُس کا انتقام ہے۔
یہ دبانے اور روک دینے کا نتیجہ ہے۔ یہ آفت خود ہماری لائی ہوئی ہے۔ اس کا اخلاقی نتیجہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ کرنا چاہیں خود کریں اپنے آپ کو عمدگی سے سنبھال لیں۔ ایسا ہو تو آپ نشانہ ملامت نہیں گے اور نہ آپ کی طرف انگلیاں اٹھائی جائیں گی۔ رسم و رواج و نمود و نمائش کے غلام نہ ہو جس سے تمھارے کاموں میں خرابی پیدا ہو۔ چست و چاق رہو۔ متناسب لباس پہنو۔ ممی (مومیائی ہوئی نعش) کی طرح پڑے رہنے کے بجائے ٹھوکر کھا کر زندہ رہنا زیادہ بہتر ہے۔

متاعِ بے بہا ہے دردِ سوزِ آرزو مندی
شعر مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی (اقبالؔ)

اِحساسِ فرُوتری

کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تو (اقبال)

اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ہوشیاری، تیز فہمی اور عمدہ موقع حاصل ہونے کے باوجود دوسروں کی طرح آپ بامِ عروج پر کیوں نہیں پہنچ سکتے؟

اِس کی کیا وجہ ہے کہ تمہارا جہاز نہایت کم زوری کے ساتھ ہلکی رفتار سے چلتا اور ڈگمگاتا جاتا ہے۔ اور جہاں سے روانہ ہوا تھا اسی کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔ کیا آپ کی قوت اور دماغی قابلیت کسی نے سلب کر لیا ہے۔ پہلے اپنی قابلیت کا اندازہ کر لو اس کے بعد دوسروں کی قابلیت کا موازنہ کر کے دیکھو تو معلوم ہو جائے گا کہ ہر حالت میں آپ دوسرے سے فوقیت رکھتے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ آپ کوشش نہیں کرتے۔ آپ نہایت اچھا کام کر سکتے ہیں اِس کا آپ کو علم ہے۔ مگر آپ کو اپنے آپ پر بھروسہ اور اپنی ذات پر قدرت حاصل نہیں ہے۔ آپ میں جو بہترین جوہر مضمر ہے آپ اسکا

استعمال عمدگی سے کیوں نہیں کرتے ؟ -

یہ ایک نفسیاتی کمزوری ہے۔ کوئی چیز آپ کو اندر ہی اندر برباد اور تباہ کر رہی ہے۔ یہ بیماری تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ہر شخص اس بیماری میں مبتلا ہے۔ اور بعض وقت قبل از توقع یہ ہم کو مغلوب کر لیتی ہے۔ یہ نہ صرف آپ کے یا میرے لئے مہلک ہے بلکہ بڑی بڑی قومیں اس کے ہاتھوں برباد ہو چکی ہیں۔

غور تو کیجئے کہ یہ مرض کیا ہے۔؟

اس کی تفصیل سنیئے۔ "محض یہ تصور کہ آپ دوسروں کے مقابلے میں بہتر نہیں ہیں"۔

آپ کی یہ منطق کہ اس کا ذہن، اس کی قوت بازو (اگر یہ صحیح ہے) تو اس کے درخشاں ستارے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ یہ خیال کہ "وہ بہتر طور کامیاب ہوگا اور مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا" یہ اندیشہ کہ وہ کر سکتا ہے اور مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ بس یہی تفصیل ہے اس مرض کی

ایسے وہم و گمان میں مبتلا سپاہی معرکہ آرائی کر نہیں سکتا۔ لڑائی کے آغاز ہی میں اس کو شکست فاش اٹھانی پڑیگی۔ یہ پوری فوج بڑی بڑی توپوں کی باڑ۔ یا فوجی داؤ پیچ سے کٹ نہیں جاتی حتیٰ کہ قتل عام اس خام خیالی کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔

بسا اوقات ہم اس سے بالکل بے خبر رہتے ہیں کہ موقع پر کیوں الفاظ زبان سے نہیں نکال سکتے ؟ کیوں دماغ نے جواب دے دیا؟

کیوں ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔

ہم سب اِس بے چارگی کے احساس سے بخوبی واقف ہیں۔
کہ "یہ بیکار ہے" "یہ میری تاب و طاقت سے بالاتر ہے"۔ "یہ زحمت اُٹھانے کے قابل نہیں ہے۔ پھر کیوں نہ اِس کو ترک کر دیا جائے؟"

ہمیشہ یہ نقصان رساں تصوّر ہم کو گھیرے ہوئے ہے کہ ہم فروتر اور کم تر ہیں"!

اور یہ خبط آپ کے اور میرے تصوّر سے زیادہ گہرائی میں کار فرما ہے
اِس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اب کوئی اچھی توقع ہمارے لئے موجود نہیں ہے۔ تمام و کمال ہم کھو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے ہم کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اب کوئی راستہ ہماری سلامتی کا باقی نہیں رہا سوائے اِس کے کہ زخمی شکار کی طرح اپنے آپ کو صیاد کے حوالے کر دیں یا سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائیں۔

جی ہاں!

اِسی خیالِ باطل کی وجہ سے ایک مبہم خطرے کا احساس پیدا ہو گیا ہے
اِسے اچھی طرح سے دیکھ لو۔

آپ کی بُزدلی اور دماغی کم زوری کے سوا یہ کچھ نہیں یہ فرضی آفت اور دہشت کس قدر تعجب خیز اور کس قدر بھیانک ہے۔

اِس آفت کی وجہ ہم کو معلوم ہو گئی اور اُس کا علاج بھی معلوم ہو چکا ہے۔
خوف سے مغلوب ہونیکے بجائے اُس کا مقابلہ کرنا اور اُس کے وجہ

سے واقف ہو جانا چاہئے۔ جس قدر زور وشور سے اس کا مقابلہ کیا جائیگا اسی قدر دھوئیں کی چادر کی طرح وہ منتشر ہوتا جائے گا۔ اب آپ اُس میں سے باہر نکل جائیے۔ آپ کو مطلق نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ محض دھوکے کی ٹٹی اور دکھاوے کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ خود کو آپ کمتر، بیمار، بیزار اور مایوس پاتے ہیں۔ گھبرائیے نہیں! پریشان اور حیران ہونے کی ضرورت نہیں! حواس درست رکھئے۔ آنکھ کو جھپکنے نہ دیجئے۔ اور ویسے ہی سیدھے چلے چلئے۔

اس میں خوبیاں اور اچھے خصوصیات ضرور پائے جائینگے۔

ممکن ہے کہ اس میں کچھ کمزوریاں بھی ضرور ہوں گی۔ پانی کے بڑے سے بڑے مگرمچھ اور گھڑیال بھی باوجود اس قدر تن وتوش کے اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اس کو چت کر دیجئے اور اس کے نقائص بتلا دیجئے۔

آپ کو توقع سے زیادہ بہت سی باتوں میں آپ کو ترجیح حاصل ہے مگر اس کی تلاش کی زحمت آپ نے گوارا نہیں کی۔

آپ کو ہر چیز کی اہمیت کا اندازہ لگانے کی کیا ضرورت ہے آپ اتنے سادہ لوح کیوں بن رہے ہیں آپ برابر کا میاب بن سکتے ہیں یہی طریقہ کمزوری۔ ناکامیابی شکست اور مایوسی کو دور کرنیکا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ "اپنے ذہنی قوت" پر اعتماد رکھو اور اپنے آپ کو اس کے قابل خیال کرو۔

نئی زندگی کو ہیجان خیز بنانے کا یہی طریقہ اور کامیابی کا یقینی راستہ یہی ہے۔

تسخیرِ انسانی

آپ اُس شخص کی طرح اپنے آپ کو بنا لینا کس قدر پسند کرینگے جو دوسروں کو ہموار کرنے اور اپنی جانب مائل کرنے میں کمال رکھتا ہو۔ اگر آپ ایسا کر سکیں تو یہ آپ کے کاروبار میں کس قدر مفید ثابت ہوگا۔ مخالفت۔ نفرت آناً فاناً خود آپ کے دل سے دور ہو جائیگی گہرے تاریک یا دل بھیانک آندھی۔ جُھلسنے والی دھوپ۔ اور ہر مضرت بخش چیز آپ کی شخصیت کی دلسوز تجلّی میں گم ہو جائے گی اگر آپ کی شخصیت اس قدر درخشاں اور تاباں ہے تو ضرور آپ اپنے کاروبار میں کامیاب ہو سکتے ہیں عظیم الشان فتح کے مالک بن سکتے ہیں فرمائشات کی بھرمار شروع ہو جائے گی۔ آپ کی تجارت میں دن دُونی رات چوگنی ترقی ہو گی۔ تجارتی مال کا ایک انبار لگ جائیگا یہ سب کچھ شخصیت اور عملِ کہربائیت کی بدولت ممکن ہے۔

آپ کو خود اپنے آپ سے کام لینا چاہئیے مخفی بجلی کے بٹن کو دبانا اور کلوں پر قبضہ پانا چاہئیے۔ اتنا اگر آپ نے کر لیں تو پھر خوف البشر بن جاؤ گے۔

مسٹر ڈیل کارنیگی کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو کہ احساس خودی اور نفس ذاتی سب پر مقدم ہے۔ خودی کام کی محرک ہے۔ قوت نفس کام کرنے کے لئے آزاد ہے۔ خودی سب کو پسند ہے۔ سب کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت ہے۔ اور اس کی تعریف میں ہر شخص رطب اللسان ہے اس نفس کو برتری حاصل ہے اور زیادہ تر اس نفس سے کوئی غلطی وقوع پذیر نہیں ہوتی۔

نفس کے متعلق ہمارا یہ مرغوب تصوّر ہے۔
یہ ہر ایک کے نفس پر صادق آتا ہے۔
ہر ایک کام کے تحت یہ تصوّر موجود ہے۔
حقیقتاً افعال اسی سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

بغیر اس کے ہم عمدگی سے کام کر نہیں سکتے۔ اگر یہ ہم سے سلب کر لیا جائے تو قوتِ کارکردگی زائل ہو جائے گی اور ہم ایک نعش بن کر رہ جائیں گے۔

لوگوں کے ساتھ میل ملاپ میں ہم اس نفس سے ٹکراتے ہیں یا اس کو اپنے مفاد کی طرف کیوں نہ پھیر دیا جائے ؟

آپ برقی بٹن کیوں نہیں دباتے۔ برقی تختہ سے تو آپ واقف ہیں کھٹکا دبائیے اور یہی ہم کو کرنا چاہیئے۔ تحسین اور ہمت سے کام لو۔

اپنے مخاطب کی اچھی باتوں کو مد نظر رکھو۔ اس کی تعریف و توصیف کرو اور کہو کہ آپ اس سے بہت متاثر ہیں۔ یہ مشکل ہی کوئی

اپنی ستائش و تعریف کا مانع ہو سکتا ہے۔

یہ آپ کو اپنی برتری اہمیت اور فضیلت محسوس کرائے گی۔

دوسرا شخص آپ کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آنے پر مجبور ہو جائے گا۔

کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو اس سے کمتر اور فروتر بنا کر پیش کیا ہے۔

رحم کا جذبہ سب میں موجود ہے۔ یہ ایک آبائی میلان ہے۔ یہ ہم کو محبت کرنے، کم زوروں کی دستگیری کرنے لاچاروں کی مدد کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

یہ خلقی میلان کام کو مؤثر بناتا ہے۔

حقیقی تعریف دل کھول کر خوب کیا کرو۔

اپنی خطاؤں کا اعتراف کر لیا کرو۔ اور مشورہ لیتے رہو۔

دوسروں کی غلطیوں اور قصور کا ذکر کر دنو کنایہ کا پہلو اختیار کرو۔

محکمانہ انداز چھوڑ دو۔

دوسروں کی گفتگو استقلال و تحمّل سے سُنا کرو۔

اس کو اپنی لاج رکھنے میں مدد دو۔

اس کو شگفتہ خاطر بناؤ۔ اور اس میں دلچسپی پیدا کرو۔

اس کی دلجوئی کرو۔ اور اس کو ہنساؤ۔

اور اس کی زبان سے "ہاں ہاں" کہلواؤ۔

اُس کو دوست بناؤ۔ اگر آپ نے اُس کو خوش کر دیا تو وہ آپ کے

شان و گمان سے بھی جلد تر آپ کے نقطہ نظر سے اِتّفاق کرنا شروع کر دے گا اور وہ آپ کا دوست بن جائے گا۔

"مسٹر ڈیل کارنیگی" نے اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ یہ طریقہ نہایت کارگر ہے۔ اُس کو ہزاروں مواقع پر آزمایا گیا ہے، اور ان کے شاگردوں نے اب اس طریقہ کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔

یہ سخت سے سخت شخص کو ہموار کر لیتا ہے۔ اِس میں کیمیا کا اثر موجود ہے۔ جو پیتل کو سونا بنا دیتا ہے +

مقناطیسی شخصیت

یہ موضوع اس قدر مقدم اور اہم ہے کہ مکرر اس کو دہراتا جاتا ہوں۔ ہر انسان کے دل پر قبضہ کرنا اور اُسے موہ لینا چاہیئے لوگوں سے تعلقات اور ارتباط بڑھانا چاہیئے۔ لوگوں کو اپنے جانب کھینچنا چاہیئے۔ آپ میں اور مجھ میں یہ مقناطیسی قوت موجود ہے یہ کوئی پُر اسرار، مافوق الفطرت، غیر طبعی قسمت آزمائی نہیں ہے جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ نہ تو یہ کوئی معصیت ہے۔ اور نہ نقصان رساں یا پُر خطر چیز ہے۔

اس میں نہ کوئی خرابی ہے اور نہ کوئی بُرائی اس کا دارومدار محض اچھے اور بُرے استعمال پر ہے۔

شاید آپ اس قوت کے متعلق یہ خیال کرنے لگیں کہ یہی وہ قوت ہے جو سانپ کو پرند پر حاصل ہے یعنے اس کی جان لینا۔ یا وہ قوت جو ذلیل اور مکار۔ پادری" راس پوٹن" کو حاصل تھی جس نے ملک روس میں بربادی اور تباہی پھیلائی تھی۔ مگر ایسی قوتِ تسخیر کا میسر ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس کی اچھائی اور بُرائی

طریقہ استعمال پر منحصر ہے۔

اس قوت کی نسبت لوگوں کو زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ اس قوت کی بدولت عورت اور مرد کے چہرے پر رونق آجاتی ہے۔

یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ یہ قوت انسانوں میں رواں دواں ہے مگر عورتیں بمقابل مردوں کے اس کو بہت جلد محسوس کر لیتی ہیں۔ اگر آپ کسی کی نسبت یہ کہیں کہ "عجیب بات ہے کہ میں اس کو پسند کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ گو آپ کو اس کا علم نہیں ہے تاہم آپ اس دلکش کیفیت کا ذکر کر رہے ہیں جس کو ہم قوت جاذبہ کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

چند اشخاص آپ کو سکون و قرار دے سکتے ہیں خوشحال مطمئن اور خود مختار بنا سکتے ہیں اور چند اشخاص۔ آپ کو ناخوش، خوف زدہ مضطرب اور بدظن کر دیتے ہیں۔ جن سے آپ اس طرح جھجکتے ہیں جیسے سانپ سے۔

یہی وہ قوت برقی ہے جو انسان میں سے بکثرت خارج ہوتی رہتی ہے۔ فی زمانہ ہم برقی قوت سے کافی طور سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ کیا کام کر سکتی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہی قوت دوسروں میں اور ہم میں ہر گھڑی بھڑک رہی ہے۔

جب آپ تھک کر چور چور ہو جاتے ہیں تو آپ کو محسوس ہوتا ہے

کہ کوئی چیز آپ کے اندر سے خارج ہو گئی ہے۔ آپ کتنا ہی مضبوط ارادہ کریں۔ مگر اس حالت میں آپ دوسروں کو متاثر نہیں کر سکتے۔ آپ چونکہ قوتِ مقناطیسی کو حیرت انگیز طریقہ پر کچھ کرتے یا کچھ کہنے میں ضائع کر رہے ہیں۔

اس لئے اس قوت کی حفاظت کرنا از حد ضروری ہے۔

ہم نے بے قراری یا بے تابی میں اس کو ضائع کر دیا ہے۔ اس فطری طاقت کو جوگیوں اور راہبوں کی طرح برباد کرنا نہ چاہیئے۔

ہمیں مستعدی کے ساتھ اس قوت کو کام میں لانا چاہیئے۔

خاموشی کے ساتھ کرسی پر بغیر پاؤں ہلائے یا آرام کرسی کے دستے کو بغیر کھٹکھٹائے اس کا تجربہ کیجئے۔

مطلب یہ ہے کہ اس قوت کا استعمال کر کے دیکھئے اور اس کی حفاظت کیجئے۔

یہ قوت آپ کی عصبی بے چینی کو زائل کر دے گی۔

بری عادتوں کو آپ سے چھڑا دیگی۔

آج ہی سے اس کو شروع کر دو۔ غور کیجئے کہ آپ کس طرح اس قوت کو برباد کر رہے ہیں علالت۔ ناقص صحت، برے کاموں میں آپ کی یہ قوت برباد ہو رہی ہے۔ آپ دوستوں کو برقرار رکھنے۔ لوگوں کی مہربانی شفقت ان کی اعانت یا امداد حاصل کرنے کی قوت کو ضائع کر رہے ہیں۔

اچھی غذا۔ فرحت بخش آرام۔ کافی ورزش۔ دوسروں کو گرویدہ

بنانے کی قوت کو پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

اس میں آپ کے ذہن کو بھی خاصہ دخل ہے۔

جب خود آپ کو پستی محسوس ہونے لگی ہے اور آپ اپنا کام عمدگی سے انجام نہیں دے سکتے تو ایسی صورت میں دوسروں کو مدد دینے کا سوال ہی کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔؟

زندہ دل۔ خندہ رو اور ہشاش وبشاش رہنے کی انتہائی کوشش کرو۔ پیشانی پر بل ڈالنے کے بجائے زیادہ شگفتہ رو ہو "ہنستے ہی گھر بستے ہیں"۔ خیالی پریشانیوں کو دور کر دو۔ خوب یاد رکھو کہ پراگندگی چاہے لباس کی ہو یا دماغ اور دل کی بُری چیز ہے۔ عمدہ پاکیزہ اور دوستانہ خیال قائم کرو۔ اور ان سے رفیقانہ طریقہ پر کام لو۔

ایسی صورت میں لوگ یہ محسوس کرنے لگیں گے کہ وہ آپ کو پسند کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔

وہ خود بخود ہم کلامی کے لئے حاضر ہوا کریں گے۔ آپ کی مدد کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ جو لوگ آپ سے بدظن ہیں وہ بھی دوست بن جائینگے اور آپ کے وہم و گمان سے بھی زیادہ آپ کا حلقۂ احباب وسیع ہو جائے گا یہ نہایت معقول بات ہے

کوئی درد ایسا نہیں ہے جس کی دوا دوست نہ کر سکے ✦

قابلِ اعتماد ہونا

لوگ بالکل وہی کرتے ہیں جو وہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ہم کو یقین ہے۔ اور ہر جگہ ایسا ہی دیکھا جا رہا ہے کہ لوگ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں اپنے احساس کے موافق ہر شخص کام کرتا ہے۔ اس کا تعلق خواہ گرسنگی۔ خوف۔ نفرت۔ یا شوق تحقیق یا کسی اور ہی چیز سے کیوں نہ ہو۔ لوگ اس وجہ سے ایسا کرتے ہیں کہ ایسا کرنے کی ان کو خواہش پیدا ہوتی ہے۔

اپنی حسبِ مرضی کسی سے کام لینے کے لیئے اس میں اسی کام کے کرنے کی ترغیب پیدا کرو اگر وہ آپ کی نسبت اچھے احساسات رکھتا ہے تو اس کا یقین رکھئے کہ آپ کو ممنون کرنے کے لیئے وہ خوشی سے تیار ہو جائے گا۔

اس کا اعتماد حاصل کرو۔ اس میں ایسا احساس پیدا کرو کہ وہ بالکل محفوظ ہے اور آپ ایک ایسے شخص ہیں جن سے کاروبار کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور ایک ایسے قابل بھروسہ شخص ہیں کہ اگر وہ آپ سے راضی نہ ہوا تو بہت گھاٹے میں رہے گا۔ اور آپ کا

کہا ماننے میں اس کو فائدہ حاصل ہو گا۔

اعتماد کا احساس ہر فعل کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ اور جو کوئی ایسا احساس دوسروں میں پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو ان سے کام لینے میں مطلق تکلیف اٹھانی نہیں پڑیگی۔

وہ کس قسم کا انسان ہے؟۔

ہمیں بتلایا گیا ہے کہ ظاہری صورت کا اس میں دخل ہے انسانوں کی شناخت ظاہری حالت، صورت، پوشاک، اخلاق اور بات چیت سے ہو سکتی ہے۔

یہ بالکل درست ہے کہ جو شخص صاف ستھرا، سلیقہ مند اور بے تکلف ہو گا۔ اس کا ہر جگہ خیر مقدم کیا جائیگا۔ مگر کاروباری شخص کو اپنا پہلا اثر قائم کرنے کے لئے خاص طور پر زیادہ متوجہ ہونا چاہئے ہم کو معلوم ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو قابل تعریف ضرور ہیں مگر با اثر نہیں ہیں۔

ہم یقین کامل رکھتے ہیں کہ ظاہری وضع قطع کو اعتماد سے بہت زیادہ نسبت ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے حقیقی انسان کی پہچان اس کی پوشاک سے یا اس کی شگفتگی سے ہو نہیں سکتی۔ بلکہ ہم تو اس کا یقین ہو جانا چاہئے کہ وہ قابل قدر و منزلت اور دوست بننے کے قابل ہے۔ ہم اس کے ساتھ آزادی سے خوش گوار تعلقات رکھ سکتے ہیں۔ اگر وہ قابل اعتماد ہے تو ہم

اُس کی مرضی کے موافق کسی کام کو بھی بلا تاّمل کرنے کیلئے تیار ہو جائینگے۔
قابلِ بھروسہ شخص دوسروں میں قوت کا احساس پیدا کر سکتا ہے
اس میں کوٹ کوٹ کر حوصلہ بھرا ہوا ہے۔ وہ ثابت قدم ہے
شیخی باز یا مُتلوّن مزاج نہیں ہے۔ بلکہ وہ مضبوط اور مستحکم ہے وہ
صادق القول ہے وہ دوسروں کو دھوکہ نہیں دیتا۔
وہ کسی قیمت پر بھی ہو اپنی بات کو پورا کر دکھاتا ہے۔ اسکی حالت
"بُات لاکھ کی اور کرنی خاک کی" کے جیسی نہیں ہے۔
وہ کبھی عذرِ لنگ نہیں کرتا۔
اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو بلا چون وچرا اعتراف
کر لیتا ہے۔ اور دوسروں پر اس کا الزام نہیں دھرتا۔
وہ ڈاواں ڈول آدمی نہیں بلکہ اصول کا پابند ہے۔
آپ اُس کے طرزِ عمل سے واقف ہو سکتے ہیں۔
وہ ہر کام کو کرنے کے قبل غور کر لیتا ہے۔ اور جو کام وہ انجام دیتا
ہے اس کے لئے اس کے پاس معقول وجوہ موجود رہتے ہیں۔
اس کو اپنی ذات پر پورا قابو حاصل ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ
خود اپنے آپ پر حاوی ہے۔ اور وہی کرتا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔
وہ جذبات اور تاثرات سے متاثر ہو نہیں سکتا۔
وہ ایک مکمل انسان ہے اس کی اس کو خبر ہے اور وہ اچھی طرح
اس کو محسوس بھی کر سکتا ہے۔

وہ اپنی ذات پر بھروسہ رکھ سکتا ہے۔
یہی خاص وجہ ہے کہ ہم بھی اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔
اس قسم کا آدمی ایک دو دن میں بن نہیں سکتا۔
وہ اپنی ذات پر خود نگرانی رکھتا ہے۔ اور یہ کسی فطرت کا آدمی ہے، وہ خود بخود اس سے عیاں ہو جاتا ہے۔ معاشرت سے انسان پہچانا جاتا ہے۔
جیسی اس کی دھن ہو گی ویسا ہی وہ دکھائی دیگا۔
"جیسی روح ویسے فرشتے"۔
قابلِ اعتبار ہونے کے لئے مدت درکار ہے۔ قابلِ اعتبار بننا قابلِ تعریف ہے۔
ہمیشہ قابلِ اعتبار بننے کی کوشش کرو اور اس کو پیشِ نظر رکھو۔



اِعجازِ اِنسانی

اگر آپ کسی سے حسد نہ رکھتے ہوں تاہم کم از کم کسی ایک انسان پر آپ کو رشک تو ضرور ہوتا ہوگا۔ اور آپ کہتے ہونگے کہ کاش میں بھی ویسا بن سکتا۔

"اس کی شخصیت کس قدر دل آویز ہے۔ جہاں وہ جاتا ہے اس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور وہ ہر جگہ اپنے گھر کی طرح رہ سکتا ہے اس کو دوسروں کے ساتھ تکلف کرنا نہیں پڑتا۔"

حقیقتاً اس میں کتنی خوبیاں مضمر ہیں۔ اس کا تذکرہ مشکل ہے کوئی غیر معمولی بات دکھائی نہیں دیتی اور نہ وہ کوئی غیر معمولی دماغ کا مالک ہے۔ نہ اس کو چالاک اور عیار کہا جا سکتا ہے۔

نہ اس کی پوشاک میں کر و فر یا زرق برق پن ہے۔

نہ اس کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں

مگر جو کچھ بھی ہے وہ حسب رواج و دستور ہے۔

"مگر میں اس کو پسند کیئے بغیر رہ نہیں سکتا"

ہر شخص اس کا مفتون و گرویدہ ہے۔

یہ بڑی قابلِ تعریف بات ہے۔

اس نعمتِ عظمیٰ اور باعثِ رشک چیز کا حصول نہایت آسان ہے۔ یہ قدرت محض قوتِ مقناطیسی یا جذبۂ تسخیر کی تاثیر ہے۔ جو بلا زحمت فوراً دوسروں کو گرویدہ مفتون اور فریفتہ کر لیتی ہے۔ اسی کی بدولت آپ لوگوں کو دوست اور پھر وفادار دوست بلکہ اپنا والہ و شیدا بنا کر اُن کی حمایت اور اعانت حاصل کر سکتے ہیں۔

جب کسی شخص سے پہلی ملاقات ہو تو اس وقت اس سے کیا کہنا اور کیا کرنا مناسب ہوگا۔ اس وقت آپ چاہینگے کہ قوتِ فریفتگی موجود ہو۔

پہلے آپ یہ غور کیجئے کہ آپ کو اس شخص میں کیا خوبی نظر آرہی ہے۔

وہ خود غرض اور نفس پرور تو نہیں ہے۔

اگر اس میں یہ خرابی پائی جائے تو پھر کسی کو اس کی پروا کیوں ہوگی؟

اس کو ہمیشہ اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہیں ستاتا ہے یہ تو صاف ظاہر ہے اور وہ خواہ مخواہ اپنی رائے اپنی ترنگوں اور اپنے من مانے خیالات کو آپ کے گلے نہیں باندھتا۔

جس قدر غائر نظر ڈالو گے اتنا ہی صاف نظر آئیگا کہ کسی طرح بھی وہ اپنے آپ کو دوسروں کے پیشِ نظر رکھنے کا انتظام کر ہی لیتا ہے۔

وہ ہر وقت آپ سے ملنے کے لئے تیار رہے۔

وہ آپ کی باتوں سے کبھی نہیں اکتاتا اور نہ بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور نہ وہ کبھی آپ کو یہ محسوس ہونے دیگا۔

ہر حالت میں وہ ایک نرالی ثابت قدمی رکھتا ہے۔

وہ آپ کی بات کو بلا کسی اکتاہٹ کے ابتدا سے انتہا تک سنتا ہے۔

آپ بھی اس خصوصیت سے فائدہ اٹھائیے۔

وہ نہایت دلچسپی سے سن رہا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں کہ وہ دلچسپی لے رہا ہے۔ اور وہ بعض بعض وقت کچھ دریافت بھی کر لیتا ہے اس طرح وہ آپ کا ہم خیال و ہم زبان بن رہا ہے۔

وہ جہاں بیٹھے گا وہاں یک رنگی دکھائے گا۔ یہ نہ دیکھیگا کہ وہ کس کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ بلکہ آپ کے ساتھ مکالمت میں شریک ہو جائے گا۔ اس کا ذہن آرام طلب نہیں ہے۔ وہ ایک پانچ سالہ بچے سے لیکر اسی برس کے بوڑھے تک کی بات چیت میں حصہ لیگا۔ اُس کا ذہن ہمیشہ کام کرتا رہیگا اور وہ ہر چیز میں دلچسپی لیگا۔

اُس کو ہر چیز لائق وابستگی دکھائی دیگی۔

جس کو وہ قلمبند کرتا جائے گا۔

ہر کام کے لئے اس کا دماغ تندرست اور مستعد رہیگا۔ وہ ہمیشہ تر و تازہ رہیگا۔ وہ کبھی زنگ آلود نہ ہو گا۔ وہ ہر جگہ باعث تسکین رہیگا۔

وہ حد اعتدال سے باہر نہ ہوگا۔ ہر جگہ اس کا استقبال ہوگا۔ وہ

شمع بزم اور رونق محفل بنا رہے گا۔ اور ہر مجلس میں اپنے آپ کو اسی رنگ کا بنا کر پیش کرے گا۔

مگر اس کامیابی کا باعث یہ ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کے حالات و واقعات سے باخبر رہے گا۔

اس میں اس کو تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں گی۔ وہ کونسا درخت ہے جس کو ہوا نہیں لگتی

مگر اس نے اصول بنا لیا ہے کہ وہ اس پر زیادہ دھیان نہیں دیگا۔

وہ ہر شخص کو دلکش اور ہر چیز میں کشش پائے گا۔

وہ دوسروں کی قدر شناسی کرے گا۔ پھر دوسروں کا اسکی قدر کرنا کون سی تعجب کی بات ہے؟

مشرق کے الہامی شاعر خواجہ حافظ شیرازی نے اس لمبی چوڑی داستان کو صرف دو مصرعوں میں بیان کیا ہے۔

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا

خطابت کی سحر کاریاں

اس وسیع و عریض دنیا میں آپ اپنے لئے راستہ پیدا کر سکتے اور زندگی آرام چین سے گزار سکتے ہیں مصیبت و ادبار کو دور کر کے معاصرین سے سبقت لیجا سکتے اور عظیم ترین شخصیت حاصل کر سکتے ہیں۔
آپ ہزاروں آدمیوں کو دوست بنا سکتے ہیں جو آپ کو سر آنکھوں پر بٹھائیں۔ بہر کیف آپ بھی با اثر، ایک قابل قدر قوت کے مالک بن سکتے ہیں۔
بشرطیکہ آپ اپنے آپ میں مقناطیسی قوت پیدا کریں۔
اس کی وجہ سے آپ کو ارفع و اعلیٰ جگہ مل جائے گی۔ آپ صدر نشین بن سکتے ہیں۔
یہی قوت آپ کو قائد (لیڈر) بنا سکتی ہے اور ایک بڑی جماعت آپ کے زیر اثر رہ سکتی ہے۔ اور ایک روز آپ قائد اعلیٰ کہلا سکتے ہیں
مگر اس کے لئے آپ میں ایسے صفات اور کمالات ہونا چاہیئے جو عوام میں نہیں پائے جاتے۔
اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں ایسا ثابت نہ ہونے دو کہ

وہ کہنے لگیں کہ اس میں کوئی وصف نہیں ہے اور نہ کوئی اچھائی دکھائی دیتی ہے۔ یہ ایک ادنیٰ درجہ کا شخص ہے۔ اور جو ظاہرداری اس میں پیدا ہو گئی ہے وہ قیادت کے قابل نہیں بنا سکتی۔

غور کیجئے کیا آپ دوسروں پر اثرانداز ہو سکتے ہیں۔؟

آپ سے مل کر دوسروں کو خوشی ہونی چاہیئے۔ آپ سے ہم کلام ہونے میں ان کو یہ محسوس نہ ہونا چاہیئے کہ ان کا وقت برباد ہو رہا ہے۔ جو کچھ گفتگو کرنی ہو اچھی طرح سے کیجئے۔

گفتگو برمحل شیریں اور ٹھوس ہونی چاہیئے۔

اظہار خیال کے ذریعہ ہی آپ مصیبت سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ اس مؤثر ذریعہ سے اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار دوسروں پر نہایت عمدگی سے کر سکتے ہیں۔ خوش گفتار جو چاہے کر سکتا ہے اس کی دلفریب اور مترنم آواز پر لوگ گرویدہ ہو جاتے اور گھنٹوں اس کی گفتگو سے لطف اٹھاتے ہیں۔ وہ بے اختیار داد دینے لگتے ہیں۔ کہ اس مقرر میں بلا کی قوت ہے۔ اپنے مافی الضمیر کی جیتی جاگتی تصویر نگاہوں کے سامنے پیش کر رہا ہے جو الفاظ کے زیر و بم اور اتار چڑھاؤ سے بالاتر ہے۔ اس کی صداقت میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں گراں بہا ہم آہنگی اور ایک قسم کی مٹھاس ہے۔

جب زبان کھولو تو ایسی بات بولو جسے دوسرے سُن کر خوش ہو جائیں

"اور لو یہی دنیا کا اُصول ہے۔ بولو اور بولنے دو۔

غور سے سُننا سیکھو۔

اچھی طرح گفتگو کرنے والے ہی اچھی طرح سننے والے ہوا کرتے ہیں اکثر آفت کے پرکالے پہلے اپنی بات منانے کے لئے بے حد مُصر رہا کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد بارش ختم ہو جاتی اور بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اُن کی گفتگو خاموشی سے کان دھر کر سنو۔ سارا معاملہ نہایت عمدگی سے طے ہو جائے گا۔

جب گفتگو کرو تو دوسروں کا ضرور لحاظ رکھو۔

اگر وہ کبھی کچھ لب کشائی کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو ان سے چھٹکارا پانے کا یہی ایک یقینی اور واحد راستہ ہے گفتگو کرتے ہوئے موضوع نہ بدلو ایک سلسلہ ختم کئے بغیر دوسرا شروع نہ کرو اس سے لوگ اکتا جاتے ہیں۔

جب گفتگو کرو معنی خیز بات بولو۔ اور جو بولو وہ با معنی ہو جو شخص ایسا کرتا ہے اُس کو لوگ پسند کرتے ہیں اور جو اس طریقہ پر نہیں چلتا اس سے لوگ بے التفاتی برتتے ہیں۔ اور اسے بہت جلد پہچان جاتے ہیں۔ غور سے سننے والا فوراً بھانپ لیتا ہے کہ متکلم جلب منفعت کے لئے اِن خیالات کا اظہار کر رہا ہے۔ یا اُس سے کوئی ذاتی فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے۔ یا فریب دے رہا ہے۔ اس طرح لوگوں کو فوراً

محسوس ہو جاتا ہے کہ متکلم کوئی معقول شخص ہے یا فرومایہ۔

جب آپ کسی سے مخاطب ہوں تو نہایت التفات سے گفتگو کیا کیجیے۔ درشت کلامی اور لہجے کی سختی بُری چیز ہے۔ ہرگز آپ کو ایسا نہ کرنا چاہیے جس سے آپ کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

سخت گوئی درشت لہجہ اور بدکلامی کسی کو بھی پسند نہیں آتی۔ ایسی گفتگو کرنے والے سے لوگوں کو نفرت و کراہیت پیدا ہو جاتی ہے صاف صاف بے لاگ۔ کھری کھری گفتگو کرنی چاہیے۔ ایسی گفتگو جس جگہ بھی کیجیے لوگ اسے غور سے سنیں گے۔

اگر آپ واضح طور پر صاف صاف گفتگو کر سکتے ہیں تو آپ یقیناً خوش نصیب ہیں۔

زندہ دلانہ اور خوش باشانہ گفتگو نسبتاً الم انگیز اور رنج آمیز گفتگو کے زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ اس سے لوگوں کی طبیعت کی شگفتگی حاصل ہوتی ہے۔

مگر بے محل ہنسی اور بے تکی ظرافت تکلیف دہ ہے۔ اس سے اکثر لوگوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مسخرہ پن کوئی محبوب مشغلہ نہیں ہے اس سے لوگوں کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ بات کرنے والا کوئی صاحب ذوق نہیں ہے۔

اس لیے جس قدر ہم اس بُرائی سے دور رہیں اس قدر بہتر ہے

ہم سب نقاب پوش ہیں

ہم اس سے کس طرح واقف ہو سکتے ہیں کہ لوگوں کے دماغ میں کیسے کیسے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ایسی واقفیت حاصل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

ظاہری صورت سے اندرونی حالت کا پتہ مطلق چل نہیں سکتا

اکثر آدمیوں کے افعال کی نوعیت اس حالت سے بالکل مختلف رہتی ہے جیسا کہ وہ خاص طور پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ بظاہر بہت سخت دکھائی دیتے ہیں در اصل وہ ایسے نہیں ہوتے

ہم خود اپنی اصلی فطرت پر قائم نہیں ہیں۔

ہم اپنی طبعی حالت دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ہمیں ان پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ ہمیں خوف ہوتا ہے کہ شاید وہ ہماری ہنسی اڑائیں یا ہماری کمزوری سے فائدہ اٹھائیں۔

بعض وقت ہم کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ صحیح حالات کا اظہار فائدہ مند نہیں۔ اس لئے ہم اپنے خیالات کے اظہار کے وقت بھٹک جاتے ہیں ہم کو خود اپنی نگہبانی کرنی پڑتی ہے۔ اور آخر یہ

یہ طبیعت ثانی بن جاتی ہے اور ہمیں خود اپنے نفس پر بھروسہ نہیں رہتا۔ کیا یہ نامرادی نہیں ہے؟۔

کسی شخص کے پاس بھی کوئی روحانی طریقہ لوگوں کے اصلی حالات معلوم کرنے کا نہیں ہے۔ کسی شخص کے ذاتی اور خانگی حالات ہم مطلق معلوم نہیں کر سکتے۔ ہمارے سامنے ایک اونچی فصیل ضرور موجود ہے۔ مگر ہم بلا اجازت اس قلعہ کے اندر داخل ہونے کے لئے ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتے۔

البتہ اگر وہ کسی طرح ہموار ہو جائیں تو درمیانی خندق پاٹی جا سکتی ہے۔ اس وقت ہم چل کر حصار کے اندر داخل ہوں گے۔ اور ان کو بے نقاب پائیں گے۔ ممکن ہے کہ کمر کھولے ہوئے اسوقت وہ کسی بچے سے کھیل رہے ہوں۔

یہ ایک بڑی مصیبت ہے۔

انسان فطرتاً شرمیلا واقع ہوا ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ کہیں لوگ اُس کی کمزوریوں کو نہ جان جائیں۔ اور اس وجہ سے وہ غلط روی اور غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔ گویا اُس نے اپنی اصلیت کو چھپا لیا اور روپ بدل لیا ہے۔

اس کا بہروپ اتار لو اس کا نقاب چھین لو مگر یہ اتنا آسان نہیں ہے جیسا کہ آپ سمجھ رہے تھے۔

اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ یہی اچھا اصول ہے۔ اس پر ظاہر

کرو کہ وہ پُرامن اور مہذب ہے۔ اس کے دل میں اپنا اعتماد قائم کرو۔

پہلے دوست بنو۔ اگر آپ اس کو دوست بنانا چاہتے ہوں۔

اپنے آپ کو کم تر اور عاجز بناؤ۔ یعنے دوسروں کو ان کی برتری محسوس ہونے دو۔

اپنے نقائص ان پر ظاہر کرو۔ تاکہ معلوم ہو کہ آپ ہمدردی اور مدد کے محتاج ہیں۔ پھر اُن سے مدد اور اعانت کے خواستگار ہو۔

اُن کو اپنی قابلیت و عظمت پر نازاں ہونے دو۔

اُن کے مقابلہ میں قیمتی پوشاک مت پہنو۔ اور نہ اُن پر ظاہر ہونے دو کہ ان کے مقابلہ میں آپ کی قابلیت زیادہ ہے عرض و معروض کیا کرو۔ ان کو بولنے دو ان سے صلاح و مشورہ کیا کرو۔

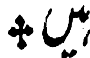
تھوڑی سی تعریف و توصیف سے ہمیشہ حیرت انگیز کام بن جاتے ہیں۔ مگر زیادہ تعریف خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ وہ سمجھ لیگا کہ آپ اُسے بنا رہے ہیں۔ اس طرح بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔

جب وہ بات چیت کرے تو دخل در معقولات نہ کیا کرو۔ غور سے سننے کا ہنر سیکھو۔ اس کی زبان بند نہ کرو۔ اس کو مت ٹوکو اور چبھتی ہوئی بات اور بے اعتنائی مت کرو۔

بحث و تکرار مت کیا کرو اُس سے دوسروں کو اپنی کمتری محسوس ہوتی ہے۔ بحث ہم اس لئے نہیں کرتے کہ جس موضوع پر بحث ہو رہی ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔ بلکہ بحث سے ہماری مراد مخاطب

پر اپنی علمیت، قابلیت اور طاقتِ لسانی کی دھاک بٹھانی منظور ہوتی ہے۔ ہم ایک خاص غرض کے تحت لوگوں سے میل جول بڑھانا اور خلوص و محبّت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر قیل و قال سے لوگوں کو دشمن کیوں بنائیں؟

ہر بے وقوف اپنے آپ کو بڑا عقلمند اور قابل خیال کرتا ہے ایسا آدمی دنیا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی جہالت اور ناکامی کی دلیل ہے۔ بحث اور حجت کی وجہ سے ہم دوسروں کو کھو دیتے ہیں۔ یہ ذہنی پریشانی و تکرار ہے۔ کسی سے تکرار یا لڑائی مت مول لو۔ کسی سے بحث مباحثہ کر کے اس کا دل مت دکھاؤ۔

تم دوسروں کو خوش کرو۔ لوگ تمھیں خوش کریں گے۔ اور جہاں جاؤ گے سب لوگ "خوش آمدید" کہیں گے۔ خوش خلقی ایک پھول کے مشابہ ہوتی ہے جس کی خوشبو سے سب لوگ کھچے آتے ہیں 



قدرشناسی

اگر آپ عوام میں مقبولیت حاصل نہ کریں، اور لوگ آپ کے مخالف رہیں تو آپ ہرگز کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ یہ ناممکن اور قطعاً غیر ممکن ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے لوگوں کی کثیر تعداد کو ہم خیال و ہم نوا بنائیے جن لوگوں سے آپ ملیں اُن کو اپنا گرویدہ اور دوست بنانے کی کوشش کیجئے۔ دوستی انسانیت کا کمال ہے۔ دوستی ایک گوہر گراں مایہ ہے اس میں کمال حاصل کرو۔ دوستی کشود کار کا ذریعہ اور مطلب برآری کا وسیلہ ہے۔ دوستی ایک ایسی تہ آب کشتی ہے جو مخالف کے جہاز کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ ہم کو بعض آدمیوں سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض سے نفرت، اسی طرح اگر آپ ملنا جلنا اور دوستی بڑھانا شروع کر دیں تو آپ سے بھی بعضوں کو محبت پیدا ہو جائے گی اور بعضوں کو نفرت اس کی کیا وجہ ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ لوگوں سے ملتے ہی اس فکر میں

لگ جاتے ہیں کہ یہ شخص مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس سے کیا کام لینا چاہیئے۔ یہ میری اعانت اور امداد کس طرح کرسکتا ہے۔ جب دوسروں کو آپ کی خودغرضی کا احساس ہونے لگتا ہے تو وہ آپ سے نفرت کرتے ہیں۔ پہلے آپ نہایت دور اندیشی سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجیئے کہ کس شخص کو کس چیز کی ضرورت ہے اور کون سا شخص کس طرح آپ کا دوست بن سکتا ہے۔ اس کی دلچسپی کی کیا کیا باتیں ہیں۔

اگر کسی ایسے اجنبی سے آپ کی مدبھیڑ ہوجائے جس سے آپ کو فائدے کی توقع ہے تو اس وقت آپ کو کیا کرنا چاہیئے؟

آپ اس کو دوست بنانے سے پہلے اپنا ہم خیال بنائینگے اس کو خوش کرنے کی کوشش کریں گے۔ بذلہ سنجی۔ لطیفہ گوئی۔ خوش گفتاری سے اس کے دل کو مسخر کرلینگے۔ اور یہ معلوم کرلینگے کہ وہ کس بات سے دلچسپی لیتا ہے۔ اور اس کے دلچسپ موضوع یا محبوب عقیدے کے متعلق ایسی گفتگو کریں گے کہ وہ خوش ہوجائیگا اور آپ کو اپنا ہم خیال اور ہم نوا پاکر کھل جائے گا۔ دوسروں کی فطری اور ذہنی مناسبتوں کا خیال رکھ کر دوستی کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائیے تو دوسرے بھی آپ کے دوست بن جائیں گے۔

یہ طریقہ ہے انفرادی دوستی کا اور اگر آپ محبوب خلائق بن کر عوام کو اپنی محبت کے دام میں گرفتار کرنا چاہتے ہوں تو دوسرا

کی چھوٹی بڑی خدمت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔

دوسروں کو یہ محسوس ہونے دو کہ آپ توجہ کے قابل ہیں۔ تو پھر وہ خود بخود آپ کے پاس چلے آئیں گے۔ فطرتِ انسانی یہی ہے۔ ہم اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے ہمیشہ مصروف رہا کرتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا شخص ہمیں ملے جو ہماری خواہشوں کو پوری نہیں کر سکتا اور ہم کو خوش نہیں کر سکتا تو ہم اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے لئے کارآمد نہیں ہوتا۔

ہمارے ان الفاظ سے ناسمجھی اور خودغرضی کی جھلک دکھائی دیرہی ہے مگر اس میں صداقت ہے۔

ہر شخص کیا چاہتا ہے۔؟

ہر شخص اپنی آرزؤں کی تکمیل، اپنی خواہشوں کی تعمیل میں مبتلا ہے۔ مثل مشہور ہے "بی لومڑی کو پیٹ کا دکھ" پہلے تو لوگوں کو مال و متاع اور روپیہ کمانے کی دھن اور حرص رہتی ہے۔ جب اسکی تکمیل ہوجاتی ہے تو عزت و شہرت جاہ و حشم کی فکر ہوتی ہے جس قدر اس کا رتبہ بڑھتا ہے اس کی حرص اتنی ہی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ ہل من مزید کے نعرے لگاتا رہتا ہے۔

اب آپ کا کام یہ ہے کہ اس کی بڑی سے بڑی دلی خواہش کیا ہے؟ اس کی سب ضرورتوں میں کس کو فوقیت حاصل ہے؟ اس کا پتہ جہاں تک ہوسکے چلالو۔

اگر آپ مجھ سے دریافت کرنا چاہیں تو میں کہونگا کہ ہم سب کی یہی دلی خواہش ہے کہ لوگ ہماری نسبت اچھا خیال رکھیں ہم بُری نظر سے دیکھے جانے اور دل سے اتر جانے کو برداشت نہیں کرسکتے۔ اور نہ اپنی ہنسی اڑائی جانا ہم کو پسند ہے۔

ہم کو چاہیئے کہ دوسروں کو اہمیت دیں۔ ہم انھیں لوگوں کو پسند کرتے ہیں جن کو ہم سے دلچسپی ہے۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی سرد مہری کا برتاؤ کرے تو ہم کو دلی صدمہ ہوگا۔ ہم کو خاطر مدارات استقبال مرغوب ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس کو کوئی پسند نہ کریگا۔

بے مروّت نہ ہو اگر ایسے ہو گے تو لوگ آپ سے اپنا پیچھا چھڑانے لگیں گے اور ترکِ تعلق کر لینگے۔

ہمیشہ اس ذہن میں رہیئے کہ "فلاں شخص میں جول بڑھانے اور دوستی کرنے کے قابل ہے۔ اس کو اکثر امور پر کامل عبور حاصل ہے۔ وہ ایسی باتیں جانتا ہے جن کو میں مطلق نہیں جانتا۔ دیکھوں تو سہی وہ میرے معلومات میں کیا اضافہ کرتا ہے"

لوگوں میں ایسے گھل مل جاؤ جس طرح کسی دلچسپ کتاب کو ختم کرنے کے لئے آپ اس میں آدھی رات تک جذب ہو جاتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہونے دو کہ آپ ان میں جذب ہو رہے ہیں۔ ان کو سرد مہر نہ بننے دو۔ بلکہ گرم جوش اور دل سوز بناؤ۔ مگر حد سے بڑھ نہ جاؤ۔ ورنہ لوگوں کو یہ محسوس ہوگا کہ آپ آپے سے باہر ہو رہے

ہیں۔ ان لوگوں سے بلا تصنّع سچائی اور صداقت کے ساتھ دلچسپی لو اور اس کو ان پر ظاہر بھی کر دو۔

لوگوں کی اچھی باتوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ ان کی اچھی عادتوں کا انتخاب کر لو۔ اور ہمیشہ ان کی تعریف و توصیف کیا کرو۔ اس کی پرواہ نہ کرو کہ ان کی کوئی چھوٹی سی برائی آپ کو پریشان بھی کر رہی ہے۔

بے التفاتی۔ سرد مہری۔ تند خوئی جھنجلانا چھوڑ دو۔ یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کو ایک بھڑکنے والے جن مانس کو اس کی کھوہ سے پرچا کر باہر نکالنا ہے۔ اس کو روشنی، ہوا اور خوشی کا تحفہ پیش کرو۔ تو پھر وہ آپ سے بغلگیر ہونے سے انکار نہ کر سکیگا۔



دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دو

مثل مشہور ہے۔" اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ"۔ اسکے لئے آپ مجبور ہیں کیونکہ ہماری فطرت ہی ایسی واقع ہوئی ہے۔

ہم ہمیشہ اپنی ہی خیر مناتے ہیں۔

اپنی خواہش کو ہم پہلے جگہ دیتے ہیں۔ اپنی ناپسند چیز چاہے بھاڑ میں کیوں نہ جائے ہم کو پرواہ نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب کچھ ہماری مرضی کے موافق ہو۔ ہم اپنی دنیا الگ بنانا چاہتے ہیں۔ جو ہمارے اطراف گھومتی رہے۔ اس طرح ہم اپنے ڈھائی چاولوں کی کھچڑی الگ پکانا چاہتے ہیں۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے۔ ع۔ ہر کس بہ خیالِ خویش خبطے دارد۔

یہی وجہ ہے کہ ہم مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ہم اسی کی بدولت سخت نقصان اٹھاتے ہیں کیونکہ خلوص اور سچائی سے فطرتِ انسانی کا مطالعہ نہیں کرتے۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری ہستی کوئی خاص امتیاز نہیں رکھتی ہم انفرادی طور پر کوئی خاص حیثیت کے مالک نہیں ہیں اسلئے لوگوں کو

ہماری پرواہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہی رمز بے خودی کا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جیسی جیسی ہماری عمر بڑھتی جائے ہم خودی کو بھولتے جائیں۔ کیونکہ خودی اور خدائی میں بیر ہے۔ اپنے قدح کی خیر منانا چھوڑ دو۔ اپنے کام کاج کے لیئے لڑنا جھگڑنا چھوڑ دو۔ دوسروں کو نیچا دکھانا چھوڑ دو۔ خودی یا ذاتی اغراض کو ترک کرنے کا مشورہ شاید آپ کو اچھا معلوم نہ ہو۔ مگر روزمرہ کے کاروبار میں یہ کس قدر سود مند ہے۔ خود تجربہ کر کے دیکھ لو تیل ہی پہیوں کو آسانی سے گھماتا ہے۔ دوستوں سے میل ملاپ بڑھاؤ رنجش مخالفت، ناگواری، دشواری کو دور کر دو۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم کو وسیع الخیالی اور فراخ دلی سے کام لینا چاہیئے۔

اب آپ نے خودی کے نقاب کو اتار دیا ہے۔ اپنے ذاتی خیالات اور ذاتی معاملات کو آپ نے خیرباد کہہ دیا ہے اور دوسروں کے ہم آہنگ بننا اور دوسروں کی آنکھوں سے ہر چیز کو دیکھنا چاہیے جو کچھ کہ وہ کہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس میں اسی نصب العین کو پیش نظر رکھتا ہے۔

(۹) یک جان دو قالب بننا اور اس کے اثرات سے اچھی طرح واقف ہو جانا چاہتا ہے۔ اگر ہمارا مقصد یہی ہے تو ہم بھی فائدے ہی میں رہینگے۔ اس کی وجہ سے ہم سے بہت کم خطائیں سرزد

ہوئیں گی۔ اور ہم کو زیادہ موقع شناسی آجائے گی۔ اس وقت ہم جو دوسروں کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑے اٹکاتے ہیں وہ بری عادت چھوٹ جائے گی۔

اور ہم کم سے کم وقت میں بڑی سے بڑی منزل طے کر سکیں گے

دوسروں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ان کے میلانِ خاطر کا کام کرتے وقت اُن کے جذبات کا خیال رکھو اور تمھارے اعمال و افعال اُن پر کیا اثر کرتے ہیں اس کو دیکھو۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم کسی شخص سے کاروبار کرتے وقت یہ کہتے ہیں کہ "کیا اچھا ہوتا کہ اس کی ماہیت سے واقف ہو جاتے" یعنی بالفاظِ دیگر دوسروں کے عندیہ سے آگاہ ہو جانا ہمارے لئے بے حد ضروری ہے۔

اس کا پول کھل جاتا اور وہ جیسا کچھ ہے ہم پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو آپ اچھی طرح آزما کر دیکھ سکتے ہیں۔

آپ اس کے اوصاف اور عیوب سے باخبر ہو جاتے ہیں۔

وہ کیا چاہتا ہے اُس کا علم ہو جاتا ہے۔

اس کی خواہش پوری کر دو۔ وہ آپ کا حلقہ بگوش ہو جائیگا۔

جو دوسروں کے دل و دماغ میں راہ کر لیتا ہے اور اس راز سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کا یہی انعام ہے

✣

خیال آرائی و زُود رسی

کامیاب شخص جو چاہتا ہے اس کو حاصل ہوتا ہے۔
کوئی چیز اس کو پست ہمت یا برگشتہ نہیں کر سکتی۔
وہ اپنے مقصد کی تکمیل اور ارادے کے سرانجام میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اپنی ذات سے بھی اسے کوئی ہمدردی باقی نہیں رہتی۔ جب وہ اس نوبت پر پہنچ جاتا ہے تو غذا، نیند، مال و زر، دوست احباب کے بغیر بھی وہ اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے۔ اس کے ذہن میں ایک شاندار اور بلند مقصد، اس کے دل میں ایک شعلہ فشاں اور پُرجوش خیال کارفرما ہے۔ اس سے اس کو ایسی قوت اور ہمت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ رستم وقت بن جاتا ہے کسی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ (ع)

بھلا شیر پھیرے تو پنجہ ہمارا

کیونکہ وہ زود فہم اور نکتہ رس ہے۔
بھلا ایسا شخص کامیاب نہ ہو تو پھر کون ہو گا؟
وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے۔

کیونکہ وہ وہی پاتا ہے جو چاہتا ہے۔
یہی کامیابی کا راز ہے جو ہمارے لیئے غور کے قابل ہے۔
کسی کی وہاں رسائی نہیں، اس سے اپنے آپ کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور کسی دوسرے کو الا جب تک کہ وہ خود وہاں پہنچنا نہ چاہیئے۔ اکثر لوگ نرم بستر پہ پڑے ہوئے ہی دماغ لڑانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ خود حرکت کرنا نہیں چاہتے۔
تیز فہمی ایک بلا کی قوت ہے۔ جب تک ہاتھ پاؤں تیز نہ ہوں آدمی شہر رو برق نہ بن جائے۔ تیز فہمی کی شعلہ وشی اور سیماب صنعتی پیدا نہیں ہوتی۔
یہ انسان کو تڑپا دیتی ہے۔ یہ نہایت چمک ودمک سے تاباں بلکہ درخشاں ہو کر ایک نورانی فرشتہ کے جیسی تجلی میں نمودار ہوتی ہے۔ اس کی تابناک تجلی سب کو جلا کر بھسم کر دے سکتی ہے۔
یہ وہ قوت ہے جو کبھی خطا نہیں کر سکتی اور نہ کبھی زائل ہو سکتی ہے۔
یہ ایک ایسا تیر ہے جو تھر تھراتا اور لرزتا ہوا ٹھیک نشانہ پر جا بیٹھتا ہے۔
یہ ایسی قوت ہے جو آپ کی قوتِ عاملہ کو محفوظ رکھتی ہے۔ اور اسے بڑھاتی ہے۔ تیز فہمی زندگی کے مقصد کو پورا کرتی ہے۔ اگر آپ تیز فہم ہیں تو اچھے موقع کو کبھی ہاتھ سے جانے دینگے اور نہ اپنے آپ کو تاراج اور پامال ہونے دینگے۔

تیز فہمی اور غبی پن دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

انسان کی تیز رسی نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ اس کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔ اس کو فوری خبر ہو جاتی ہے کہ وہ کہاں جا رہا ہے وہ خیالی پلاؤ نہیں پکاتا۔ وہ ہر کام کو کر دکھاتا ہے۔ کام اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے مصروفیت اس کے لئے مصیبت نہیں ہے وہ ایک لمحہ کو بھی کھو نہیں سکتا دنیا میں وہ ایک نہایت ہی خوش نصیب شخص ہے۔

وہ ذہین ہے۔ قابلِ توجہ ہے اور ہر ایک دائرہ کا مرکز بنا ہوا ہے وہ جسمانی اور روحانی شکل میں وہاں موجود ہے۔

زود فہمی کا یہی نتیجہ ہے۔

قطعی طور پر یہ ایک گرانمایہ اور انمول چیز ہے۔

بالفاظ دیگر اس کو اجتماع ذہن بھی کہہ سکتے ہیں۔ جو شخص زود فہم ہو وہی دماغ کی یکسوئی رکھ سکتا ہے۔ اس کے لئے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ خیال کر سکتا ہے اور خواہش بھی رکھ سکتا ہے مگر وقت واحد میں ایک چیز کی۔

اس کو رفیع الشان اجتماعِ توجہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

انسان کے فطرتی جذبات اور تصورات کو واقعی طور پر عملی جامہ پہنا کر زندہ نمونہ بنایا گیا ہے۔ جو نظر نہیں آتا مگر اس کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ مطمح نظر کیا کچھ کر سکتا ہے۔

یہ انسان کو بلند سے بلند تر کرتا ہوا انتہائی عروج پر پہنچا دیتا ہے۔ یا اسے قعر مذلت میں گرا دیتا ہے۔ اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ تخت یا تختہ۔

یہ اس کو ویسا ہی بنا دیتا ہے جیسا کہ وہ بننا چاہتا ہے۔ یا وہ جیسا کہ خود ہے۔ وہ ظفر مند ہو سکتا ہے۔ یا نکبت خوردہ۔ ایسا شخص زندگی کے سٹیج پر یا تو کامیاب نظر آئیگا یا خودکشی کر لیگا اُس کا دارومدار اس کے نصب العین پر منحصر ہے۔ کیونکہ ہر شخص کا کچھ نہ کچھ مقصدِ اعلیٰ ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی نصب العین نہ ہو تو ہماری قیمت کچھ بھی نہیں ہے۔

ممکن ہے کہ پہلے پہلے یہ صاف ظاہر نہ ہو۔ مگر اُس کا ہونا لازمی ہے کہ ہم کیا ہونا چاہتے ہیں یا ہم کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ایسے کسی ایک مقصدِ اعلیٰ کا ہونا ضروری و لازمی اور یقینی ہے۔

ہمارا نصب العین جیسے ہم ہیں ہم کو ویسا ہی بنا دیتا ہے۔ ہمارا ہر فعل اور ہمارا مستقبل بالکل اسی نصب العین کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ ہمارا عکسی ذاتی ہے جو ہم کو بناتا اور بگاڑتا ہے۔

اس کو چاک کر ڈالو۔ اگر یہ ناخوش گوار ہے تو اس کو نکال باہر کرو۔ دوبارہ کوشش کرو۔ اور دوسرا بناؤ۔

کوئی نیا نصب العین قائم کر لو۔ اپنے کو اس جیسا بنا لو جس کی

مثال آپ کے سامنے ہے۔ اپنے آپ کو وہی خیال کرو۔ اس کو پیشِ نظر رکھو۔ جیسا آپ نے خیال کیا ہے ویسے بن جائینگے۔ کیونکہ انسان جو خیال دل میں قائم کرتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے۔

ماہرینِ علم النفس کا بیان ہے کہ کوئی کام بغیر تصور کے وقوع میں آ نہیں سکتا۔ اور یہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہ بھی انھیں کا قول ہے کہ کوئی فعل بلا تحریک یا خواہش کے صرف تصور سے رونما ہو نہیں سکتا۔ کوئی فعل خواہ برا ہو یا بھلا اپنے نشان چھوڑ جاتا ہے۔ جو ہمارے تصور کے موافق ہوتے ہیں۔

اگر ہم اپنی ذات سے مطمئن نہیں ہیں تو اس میں تصور کی خطا ہے اور وہی قابلِ الزام ہے۔ تصنع کو ٹھکرا دو۔ اور جامۂ حقیقت کو زیبِ تن کر لو۔

دل و دماغ میں ہم اپنے خیالی تصور کی جو پرستش کرتے ہیں وہی ہمارا عکس ہے۔



ہر ایک کا منظورِ نظر

یہ مناسب وقت ہے کہ اس کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کر دیا جائے کہ ہم کس قسم کے انسان بننا چاہتے ہیں۔ شاید آپ کہینگے کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم خود دل دہی سے کام کرتے ہیں تو پھر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر اس پر بکرر غور کیا جائے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر قابلِ توجہ والتفات ہے۔

کھیل میں جیت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ انسانوں کو کس طرح مطیع کیا جا سکتا ہے۔ دھوکے سے کس طرح بچ سکتے ہیں ہم کو دوسروں کے ساتھ سابقہ پڑتا ہے۔ اور اُن کو ہم سے وہ ہم کو جیتنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ نہ کہ ہارنے میں اور یہی تصور کامل ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہم گھٹنا وستے پن کو پسند نہیں کرتے۔ ناقابلِ اعتماد شخص نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ ہم کو اس سے سروکار نہیں رکھنا چاہیئے۔

ایسے عورت مرد قابلِ رحم ہیں جن سے لوگ مُحترز رہنا اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ بے یار و مددگار رہتے ہیں۔

لوگوں کا جو خیال ان کے متعلق قائم ہوا ہے اُس کے لئے خود ان کو اپنا ہی ممنون ہونا چاہیئے۔

وہ دوسروں کے ساتھ موافقت نہیں کر سکتے۔ وہ ہر کام کو اپنے لیئے مشکل بنا لیتے ہیں چاہے وہ دفتر ہو یا گھر یا کوئی کلب ان سے اچھا کام کیونکر سرزد ہو سکتا ہے جبکہ ساری دنیا ان کی مخالفت پر تُلی ہوئی ہے۔

بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں کوئی خاص خصوصیت نہیں ہوتی۔ واقعہ یہ ہے کہ ان میں ننیانوے فیصدی ایسے ہوتے ہیں جن میں کسی قسم کی برائی پائی نہیں جاتی۔ تاہم وہ دوسروں کے دلوں پر کسی طرح بھی اثر ڈال نہیں سکتے اور نہ مفتون و فریفتہ ہی کر سکتے ہیں۔ اور نہ کسی کے منہ سے اُن کے متعلق یہ بات نکل سکتی ہے کہ "کیا ہی اچھا آدمی ہے کوئی کام ایسا نہیں ہے جو میں ان کے لیئے کرنے تیار نہ ہو سکوں۔ وہ اس سے بھی بہت زیادہ کے مستحق ہیں"۔ مگر افسوس کہ دوسروں کی نظروں میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ انھوں نے اپنے آپ کو اپنے کام کو اور اپنی آزادی کو نہایت ہی سستے داموں بیچ دیا ہے۔

کاش ان کو ٹھیک طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ کس طرح وہ

بازار جہاں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ ہم کو اکثر ایسے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ جن کو ہم کبھی فراموش نہیں کرسکتے کیونکہ ان میں کچھ نہ کچھ خوبیاں موجود ہوتی ہیں۔

ہم دل سے اس کا اعتراف کرتے ہیں مگر یہ کیا ہیں۔ اس سے ہم بالکل ناواقف ہیں۔ اور ان کو احاطۂ الفاظ میں گھیر نہیں سکتے۔ ان میں کوئی چیز ایسی ضرور ہے جو ہم کو ان کی جانب کھینچ رہی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم ڈگمگا رہے ہیں اور متاثر ہیں ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ وہ مکمل انسان ہیں، فوق البشر ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ یکتائے زمانہ ہیں۔ آپ ان کو پسند کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔ ان کی زبان سے ایک لفظ نکلتے ہی اس کی تعمیل فوراً بخوشی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ دوستی پیدا کرنے کے گُر سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ اُن کے جاننے والو یا دوستوں نے اُن کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ آج وہ جو کچھ نظر آتے ہیں یہ سب دوستوں کی امداد اور اعانت کا نتیجہ ہے۔

ہم کو ان کے جیسا بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

شاید یہ آپ کو مشکل معلوم ہو اور آپ اس کام کو مافوق الفطرت سمجھنے لگیں۔ کیونکہ آپ اوسط درجے اور متوسط معیار کے آدمی ہیں۔ مگر سنجیدگی سے غور کیجئے تو یہ بہت ممکن ہے کہ آپ بھی ان تمام خصوصیات کو حاصل کرسکتے ہیں یہ آپ کے بس کی بات ہے۔

دوبارہ اس پر غور کیجئے۔ وہ لوگ بھی آپ کے اور میرے

جیسے ہیں۔ یہی گوشت پوست اور یہی دل اور یہی دماغ رکھتے ہیں کسی بات میں وہ ہم پر فوقیت نہیں رکھتے۔ انھوں نے کوئی خاص معرکہ سر نہیں کیا ہے۔ وہ نہ تو قوی الجثہ پہلوان ہیں اور نہ کوئی نادر الوجود شخصیت رکھتے ہیں۔ مگر باوجود اسکے ہر شخص کی زبان انکی تعریف و توصیف سے لال ہے۔

اور وہ ہر ایک کے منظورِ نظر ہیں اُن میں صرف اتنی خوبیاں ہیں کہ۔

وہ زبان دراز نہیں مگر شیریں گفتار ہیں۔ دوسروں کے ہزار الفاظ کے مقابلہ میں اُن کے دو ایک جملے زیادہ کار آمد ہیں وہ اپنی موجودگی میں دوسروں کو شادماں سر برآوردہ و ذی رتبہ بنا دیتے ہیں۔ وہ پر شور اور غل غباڑہ کرنے والے نہیں۔ وہ کبھی کسی بیہودگی کا ارتکاب نہیں کرتے اُن کی زبان سے دل شکن الفاظ کبھی نہیں نکلے۔

یعنے وہ دوسروں کو نصف راستہ ہی سے پُر زور استقبال کر کے انھیں اپنی راہ پر لگا لیتے ہیں۔ وہ کسی مجمع میں بھی ہر دلعزیزی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اس نئے ڈھنگ اور انداز سیکھ لئے ہیں۔ وہ انسانوں کو اپنا گرویدہ و فریفتہ بنانے کے فن سے بخوبی واقف ہیں حقیقت میں ان کی کامیابی کا یہی راز اور ان کا یہی ایک ہنر ہے۔

ہم کو آج ہی سے تند خوئی اور بے مہری کو دور سے سلام کر لینا چاہئے۔

کیوں نہ ہم اُن کی اچھائیوں کو نوٹ کر لیں اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

کمال تو جب ہے کہ آپ بجنسہٖ ویسے بن جائیں ❁



کارنیگی کے اُصول

آپ نے کبھی سنجیدگی سے فنِ تسخیر خلائق یعنے لوگوں کو مطیع کرنے کے معاملہ پر غور کیا ہے۔

اب تک صرف چند آدمیوں نے ہی اس پر غور کیا ہے۔

اور اس کا نتیجہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہو گئے ہیں۔

"ڈیل کارنیگی" ہربرٹ کیسن۔ بل مین۔ ان آیور۔ ہوکین وغیرہ نے اس فن میں مہارت حاصل کی ہے۔ اور دنیا کو بتلایا ہے کہ لوگوں کو مسخر کرنے اور ان کو ہموار بنانے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ کس طرح لوگوں کی عنایت و نوازش حاصل ہو سکتی ہے اور کیونکر آپ کامیاب ہو سکتے ہیں اور کاروبار کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے

آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ ان کی خواہشات۔ تمنائیں۔ جذبات۔ خیالات سے جہاں تک بن سکے پوری طرح واقف ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے

عوام کے علم میں یہ بات لانی چاہیئے کہ آپ میں ہر کام کے کرنے اور سیکھنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ دیپ مالا

دریافت کرلو۔ اور بغور دیکھ چن لو۔
قوت کے حصول کا یہی ایک راستہ ہے۔
"کارنیگی" کی تصنیف حصولِ دوستی اور تسخیر انسانی کے کسی ایک صفحہ کا مطالعہ کرو تو آپ کو سینکڑوں ایسی باتیں معلوم ہوں گی جو آپ کے دائرۂ معلومات سے باہر ہیں اور کچھ ایسے سیدھے سادے اصول جن پر آپ سالہا سال سے کاربند تھے۔ آپ کے لئے باعثِ حیرت بن جائیں گے۔
آپ اپنی طرز روش کو حقیقی صورت میں دیکھ سکیں گے اور اُس کا دوسروں پر کیا اثر مترشح ہوتا ہے۔ یہ معلوم کر کے بھی آپ کو سخت حیرت ہوگی۔ اور آپ کو صاف صاف نظر آنے لگے گا۔ یعنی آپ حقیقت کو سمجھنے لگیں گے۔ اور آپ یہ معلوم کر کے کہ آپ نے اب ہر کام کو بہترین طریقہ پر انجام دینے کا طریقہ اور راز معلوم کر لیا ہے مارے خوشی کے اچھل پڑیں گے۔ کیونکہ "کارنیگی" کے بتلائے ہوئے اصول نہایت آزمودہ ہونے کا علاوہ ہمیشہ بالکل صحیح اور ہر موقع پر بہترین ثابت ہو چکے ہیں۔
کارنیگی اور دوسرے ماہرین طبعیات نے ہزاروں پر تجربہ کر کے باقاعدہ۔ عالمانہ اور سائنٹیفک اصول آپ کو بتلائے ہیں۔
اِس فلسفہ انسانیت نے ہم کو وہ پوشیدہ قوت بخشی ہے جس کے ہم مدت سے متلاشی تھے۔ کارنیگی نے ایسا کوئی عظیم الشان

پروگرام ہمارے سامنے پیش نہیں کیا ہے جو حد درجہ مصیبت انگیز ہو بلکہ انھوں نے ہماری موجودہ قوت کا احساس ہمیں کرا دیا ہے کہ سامنے سوچ بورڈ یعنی برقی تختہ رکھا ہوا ہے اس میں روشنی کے برقی بٹن موجود ہیں۔ ایسی صورت میں ہمیں بجلی کے کھٹکے کو دبانے کی ضرورت ہے۔ کارنیگی نے جو کچھ کہا ہے اس کو میں تمام و کمال اس جگہ دہرانا نہیں چاہتا۔

کیونکہ یہ کارنیگی کے ساتھ صریحاً ناانصافی ہوگی اسکے لئے آپ اُن کی کتاب ملاحظہ کیجئے۔ ڈیل کارنیگی کی یہ کتاب۔ دوست کیسے بنائے جا سکتے اور لوگوں پر اثر کیسے قائم کیا جا سکتا ہے۔ ڈی بی تاراپوروالا اینڈ سنز بمبئی سے طلب کیجئے۔

میں جو بیان کر رہا ہوں وہ کارنیگی کے اس بیان کا خلاصہ ہے کہ انسان کیونکر اپنے خیالات کو پلٹا سکتا ہے

انسان اپنی زندگی میں اپنے من بھاتے خیالوں ترنگوں اور امنگوں کو ترک کر دینے کے مقابلہ میں اپنے کسی عضو کو (موئی گاجر کی طرح) ضائع کر دینا زیادہ پسند کریگا۔

جلد فروش اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وجہ مایوسی اور ناامیدی کی لہر ان کے چہرے پر دوڑ جاتی ہے۔ وہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ یہ سخت جان خریدار بڑا ناسازگار ہے اور اس کو لبھانا ٹیڑھی کھیر ہے۔ انھوں نے ہر طریقے سے کام لیکر دیکھا۔ اپنے ہر ایک

داؤ پیچ کو آزمایا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ کاش وہ اِس نئے طریقہ سے واقف ہوتے۔

دیکھئے مسٹر کارنیگی اس فن کے نہایت وسیع معلومات اور خاصہ تجربہ رکھتے ہیں۔

ان کی ہدایت پر عمل کرنے سے بول اُٹھینگے کہ منہ زور گھوڑے کے چابک سوار نے چوگان بازی کی بڑی نمائش میں بازی جیت بیش بہا انعام پایا ہے۔

سنئے کارنیگی کیا کہتے ہیں۔

اُن کا کہنا ہے کہ بسم اللہ ہی غلط نہ ہونے پائے۔

دوسروں کو اپنی رائے کے اظہار کا حق پوری طرح حاصل ہے

ان پر ایسا ظاہر کرو کہ انکی رائے اپنی رائے سے بہتر ہے۔ اور یہ تبلاؤ کہ اس میں ان کی فراست اور دانائی جھلک رہی ہے

خدا کے لئے کاروبار یا تجارت میں معرکتہ الآرا بحث یا مباحثہ مت کرو کہنے سے ضد سوا ہوتی ہے۔ مناظرہ یا بحث میں کامیاب ہونے والا اپنے مطلب کو کھو دیتا ہے۔

خودنمائی کو بھول جاؤ۔ اور اپنے آپ کو اس کی جگہ رکھ لو۔

اگر آپ کسی چیز کو فروخت کرنا چاہتے ہوں تو پہلے خریدار کی گفتگو کرو۔ کہ اس کو کیوں خریدنا چاہئے؟ اور ابھی اور اسی جگہ خریدنا کیونکر ضروری ہے؟

جہاں تک ہو سکے گفتگو مختصر کیا کرو۔

دوسروں کو جی کھول کر بکواس کرنے دو۔

ان کو اپنی طبیعت کے موافق کام کرنے دو اسی سے آپ کی کامیابی اور مطلب براری ہوگی۔ ایسی بات کرو کہ وہ آپ کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور ہو جائے اور یہ کہہ اُٹھے کہ بے شک یہ میرا اہم خیال ہے۔

جس قدر مخالفت کم ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

معقول دلائل پیش کرو۔ بلند آہنگی اور اسباب و دلائل سے کام لے کر اس کو بتلاؤ کہ جو تجویز آپ نے پیش کی ہے اُس کے لئے وہ کیونکر قابل قبول ہے۔

اس کو مقابلہ کی دعوت دیکر جوش و خروش میں لاؤ ✤



سیویب کے اصولِ تسخیر

ہم کو روزانہ کاروبار۔ ملاقات۔ سیر و تفریح ہر سلسلہ میں ایسے بیسیوں آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے جو مستقل اور اٹل ارادہ کے مالک اور خود درائے اور بیجا مخالفت کے عادی ہوتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو اگر ہم رنگ اور ہم خیال نہ بنا لیا جائے تو خدا جانے کس قدر نقصان اٹھانا پڑے۔ جس کسی نے ان میں سے خیالات کو بدلنے، اور ان کو ہم نوا بنانے کی کوشش کی ہے وہی جان سکتا ہے کہ یہ کس قدر کٹھن اور کتنا دشوار کام ہے۔

یہ کام نفسیات کے فاضلوں اور کردارِ انسانی اور روایات کے خصوصی ماہرین کے لئے ایک نہایت حوصلہ شکن آزمائش ہے آپ اس حقیقت سے واقف ہونگے کہ ہزاروں مرتبہ کاروباری اشخاص اور صناعوں وغیرہ نے اس خاص معاملہ کی مشکلات کو رفع کرنے اور ایک دوسرے کے مخصوص طریقوں سے واقف ہونے کے لئے اپنے ساتھیوں سے مل کر کوشش کی ہوگی اور سبھوں نے سر جوڑ کر غور کیا ہوگا کہ کس طرح ان من چلوں کے خیالات

کو موزوں اشکال میں رام کیا جا سکتا ہے تاکہ وہ ہمارے
حسب منشا کام کر سکیں۔

ذہن کی تربیت مسٹر سوئب کے خیال میں ایک اہم چیز ہے
جو آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرنے کے لئے لازمی اور ضروری ہے
اسی اہم کام کے متعلق سوئب کا بیان ہے کہ پتھر کو بھی نرم
بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ کسی ذہن کو تشدد و سختی سے سنگ سخت بھی
ملائم ہو سکتا ہے۔

کیبس۔ کارنیگی۔ نپولین ہل۔ رائے شیروڈ۔ ان ایورٹ
وغیرہ بھی اس سے متفق ہیں کہ اگر ہم کسی کو اپنا ہم خیال نہ بنا سکیں تو
اس کے لئے ہم خود مورد الزام ہیں کیونکہ ہم نہایت سریع الحس
اور تنک مزاج واقع ہوئے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ ہم کور دماغ
بھی واقع ہوئے ہوں۔

ہم میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو تھوڑی سی فراست بھی نہیں رکھتے
اور نہ موقع شناسی ہی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ہم اپنے آپ کو مصروف بکار بھی نہیں رکھتے۔ ہم آرام طلب
اور تن آسان واقع ہوئے ہیں

کسی شخص کو ہموار کرنا اور کسی سنگدل کو پگھلانا ایک بدبرانجام
پانے والا کام ہے۔

پسیجنے کا ایک نقطہ موجود ہے۔ اس کو یقین کیجئے مگر اس نقطہ

تک پہنچنے کے لئے ہم کو سعی بہم کرنا چاہئے۔ کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم خود کسی موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

"چارلس سوئب" کو اس فن میں وحید العصر تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ اس نے بڑے بڑے من چلے اور سخت جان سرکش فتنہ پردازوں کو مسخر کر لیا ہے۔ وہ مداحی اور ثنا خوانی کے افسوں کا ثنا خواں ہے۔

دنیا میں کوئی شخص بھی اپنی تعریف و توصیف کو ناپسند نہیں کرتا۔ مگر سوئب کہتا ہے کہ تعریف ایسی ہو جو مخلصانہ کہی جا سکے خوشامدانہ تعریف عموماً اچھے نتائج پیدا نہیں کرتی۔

ہر شخص مدح سرائی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ یہ فرحت بخش اور جاں فزا چیز ہے۔

کیونکہ اس سے ان کا انقباض خاطر دور ہو جاتا ہے۔ اور وہ مسرور و مستعد بن کر پہاڑ سے بھی ٹکرانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

تعریف کرنے میں زیادہ سے زیادہ فراخ دل بن جاؤ۔ یہ "سوئب" کا کہنا ہے..... یہی ایک نکتہ کی بات ہے۔

جس سے ملو پہلے اس کی تعریف کرو۔ پھر جو امور آپ کے پسند خاطر نہیں ہیں یا جن سے آپ کو اتفاق نہیں ہے۔ ان کا ذکر عمدگی سے کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے ان کے متعلق استمزاج کر لیا کرو پہلے اپنی رائے ظاہر نہ ہونے دو۔ اگر کسی مصیبت کا سامنا ہو تو اس کو ہنسکر ٹال دو۔ اس کو معمولی مہمل مضحکہ خیز خیال کرو۔

اپنی ناکامی، مصیبت اور ستم کی کہانی سنایا کرو تاکہ اس کے ہمدردی کا جوش بھڑک اٹھے۔

اگر کسی سے کوئی سنگین غلطی ہو جائے تو اس کا ذکر کرکے کسی کو شرمندہ نہ کرو۔ اس کی لاج رکھو، یہ آپ کے لیے بھی منفعت بخش ہے۔ اس کا پول کھولنے کی کوشش نہ کرو۔ ورنہ اس کا نہایت مضر اثر پڑیگا۔ اس سے وہ ضد اور ہٹ کرنے لگے گا اور یہ بات اسے گستاخ بنادے گی۔

کسی شخص سے ملاقات کرنے سے پہلے اس کی چھوٹی سے چھوٹی کارگزاریوں اور اس کے عمدہ خیالات کا جس کا تعلق اس کی ذات سے ہو خفیہ طور پر پتہ چلا لو۔

کسی صورت میں بھی اس کی خودداری کو ٹھیس نہ لگاؤ۔ ہمیشہ اس کا مشورہ بہ نظرِ عزت دیکھو۔ اِس طرح آپ اس کے ہم نوا بننے اور اسکے ساتھ ملائمت سے پیش آکر اس کو مخالفت سے باز رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ چونکہ وہ اب آپ کا مخلص بن گیا ہے اسلئے اب اس کو آپ کے منصوبوں کے مفہوم کو سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگے گی ✣

✣

فنِ بیع یا بیوپار

فروخت کرنا ایک بہترین فن ہے۔ اُن لوگوں کو جن کا تعلق بیوپار اور تجارت سے ہے اِس فن میں مہارت حاصل کرنی چاہیئے۔ مگر اس کے حصول میں انسان ساری عمر بھی صرف کردے تو بھی بعض وقت مبتدی ہی رہتا ہے۔

فروخت کنندہ خود دوسرے لوگوں سے زیادہ اس سے بخوبی واقف ہیں کہ خریدار کو خریدنے کے لئے تیار کرنا کِس قدر سخت اور مشکل کام ہے۔

فروخت کنندہ فطرتِ انسانی سے جس قدر زیادہ واقف ہوگا اتنا ہی بہتر ہے۔

اس کی وجہ سے تمھاری زندگی پُرمسرّت اور آرام دہ ہو جائے گی رنج وملال اور اختلافات کو دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے یاس کُن واقعات اور خامیوں کو رفع کرسکو گے۔ اور ترقی کی انتہائی بلندی پر پہنچ جاؤ گے۔

گبسن نے اپنی ایک کتاب میں "فروخت کنندگان کے لئے بچاس نکتے" میں بڑی کارآمد باتیں بتائی ہیں۔ جو اِس فن پر قابلِ قدر اور

نہایت ہی اہم کتاب ہے۔ اس سے فروختگی کے طریقہ اور اس کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں۔

کیبسن کا اس پر یقین کامل ہے کہ جس قدر زیادہ بکری ہوتی جائے گی اس کے یقینی ہوں گے کہ خریدنے کا غایت درجہ اشتیاق لوگوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ خریدنے کا تعلق انسان کے ذاتی معاملات سے ہے۔ اگر کسی نہ کسی وجہ سے خریدار متاثر نہ ہو تو وہ کبھی نہیں خریدے گا۔

بالفرض وہ اگر یہ خیال کرے کہ اس کی خاطر و تواضع نہیں کی جا رہی ہے یا وہ کسی مال سے مکمل طور پر مطمئن نہیں ہے یا فروخت کنندہ زبردستی مال اس کے سر تھوپ رہا ہے۔ درآں حالیکہ فروخت کنندہ کو خریدار کے معاملہ میں دخل دینے کا مطلق حق حاصل نہیں ہے۔ کوئی چیز خواہ ارزاں ہو یا گراں اس کی خریدی کا تصفیہ خود خریدار کرلیگا اگر وہ فروخت کنندہ سے خاطر جمع نہیں ہے۔ تو ایسے شخص سے کیونکر بیوپار کیا جا سکتا ہے؟

اس آڑے وقت میں کیبسن کے مفید مشورے شمع ہدایت ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ دلکش مشورے اس ماہر فن نے دیئے ہیں جو اس فن میں کمال رکھتا ہے۔ اور خود کامل سیلزمن و فروخت کنندہ ہے۔

کیبسن نے امریکہ اور انگلستان کی بڑی بڑی تجارتی کوٹھیوں

میں کام کیا ہے۔ اس لیئے وہ تجارت کے تمام اصولوں سے بخوبی واقف ہے۔ منافعہ بخش تجارت کس طرح کرنی چاہیئے؟ اس میں وہ پوری مہارت رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف ایک یکتائے زمانہ سوداگر ہے بلکہ ایک بہترین مشیر بھی۔ وہ کامیابی کے رازوں کو نہ صرف دھوم دھام سے افشا کرتا ہے بلکہ خود تاجر اور مسلم الثبوت استاد فروخت کنندگان ہے۔ کیونکہ اس نے ہزاروں فروخت کنندوں کو اپنے اصولوں اور مشوروں سے کامیاب بنا دیا ہے۔

اس نے فنِ بیع کو خوب جلا دیکر حد درجہ منفعت بخش بنا دیا ہے۔ اس نے تجارتی دنیا سے بہترین دست فروش مہیا کیئے ہیں جس سے تجارت کو بے حد فروغ ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس فن میں ان کو کامل دسترس حاصل ہے۔

اس نے خریداروں کی دلی کیفیات کے متعلق بعض نئی اور دلچسپ باتیں بتائی ہیں۔

کیسن کہتا ہے کہ خریداری ایک بازی ہے نہ کہ کاروبار۔ اپنے آپ کو خریدار تصور کرو۔ اور مال کی جانچ پڑتال کرو۔ یہ دیکھو کہ اس کے خریدنے سے کیا فائدہ ہے؟ کیا خریدار کو اسکی ضرورت ہے؟ یہ ضرورت آپ اسکو کس طرح محسوس یا معلوم کرا سکتے ہیں۔ کیا اس کی قیمت واجبی ہے؟ کیا اس کو خرید کر وہ اپنا وقت و پیسہ بچا سکتا ہے۔؟ کیا خریدار کا خیال آپ کے

کارخانہ نسبت اچھا ہے؟

کیتس مال بیچنے کو حسنِ اتفاق پر محمول نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ اس میں آدمی کی کارگزاری کو بڑا دخل ہے۔ آدمی کی پہچان کے لئے معاملہ کسوٹی ہے۔

یوں تو اس کام کے لئے بڑی معلومات کی ضرورت ہے۔ مگر سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ خریدار کی ضرورت کا خیال رکھا جائے۔ اور اس پر غور کیا جائے کہ خریدار کو اس چیز کی خریدی کیوں کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے معقول دلائل فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

فروخت کرنا ایک آسان لطیف اور پُرسکون کام ہے۔ مگر فروخت کنندہ کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا نہیں چاہئے اس کو بعض وقت ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کو راضی رکھنا جوئے شیر لانے کے برابر ہوتا ہے کیونکہ بعض لوگ نہایت ناقص طبیعت اور بدخلق ہوتے ہیں۔ اِسی میں فروخت کنندہ کا جوہر نمایاں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں خریدار کے دل میں جگہ پیدا کر لینا اور اختلاط پیدا کرکے ارتباط بڑھانا اچھے فروخت کنندہ ہی کا کام ہے سب سے پہلے اپنا اثر اس پر قائم کرو کشیدہ خاطر نہ ہو۔

اِستمزاج اور استصواب کرتے جاؤ۔ آہستہ آہستہ اس کے مزاج میں دخیل ہوتے جاؤ۔ اور قریب سے اس کو دیکھو اس کا عندیہ معلوم کرو اُس کے دل میں جگہ پیدا کرو۔ اُس کے الطاف وعنایات

حاصل کرو اور فرمائش حاصل کرلو۔ یہی فروخت کنندہ کی کامیابی اور اس کی زندگی کا نچوڑ ہے۔

یہ تمام تفصیلات کیسن کی کتاب میں موجود ہیں آج ہی اُس کا مطالعہ کرو۔ فن تسخیر اس سے سیکھ لو۔

کیسن آپ کو اچھی طرح یہ فن سکھلا دیگا۔ افسوس!

ہمیں معشوق کو اپنا بنانا تک نہیں آتا
دنیٔ شعر بنانے والے آئینہ بنا لیتے ہیں پتھر سے (صفی)

خریداروں کا نقطۂ نظر

ہم سب کی ساری زندگی کچھ نہ کچھ بیچنے ہی میں گزرتی ہے۔ علمائے دہر علم عقل اور ہنر بیچتے ہیں تو کاروباری لوگ مال و اسباب بیچتے ہیں اور خدمات فروخت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر ذی روح کوئی نہ کوئی چیز بیچتا ہی رہتا ہے۔ عبادت یا خدمت بھی ایک طرح کا بیوپار ہے جس کی قیمت کہتے ہیں کہ "دہ در دنیا ستر در آخرت" ملتی ہے۔ خدمت سے عظمت ہے۔

اگر غور کیجئے ہم کیا کاروبار کر رہے ہیں۔ کونسی چیز بیچتے ہیں؟ کس چیز کی تجارت کرنا چاہتے ہیں؟

ہم اپنی متاعِ کاسد کو اچھی قیمت پر فروخت کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم خود اپنے کاروبار سے بخوبی واقف ہوں۔

ہمارا مال جیسا کچھ بھی ہو مگر اس کی انتہائی اچھی قیمت آنی چاہئے۔ بیوپار کے لیئے دو اشخاص کا وجود بہرحال ضروری ضروری ہے ایک لینے والا دوسرا دینے والا جس طرح دو ہاتھ سے تالی بجتی ہے لینے والے کو دینے والے پر ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ سینکڑوں دوسرے

آدمیوں کو چھوڑ کر وہ تم سے لیتا ہے۔ اگر کسی خریدار سے پوچھا جائے کہ تم نے فلاں فروخت کنندہ کا انتخاب کیوں کیا تو وہ کہے گا کہ یہ شخص خوش خلق اور مرنج ومرنجان ہے۔ یا یہ زیادہ دام نہیں لیتا یا بہت جلد فرمائش کی تعمیل کر دیتا ہے۔ یا اس کا اس پر بھروسہ ہے۔ وقتی طور پر یہ بات ہو سکتی ہے۔ مگر ہمیشہ کے لئے درست نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کسی کارخانہ سے کاروبار کیا ہو تو دیکھا ہوگا کہ عوام کا ہجوم دروازے پر ہے اور لوگ اس کارخانے کے علاوہ کسی دوسری دوکان پر نہیں جاتے یہ کیوں؟ اس لئے کہ اس جگہ سے خریدنے میں ان کو خوشی محسوس ہوتی ہے۔

"کاروبار کرنے کے لئے یہ لوگ اچھے ہیں" یہ عوام کی زبان سے نکلتا ہے۔ کیونکہ نہایت خلوص اور توجہ کے ساتھ وہ پیش آتے ہیں۔ یہاں خریدنا لطف سے خالی نہیں ہے۔ یہاں کاروبار تکلیف دہ نہیں بلکہ باعثِ مسرت ہے۔" جوں ہی آپ نے اندر قدم رکھا اور انھوں نے آپ کو راضی کر لیا اور دن بدن آپ کو زیادہ رضامند کرتے جائیں گے۔ آپ محسوس کریں گے کہ وہ آپ کے محسن ہیں اور ان سے ملنا آپ کے لئے باعثِ مسرت ہے آپ کہیں گے کہ دوسری جگہ جانے سے ممکن ہے کہ میں اپنی جیب میں کچھ بچا سکوں مگر ان لوگوں کو بے حد پسند کرتا ہوں۔ ان کو ترجیح دیتا ہوں۔"

ایک فروخت کنندہ گاہکوں کے بیجا اعتراض اور کثرت کا

کی وجہ سے پریشان سا تھا۔ ایک گاہک سے کہہ بیٹھا "آپ جو چاہتے ہیں وہ یہی چیز ہے۔ اور اس کے دام آپ کو یہی دینے پڑینگے جو بتلائے گئے ہیں۔ ایسی چیزیں کون آپ کی منہ مانگی قیمت پر دیگا۔ کوئی بے وقوف ہی ایسا کرسکتا ہے۔ آپ کو کارخانہ کے اخراجات۔ اشتہارات کا خرچ اور چیزوں کی قیمتوں کی کیا خبر؟ ہم بالکل واجبیت پر ہیں لینا ہو لیجئے ورنہ چلتے پھرتے نظر آیئے۔"

غور کیجئے اس گاہک کے دماغ میں جس سے فروخت کنندہ نے یہ گفتگو کی کس قدر ہیجان بپا نہیں ہو گیا ہوگا۔

وہ سوچے گا کہ دوسری دوکان پر گو مجھے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور مال بھی بڑھیا قسم کا نہیں ملتا۔

مگر یہاں تو حد ہو گئی۔ اپنی رقم میں خرچ کرنا چاہتا ہوں اسلئے میں قابلِ لحاظ ضرور ہوں۔ نہ کہ دوکان کا مالک!

اُسے میری مزاج داری کرنی چاہیئے۔ مگر اس کو میری پرواہ نہیں۔ خیر میں بھی اس بے رخی کا مزہ چکھا دوں گا۔

کاروبار میں اس قسم کے جھگڑے لگے ہی رہتے ہیں۔

یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ اگر آپ دوسروں کو ہموار کرلیں تو کاروبار زیادہ بہتر ہوگا۔

خریداروں کے ساتھ التفات سے پیش آیئے۔ اُن کی تعظیم وتکریم کیجئے۔ نوک جھوک سے بچیئے۔ خندہ پیشانی سے پیش آیئے

چہرہ شکن آلود نہ بنائیے کیونکہ انھیں لوگوں کی آمد پر آپکے کاروبار کا انحصار ہے۔ یہ وہ چیز نہیں خریدینگے جو ان کے خلاف مرضی نہ ہو۔ یہ راضی خوشی کا سودا ہے۔

آپ کا یہ فرض ہے کہ ان پر ایسا اثر ڈالیں کہ آپ جس چیز کو فروخت کر رہے ہوں اسی کی ان کو ضرورت محسوس ہونے لگے اس کا ان کو احساس دلاؤ کہ آپ کے ساتھ کاروبار کرنا بہتر ہے کیونکہ آپ اُن کے سچے بہی خواہ ہیں۔ اور ان کی عزت آپکے دل میں ہے۔ اُن کو آپ کبھی بد دل کرنا نہیں چاہتے فقط





مسٹر برزو جی تاراپوری کی

زیر طبع کتابیں

۱۔ تعمیر حیات ۔ علم النفس میں جامع اور مبسوط کتاب

۲۔ جون آف ارک ۔ فرانس کی ایک مظلوم دوشیزہ کا ایک بہترین تاریخی ڈرامہ ۔

۳۔ دربار داد گر ۔ بچوں کے لئے دلچسپ نصیحت آمیز فیصلہ جات

۴۔ اعجاز محبت ۔ فلسفہ محبت میں اس سے بہتر کوئی کتاب ملنی ناممکن ہے

۵۔ یاد خوش ایام ۔ ناصحانہ و پند زیب و دائمی کار آمد جنتری ۔

مطبوعہ

عہد آفرین برقی پریس

حیدرآباد دکن